Research Paper 5b

10 محرم الحرام 1441ھ

10 September 2019

بسم الله الرحمن الرحيم والصلوۃ والسلام علی رسول الله و علی اله و ازواجه و اصحابه اجمعین الی یوم الدین

فرقہ واریت کی لعنت اور مسلک پرستی کی نحوست سے بچ کر قرآنِ حکیم، صحیح الاسناد اَحادیث اور اِجماعِ اُمت کو حجت و دلیل بناتا ہوا

تاریخ کی جھوٹی، بے سند اور ضعیف الاسناد روایات سے محفوظ اور **72- شہداء کربلا** سے اِظہارِ عقیدت پر مشتمل تحقیقی مقالہ

واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر 72- صحیح الاسناد اَحادیث کی روشنی میں

کُل 200 اَحادیث اہلسُنّت کی مستند کتابوں سے ہیں اور اُنکے نمبرز علمائے حرمین، بیروت اور دار السلام کی انٹرنیشنل نمبرنگ کے عین مطابق ہیں

میرے مسلمان بھائیو ! شیطانی وسوسوں کے باوجود اَپنی موت سے پہلے پہلے صرف ایک مرتبہ اِس تحریر کو اوّل تا آخر لازمی، لازمی، لازمی پڑھ لیں!

اللّٰہ عزوجل کا فرمان

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ أُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُونَ ○ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولٰٓئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ○ [سُورۃُ البقرۃ : 159 اور 160]

ترجمہ : ''بے شک جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی واضح آیات اور راہنمائی کی باتوں کو چھپاتے ہیں جبکہ ہم نے تو کتاب میں اُسے لوگوں کیلئے خوب بیان کردیا، تو اُنھی لوگوں پر اللّٰہ تعالیٰ کی لعنت اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔ سوائے اُن لوگوں کے جنھوں نے توبہ کرلی اور اَپنی اِصلاح بھی کرلی اور اُس (چھپائے ہوئے علم) کو بیان بھی کردیا، تو میں بھی اُن پر مہربان ہوجاؤں گا اور میں بہت توبہ قبول کرنے والا اور بہت مہربان ہوں۔''

رسول اللّٰہ ﷺ کا فرمان

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهُ ثُمَّ كَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ

ترجمہ : سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا : '' جس شخص سے کوئی علم کی بات پوچھی گئی جو اُس شخص کو معلوم تھی پھر بھی اُس نے اُس (علم کی بات) کو چھپالیا تو اَیسے شخص کو قیامت کے دِن (اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے سزا کے طور پہ) آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔ (نعوذ باللہ من ذالک) ''

[جامع ترمذی : 2649 ، سُنن ابی داؤد : 3658 ، سُنن اِبنِ ماجہ : 261 ، مِشکوۃُ المصابیح : 223 ، قال الشیخ زبیر علیزئی و الشیخ الالبانی : اِسنادہ صحیح]

سَلف کا فہم اِمام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ (اَلمُتوفی-261 ہجری) اَپنی شہرہ آفاق کتاب ''صحیح مُسلم'' کو تالیف فرمانے کی حکمت لکھتے ہیں: ''(اَے شاگرد !) جب تم نے مجھ سے اِس عظیم کام کی فرمائش کی (یعنی صحیح مُسلم کی تالیف) تو میں نے سوچا کہ اگر میں اِس کا اِرادہ کرلوں اور یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ جائے تو اِس کا فائدہ سب سے پہلے بطورِ خاص مجھے ہی حاصل ہوگا، اِسکے اَسباب بہت ہیں مگر اُنکے ذکر سے (یہ تمہیدی) گفتگو لمبی ہوجائے گی۔ مختصر یہ کہ اِس پختہ طریقہ سے تھوڑی مقدار میں روایات کو تحقیق کے ساتھ مرتب کرنا زیادہ آسان اور مفید ہے بجائے بہت زیادہ روایات جمع کرنے کے، **بطورِ خاص عوام النّاس کیلئے** کہ جنھیں اَحادیث (کے صحیح یا ضعیف ہونے) کی پہچان نہیں ہوتی جب تک کہ اُنکی راہنمائی کوئی دوسرا نہ کردے۔ جب اَیسی صورتحال ہو جو ہم نے بیان کی، تو تھوڑی تعداد میں صحیح اَحادیث کا جمع کردینا، زیادہ مقدار میں غیر مستند روایات کو جمع کرنے سے زیادہ نفع بخش ہوگا۔'' [صحیح مُسلم : المُقدمۃ]

A منہجِ نبوی ﷺ پر قائم خلافت راشدہ کی صحیح مدت کتنی تھی ؟ اور خلافت راشدہ کے اہل حقیقی خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کون تھے ؟

01 صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دِن ہم نے رسولُ اللّٰہ ﷺ کے ساتھ نمازِ مغرب ادا کی، پھر ہم نے سوچا کہ یہیں بیٹھیں رہیں تاکہ نمازِ عشاء بھی رسولُ اللّٰہ ﷺ کے ساتھ ہی پڑھ لیں (تو بہتر ہوگا)۔ چنانچہ ہم وہیں بیٹھے رہے، اِسی دوران رسولُ اللّٰہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، آپ ﷺ نے پوچھا: '' تم اُس وقت سے یہیں (بیٹھے) ہو ؟ '' ہم نے عرض کیا اَے اللّٰہ کے رسول ﷺ ! ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ (نمازِ) مغرب پڑھی، پھر سوچا کہ یہیں بیٹھے رہتے ہیں تاکہ آپ ﷺ کے ساتھ نمازِ عشاء بھی پڑھ لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: '' تم نے بہت اچھا کام کیا۔'' پھر آپ ﷺ نے سر مبارک آسمان کی طرف اُٹھایا اور اکثر آپ ﷺ اَپنا سر مبارک آسمان کی طرف اُٹھایا کرتے تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ستارے آسمان کے لئے باعث اَمن ہیں، جب ستارے چلے جائیں گے تو آسمان پر وہ وقت آجائے گا جس کا وعدہ ہے (یعنی فنا)، اور مَیں اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کیلئے باعث اَمن ہوں، جب مَیں رخصت ہوگیا تو میرے صحابہ رضی اللہ عنہم پر وہ چیز آئے گی جس کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے (یعنی فتن و مصائب)، اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میری اُمت کیلئے باعث اَمن ہیں، جب میرے صحابہ رضی اللہ عنہم رخصت ہوجائیں گے تو میری اُمت پر وہ چیز آجائے گی جس (فتن و مصائب) کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے۔'' [صحیح مُسلم : 6466]

02 مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے: سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ کے رازدار سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اُمراء (حکمرانوں) کے بارے میں آپ ﷺ کا خطبہ یاد ہے کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم میں نبوت باقی رہے گی جب تک اللّٰہ تعالیٰ چاہے گا، پھر جب چاہے گا، اُسے اُٹھالے گا۔ پھر نبوت کی طرز پر خلافت ہوگی جب تک اللّٰہ تعالیٰ چاہے گا، پھر جب چاہے گا، اُسے بھی اُٹھالے گا۔ پھر کاٹ کھانے والی بادشاہت ہوگی، جب تک اللّٰہ تعالیٰ چاہے گا، پھر جب چاہے گا اُسے بھی اٹھالے گا۔ پھر جابرانہ بادشاہت

ہوگی، جب تک اللّٰہ تعالیٰ چاہے گا، پھر جب اللّٰہ تعالیٰ چاہے گا اُسے بھی اٹھالے گا، پھر نبوت کی طرز پر خلافت ہوگی (یعنی قربِ قیامت سے پہلے اِمام مہدی ؓ کی خلافتِ راشدہ) **02**
اِسکے بعد آپ ﷺ خاموش ہوگئے۔'' **مُسندِ اَحمد ہی کی ایک اور حدیث میں ہے:** سیدنا سعید بن جھمان تابعی رحمہ اللّٰہ کا بیان ہے کہ مجھ سے سیدنا سفینہ ؓ نے حدیث بیان کی کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: خلافت 30- سال تک رہے گی، پھر اُسکے بعد ملوکیت (بادشاہت) ہوجائے گی۔'' **سُنن نسائی الکبریٰ کی حدیث میں ہے:** سیدنا سعید تابعی رحمہ اللّٰہ کا بیان ہے کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام سیدنا سفینہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:''میری اُمت میں خلافت 30- سال تک رہے گی، پھر اُسکے بعد ملوکیت (بادشاہت) ہوجائے گی۔'' پھر سیدنا سفینہ ؓ نے مجھ سے فرمایا:''جب ہم نے شمار کیا تو سیدنا ابوبکر ؓ ،سیدنا عمر ؓ ،سیدنا عثمان ؓ اور سیدنا علی ؓ کو پایا (یعنی ہم نے اِن خلفائے راشدین کی کل مدتِ خلافت کو 30- سال ہی پایا) **سُنن ابی داؤد کی حدیث میں ہے:** سیدنا سفینہ ؓ کا بیان ہے کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے فرمایا:'' نبوت کی طرز پر خلافت 30 - سال تک رہے گی، پھر اللّٰہ تعالیٰ جسے چاہے گا حکومت دے گا۔''سعید تابعی کہتے ہیں کہ پھر سیدنا سفینہ ؓ نے مجھ سے فرمایا: ''سیدنا ابوبکر ؓ کے 2- سال، سیدنا عمر ؓ کے 10- سال، سیدنا عثمان ؓ کے 12- سال اور اسی طرح سیدنا علی ؓ کے 6- سال بھی شمار کرلو (یہ کل تیس 30- سال پورے ہوئے)۔''سعید تابعی رحمہ اللّٰہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا سفینہ ؓ سے عرض کی کہ یہ لوگ (یعنی بنواُمیہ) تو سمجھتے ہیں کہ سیدنا علی علیہ السلام خلیفہ (برحق) نہیں تھے ! (**نوٹ:** سیدنا علی ؓ کے ساتھ علیہ السلام خود اِمام ابوداؤد رحمہ اللّٰہ نے لکھا ہے) سیدنا سفینہ ؓ نے (غصہ کی حالت میں) فرمایا:'' بنوزُرقاء (نیلی آنکھوں والے) بنومروان کی پیٹھ نے جھوٹ بولا ہے۔'' **جامع ترمذی کی حدیث میں ہے:** سیدنا سفینہ ؓ نے بیان کیا کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:''میری اُمت میں خلافت 30- سال تک رہے گی، پھر اُس کے بعد بادشاہت ہوگی۔'' پھر سیدنا سفینہ ؓ نے فرمایا: ''سیدنا ابوبکر ؓ کی خلافت اور سیدنا عمر ؓ کی خلافت اور سیدنا عثمان ؓ کی خلافت اور پھر فرمایا سیدنا علی ؓ کی خلافت بھی شمار کرو، ہم نے یہ تمام مدت کل 30- سال ہی پائی ہے۔''سعید تابعی رحمہ اللّٰہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا سفینہ ؓ سے عرض کی کہ بنواُمیہ کے لوگ تو سمجھتے ہیں کہ خلافت تو اُن میں ہے، تو سیدنا سفینہ ؓ نے (اِنتہائی غصہ میں) فرمایا:''یہ بنوزُرقاء (نیلی آنکھوں والے یعنی بنواُمیہ اور بنومروان) جھوٹ بولتے ہیں، بلکہ (حق تو یہ ہے کہ) وہ تو شریر ترین حکومت کرنے والی ایک ملوکیت (بادشاہت) ہے۔'' **مُسند ابی داؤد الطیالسی کی حدیث میں ہے:** سیدنا سفینہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا:''میری اُمت میں خلافت 30- سال تک رہے گی، پھر اُسکے بعد ملوکیت (بادشاہت) ہوجائے گی۔'' پھر سیدنا سفینہ ؓ نے سعید تابعی رحمہ اللّٰہ سے فرمایا: ''تم شمار کرلو سیدنا ابوبکر ؓ اور سیدنا عمر ؓ کی خلافت 12- سال اور 6- ماہ تھی اور سیدنا عثمان ؓ کی خلافت 12- سال تھی اور پھر سیدنا علی ؓ کی خلافت نے (سیدنا حسن ؓ کے 6- ماہ بھی شامل کرنے سے)30- سال پورے کردیئے۔''سعید رحمہ اللّٰہ کا بیان ہے کہ میں نے سیدنا سفینہ ؓ سے عرض کیا: پھر حضرت معاویہ ؓ کی حکومت کیا ہوئی؟ سیدنا سفینہ ؓ نے فرمایا : ''وہ (یعنی حضرت معاویہ ؓ خلیفہِ راشد نہیں بلکہ مسلمانوں کے) بادشاہوں میں سے پہلے (بادشاہ) تھے۔'' **المُصنف ابنِ ابی شیبۃ کی حدیث میں ہے:** سیدنا سعید تابعی رحمہ اللّٰہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا سفینہ ؓ سے عرض کیا کہ بنواُمیہ کے لوگ تو دعویٰ کرتے ہیں کہ خلافت اُن میں ہے۔سیدنا سفینہ ؓ نے مجھ سے فرمایا:''بنوزُرقاء (نیلی آنکھوں والوں) نے جھوٹ بولا ہے، بلکہ وہ تو سخت گیر بادشاہوں میں سے ہیں اور اُن کے پہلے بادشاہ حضرت معاویہ ؓ ہیں۔''

[مُسندِ احمد : 18596 (جلد - 8 ، صفحہ - 116) اور 22264 (جلد - 10، صفحہ - 310) ، قال الشیخ الالبانی والشیخ زبیر علیزئی والشیخ الارنؤوط : اِسنادہ صحیح]

[مِشکوۃُ المصابیح : 5378 ، سُنن نسائی الکبریٰ : 8155 ، سُنن ابی داؤد : 4646 ، جامع ترمذی : 2226 ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیر علیزئی : اِسنادہ صحیح]

[السلسلۃ الصحیحۃ : 459 ، مُسند ابی داؤد الطیالسی : 1203 (جلد - 2 ، صفحہ - 102) ، قال الشیخ غلام مُصطفیٰ ظھیر امن پوری فی السُنۃ - 16 : اِسنادہ صحیح]

[المُصنف ابنِ ابی شیبۃ : 37157 ، اِسنادہ صحیح علی شرط الشیخ الالبانی والشیخ زبیر علیزئی والشیخ شعیب الارنؤوط رحمھم اللہ اجمعین]

03 **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا معدان بن ابی طلحہ تابعی رحمہ اللّٰہ کا بیان ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب ؓ نے جمعہ کا خطبہ دیا اور اُس میں رسولُ اللّٰہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر ؓ کا ذکرِ خیر فرمایا۔ پھر سیدنا عمر ؓ نے اِرشاد فرمایا : ''بے شک میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک مرغ نے مجھے 3- ٹھونگیں ماری ہیں اور میں (اِسکی تعبیر) یہ سمجھتا ہوں کہ میری موت کا وقت قریب آچکا ہے۔ بعض لوگ مجھے یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ میں کسی کو اَپنا جانشین مقرر کردوں لیکن (میں اَیسا کوئی اِرادہ نہیں رکھتا کیونکہ) اللّٰہ تعالیٰ اَپنے دین کو برباد نہیں ہونے دے گا نہ ہی اَپنی خلافت کو اور نہ ہی اُس (ہدایت) کو جسے اُس نے اَپنے رسول ﷺ کو دے کر بھیجا ہے۔ اگر میری موت جلدی ہوجائے تو (میرا یہ حکم ہے کہ) خلافت کا فیصلہ اُن 6- افراد میں ہی طے پائے جن سے رسولُ اللّٰہ ﷺ اَپنی وفات تک راضی تھے۔ (**نوٹ:** اُن 6- افراد کے نام صحیح بخاری کی اَگلی حدیث میں آرہے ہیں) اور مجھے خوب معلوم ہے کہ بعض لوگ اِس اَمرِ خلافت میں طعن کرینگے، اور یہ وہی لوگ ہیں جن کو میں نے اِسلام کی خاطر (اُن کے اِسلام قبول کرنے سے پہلے) اَپنے اِن ہاتھوں سے مارا بھی ہے۔ (**نوٹ:** فتح مکہ پر معافی مانگ کر اِسلام میں داخل ہونیوالے اِنہی لوگوں سے متعلق حقائق اِس تحقیقی مقالہ کی اَگلی اَحادیث میں آرہے ہیں) پس اگر وہ لوگ واقعی اَیسا کریں (یعنی خلافت میں طعن کریں) تو جان لینا کہ وہ اللّٰہ تعالیٰ کے دشمن اور کافر و گمراہ ہیں۔۔۔۔'' **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا عمرو بن میمون تابعی رحمہ اللّٰہ کا بیان ہے کہ جس زخم میں سیدنا عمر بن خطاب ؓ کی شہادت ہوئی، آپ ؓ کو دودھ پیش کیا گیا، آپ ؓ نے پیا مگر وہ آپ ؓ کے زخم سے بہہ نکلا تو لوگوں کو یقین ہوگیا کہ آپ ؓ اِس زخم سے زندہ نہیں بچ پائیں گے، تو لوگ آپ ؓ کے گرد جمع ہوگئے۔۔۔۔ چنانچہ لوگوں نے درخواست کی کہ امیرالمومنین! اپنے بعد اپنے جانشین کی وصیت فرمادیجئے، آپ ؓ نے فرمایا ''میں اَپنے بعد اِن 6- افراد سے بڑھ کر اِس معاملے (خلافت) کا کسی اور کو حقدار نہیں سمجھتا، جن سے نبی ﷺ اَپنی وفات تک راضی تھے۔'' پھر آپ ؓ نے سیدنا علی ؓ ، سیدنا عثمان ؓ ، سیدنا زبیر ؓ ، سیدنا طلحہ ؓ ، سیدنا سعد ؓ اور سیدنا عبدالرحمٰن

03 بن عوف ؓ کا نام لیا اور پھر (اَپنے بیٹے کی دل جوئی کیلئے) فرمایا کہ اِن 6-افراد کے ساتھ سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ بھی (مشاورت میں) موجود ہوگا، لیکن خلافت میں اُس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔۔۔'' پھر مزید فرمایا : ''میں اَپنے بعد والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ مہاجرین اول کا خیال رکھے، اُن کے حقوق اور احترام کو ملحوظِ خاطر رکھے اور میں اُسے انصار کے بارے میں بھی ہدایت کرتا ہوں کہ وہ اُن سے حسن سلوک کرے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے بہت پہلے اہل ایمان کو پناہ دی تھی۔ اُن کی اچھائیوں کی پذیرائی کی جائے اور کوتاہیوں سے صرفِ نظر کی جائے اور میں تمام خلافتِ اسلامیہ کے متعلق بھی حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں ۔۔۔۔۔'' [صحیح مُسلم : 1258 ، صحیح بُخاری : 3700]

نوٹ اُن 6-افراد میں سے 4-افراد: سیدنا زبیر ؓ، سیدنا طلحہ ؓ، سیدنا سعد ؓ اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف ؓ خود ہی دستبردار ہوگئے اور پھر اُنھوں ہی نے باقی بچ جانے والے سیدنا علی ؓ اور سیدنا عثمان ؓ میں سے سیدنا عثمان ؓ کو خلیفہ منتخب کرلیا اور سب سے پہلے سیدنا علی ؓ نے ہی سیدنا عثمان ؓ کی بیعت کی۔ لہٰذا سیدنا عثمان ؓ کی شہادت کے بعد سیدنا علی ؓ سے بڑھ کر کوئی بھی شخص خلافت کا حقدار نہیں تھا اِسی لئے صحابہ ؓ نے سیدنا علی ؓ کو سیدنا عثمان ؓ کے بعد خلیفہ چن لیا تھا : [صحیح بُخاری : 3700 اور 7207]

04 صحیح بُخاری اور صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں لوگوں کے ہمراہ سیدنا عمر بن خطاب ؓ کی میت کے پاس کھڑا تھا کہ پیچھے سے ایک آدمی نے میرے کندھے پر اپنی کہنی رکھی اور کہا اللہ تعالیٰ آپ (سیدنا عمر ؓ) پر رحمت فرمائے، مجھے شروع ہی سے یہ اُمید واثق تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ ؓ کو اپنے دونوں ساتھیوں (رسولُ اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر ؓ) کے ساتھ اکٹھا فرمادے گا، کیونکہ میں اکثر رسولُ اللہ ﷺ سے یہ سنا کرتا تھا کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے : '' میں اور ابوبکر اور عمر تھے، میں اور ابوبکر اور عمر نے یہ کیا، میں اور ابوبکر اور عمر گئے۔'' تو میں توقع رکھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ ؓ کو اُن دونوں ساتھیوں کے ساتھ (موت کے بعد بھی) اکٹھا فرمادے گا، سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ کا بیان ہے: ''جب میں نے اُس شخص کی طرف مڑ کر دیکھا تو وہ سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ تھے۔'' [صحیح بُخاری : 3677 ، صحیح مُسلم : 6187]

05 صحیح بُخاری اور صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا حذیفہ بن یمان ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم سیدنا عمر بن خطاب ؓ کی صحبت میں بیٹھے تھے کہ آپ ؓ نے دریافت فرمایا: فتنے سے متعلق کوئی حدیث تم میں سے کسی کو یاد ہے ؟ سیدنا حذیفہ ؓ نے عرض کی (جی ہاں) آدمی کو بعض دفعہ اَپنے اہل وعیال، مال، اولاد اور پڑوسی سے فتنہ (آزمائش) لاحق ہوتا ہے اور نماز، خیرات اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے اَیسے فتنے کا سدِ باب اور ازالہ ہوجاتا ہے۔ سیدنا عمر ؓ نے فرمایا (نہیں) میں اِس قسم کے فتنوں کے بارے میں نہیں پوچھ رہا ہوں، بلکہ میرا سوال تو اُس فتنے سے متعلق ہے جو سمندر کی موجوں کی طرح شدید ٹھاٹھیں مارتا ہوا ہوگا۔ سیدنا حذیفہ ؓ نے عرض کی: اَے امیر المومنین! آپ ؓ کو تو اُس فتنہ سے کوئی خطرہ نہیں ہوگا، آپ ؓ اور اُس (عظیم) فتنے کے درمیان ایک بند دروازہ (حائل) ہے۔ سیدنا عمر ؓ نے پوچھا: وہ دروازہ توڑ دیا جائے گا یا کھولا جائے گا۔؟ سیدنا حذیفہ ؓ نے عرض کی: بلکہ اُسے توڑ دیا جائے گا۔ سیدنا عمر ؓ نے فرمایا: پھر تو وہ کبھی بھی بند نہ ہونے پائے گا۔ سیدنا حذیفہ ؓ نے عرض کی: جی ہاں بالکل! تابعین کہتے ہیں کہ ہم نے پھر سیدنا حذیفہ ؓ سے پوچھا: کیا سیدنا عمر ؓ کو معلوم تھا کہ دروازہ سے مراد کیا چیز ہے ؟ سیدنا حذیفہ ؓ نے فرمایا: ہاں! بالکل اُنکو اَیسے ہی معلوم تھا جیسے آج کے بعد آنے والے کل کا علم یقینی ہوتا ہے، کیونکہ میں نے کوئی غلط حدیث تو اُنہیں بیان نہیں کی تھی ! تابعین کہتے ہیں کہ ہمیں جرأت نہ ہوئی کہ ہم سیدنا حذیفہ ؓ سے پوچھ سکیں کہ اُس دروازے سے مراد کیا چیز تھی ؟ چنانچہ ہم نے مسروق تابعی سے کہا کہ تم پوچھو، تو اُنکے پوچھنے پہ سیدنا حذیفہ ؓ نے فرمایا: ''اُس دروازے سے مراد خود ''سیدنا عمر ؓ'' ہی تو تھے۔'' [صحیح بُخاری : 7096 ، صحیح مُسلم : 7268]

06 صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں (اَپنی ہمشیرہ) اُم المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، اِس حال میں کہ اُن کے بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا، میں نے اُن سے عرض کی: لوگوں کا معاملہ جو صورت اختیار کر گیا ہے، آپ بخوبی اُس سے واقف ہیں، میرا تو کوئی دخل اِس اَمر (خلافت اور اقتدار) میں نہیں رہ گیا۔ اُم المومنین نے فرمایا تم اَبھی جاؤ کیونکہ لوگ تمہارا اِنتظار کررہے ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ تمہارے نہ جانے سے اِنتشار واِفتراق پیدا ہوگا۔ اُم المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے بااِصرار اُنہیں بھیج کر ہی چھوڑا۔ چنانچہ سب لوگ متفرق ٹکڑیوں میں بیٹھ گئے تو حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ نے (مسئلہ تحکیم کے بعد پہلی دفعہ) وہاں (مدینہ شریف میں) خطبہ دیا اور کہا: جو کوئی اِس اَمر (خلافت واقتدار) میں بولنا چاہتا ہے، تو وہ ذرا سر اُٹھا کے تو دکھائے، یقیناً ہم اُسکے اور اُسکے باپ سے بھی زیادہ اِس (خلافت واقتدار) کے مستحق ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) راوی حدیث حبیب بن مسلمہ تابعی نے بعد میں سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے پوچھا: اَے سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ پھر آپ نے اُن (حضرت معاویہ ؓ) کو کوئی جواب کیوں نہیں دیا ؟ سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا: میں نے اِرادہ کیا تھا کہ اُسی وقت اَپنی گوٹھ کھولوں اور حضرت معاویہ ؓ کو جواب دوں کہ اِس اَمر (خلافت) کا تم سے بڑھ کر حقدار تو وہ ہے جس نے تم سے اور تمہارے باپ سے اِسلام کی خاطر جنگ کی تھی (یعنی سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ یا پھر خود سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ) مگر پھر میں ڈر گیا کہ کہیں کوئی اَیسی بات نہ کہہ بیٹھوں کہ جس سے اِنتشار پھیلے اور خون ریزی ہو اور میری بات کا غلط مطلب ہی سمجھ لیا جائے، چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ کی تیار کردہ جنتی نعمتوں کو اَپنے تصور میں یاد کیا (اور صبر کرکے خاموش ہو رہا)۔ راویِ حدیث حبیب بن مسلمہ تابعی نے اِس پر کہا :''سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ نے (یوں خاموشی اِختیار فرما کر) اَپنی جان بھی بچالی اور اَپنی عزت کو بھی (فتنہ وفساد سے) بچالیا۔'' [صحیح بُخاری : 4108]

07 صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا محمد بن حنفیہ تابعی رحمہ اللہ (جو سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ کی دوسری بیوی سیدہ حنفیہ رحمہا اللہ کے بیٹے تھے) بیان فرماتے ہیں: میں نے اَپنے والدگرامی ؓ سے پوچھا کہ رسولُ اللہ ﷺ کے بعد (اِس اُمت کے لوگوں میں) سب سے اَفضل شخصیت کون سی ہیں؟ تو سیدنا علی ؓ نے فرمایا: سیدنا ابوبکر ؓ، میں نے کہا پھر اُن کے بعد کون ہیں؟ فرمایا: سیدنا عمر ؓ، پھر مجھے خدشہ ہوا کہ اگر اَب کی بار پوچھا تو آپ ؓ سیدنا عثمان ؓ کا نام لیں گے، چنانچہ میں نے کہا کہ سیدنا ابوبکر ؓ اور سیدنا عمر ؓ کے بعد تو آپ ؓ ہی (اَفضل) ہیں؟ تو آپ ؓ نے (اِنکساری کرتے ہوئے) اِرشاد فرمایا:''میں تو عام مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں۔'' [صحیح بُخاری : 3671]

08 **سُنن ابی داؤد ، جامع ترمذی اور سُنن ابنِ ماجه کی حدیث میں ہے:** سیدنا عرباض بن ساریہ ﷛ کا بیان ہے کہ ایک روز (وفات سے کچھ ہی عرصہ قبل) رسولُ اللّٰہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی اور پھر ہماری طرف رُخِ اَنور کر کے بہت ہی اَثر اَنگیز خطبہ اِرشاد فرمایا جس کو سن کر صحابہ ﷡ کی آنکھیں بہہ پڑیں اور دل دہل گئے۔ایک شخص نے کہا: اَے اللّٰہ کے رسول ﷺ ہمیں یوں لگتا ہے گویا کہ یہ آپ ﷺ کا آخری وَعظ و نصیحت ہے! لہٰذا آپ ﷺ ہمیں کوئی وصیت فرمایئے! تو آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا : '' میں تمھیں اللّٰہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے اور (اَپنے بعد کے حکمرانوں کی) بات سننے اور اِطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں خواہ وہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔تم میں جو بھی میرے بعد زندہ رہا تو وہ بہت ہی اِختلاف دیکھے گا، دیکھنا اُس (اِختلاف کے وقت) تم میری سنت اور راست باز اور ہدایت یافتہ خلفاء ﷡ کی سنت پر کاربند رہنا، اور اُن کو خوب مضبوطی سے تھام لینا کہ چھوٹنے نہ پائیں اور (دین میں) کسی نئے کام کو جاری کرنے سے باز رہنا کیونکہ یہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'' **سُنن نسائی کی حدیث میں یہ اَلفاظ بھی موجود ہیں:** '' اور ہر گمراہی (اُس بدعتی کو) دوزخ میں لے کر جانے والی ہے۔''

[سُنن ابی داؤد : 4607 ، جامع ترمذی : 2676 ، سُنن ابنِ ماجه : 42 ، سُنن نسائی : 1579 ، قال الشيخ الالبانی و الشيخ زبير عليزئی : اِسناده صحيح]

09 **مُسندِ اَحمد، المُستدرک للحاکم اور سُنن نسائی الکبریٰ کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوسعید خدری ﷛ بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسولُ اللّٰہ ﷺ کے اِنتظار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ اَپنی کسی اہلیہ محترمہ کے گھر سے تشریف لے آئے، پھر ہم بھی آپ ﷺ کے ہمراہ ہو لیے، اِسی دوران آپ ﷺ کا جوتا مبارک ٹوٹ گیا، تو سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛ اُس مبارک جوتے کو مرمت کرنے کی وجہ سے پیچھے رہ گئے اور ہم رسولُ اللّٰہ ﷺ کے ہمراہ چلتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ سیدنا علی ﷛ کے اِنتظار میں رک گئے اور ہم بھی ٹھہر گئے۔ وہاں آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:'' تم میں ایک اَیسا (خوش نصیب) شخص بھی ہے کہ جو قرآن حکیم کی تفسیر کی خاطر (مسلمانوں سے) قتال کرے گا جیسا کہ مجھے قرآن حکیم کی تنزیل (حقانیت) کی خاطر (کفار سے) قتال کرنا پڑا۔'' یہ سن کر ہم سب شوق سے آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے (اِس اُمید سے کہ شاید میں ہی وہ خوش نصیب شخص ہوں) اور اُس وقت ہمارے درمیان سیدنا ابوبکر ﷛ اور سیدنا عمر ﷛ بھی موجود تھے۔ سیدنا ابوبکر ﷛ نے عرض کی کیا میں ہوں وہ؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: '' نہیں۔'' سیدنا عمر ﷛ نے عرض کی کیا میں ہوں وہ؟ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: '' نہیں (تم میں سے کوئی بھی اَیسا شخص نہیں) بلکہ وہ (خوش نصیب) تو میرے جوتے گانٹھنے والا شخص ہے (یعنی سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛)۔ چنانچہ ہم سب سیدنا علی ﷛ کے پاس آئے تا کہ اُنھیں یہ بشارت دیں۔ سیدنا ابوسعید خدری ﷛ فرماتے ہیں:''(وہ بشارت سننے کے بعد) سیدنا علی ﷛ کا ردِعمل اَیسا تھا گویا کہ وہ پہلے ہی سے اُس بشارت کو جانتے تھے۔''

[مُسندِ احمد : 11309 (جلد - 5 ، صفحه - 103) اور 11795 (جلد - 5 ، صفحه - 247) ، قال الشيخ شعيب الارنؤوط : اِسناده صحيح]

[المُستدرک لِلحاکم : 4621 ، قال الامام حاکم و الامام الذهبی : اِسناده صحيح ، سُنن نسائی الکبریٰ : 8457 ، قال الشيخ غلام مصطفیٰ فی خصائص علی : اِسناده صحيح]

10 **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا علقمہ تابعی رحمہ اللّٰہ کا بیان ہے وہ ملک شام گئے تو وہاں مسجد میں داخل ہو کر دُعا کی کہ اَے اللّٰہ مجھے یہاں کوئی نیک ہم نشین عطا فرما۔ چنانچہ (دُعا کی قبولیت ہوئی اور) اُن کو سیدنا ابوالدرداء ﷛ کی صحبت نصیب ہوئی۔ سیدنا ابوالدرداء ﷛ نے علقمہ تابعی سے پوچھا کہ تم کس علاقے سے ہو ؟ میں نے عرض کی کہ شہر کوفہ سے آیا ہوں۔ اُنھوں نے فرمایا: کیا تم میں سیدنا عبداللّٰہ بن مسعود ﷛ موجود نہیں ہیں، جو سفر و حضر میں رسولُ اللّٰہ ﷺ کی جوتیاں اور مبارک سامان اُٹھایا کرتے تھے ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! پھر فرمایا : کیا تم میں سیدنا حذیفہ ﷛ موجود نہیں ہیں کہ جنھیں رسولُ اللّٰہ ﷺ کے خاص راز معلوم ہیں جنھیں اُن کے سوا کوئی اور نہیں جانتا ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں ! پھر فرمایا : کیا تم (اہلِ کوفہ) میں سیدنا عمار بن یاسر ﷛ جیسی شخصیت موجود نہیں جنھیں اللّٰہ تعالیٰ نے رسولُ اللّٰہ ﷺ کی مبارک زبان کے ذریعے شیطان سے پناہ عطا فرمائی ہے ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! (یعنی سیدنا ابوالدرداء ﷛ نے علقمہ تابعی کو نصیحت فرمائی کہ کوفہ میں اِتنے کبار اَصحابِ رسول ﷺ کے ہوتے ہوئے شام کا سفر اِختیار کرنے کی ضرورت نہیں) [صحيح بُخاری : 3743]

11 **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابومریم اسدی تابعی رحمہ اللّٰہ کا بیان ہے کہ جب سیدنا طلحہ ﷛، سیدنا زبیر ﷛ اور اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ کی طرف (جنگ جمل کیلئے) روانہ ہوئے تو سیدنا علی ﷛ نے سیدنا عمار بن یاسر ﷛ اور اَپنے بیٹے سیدنا حسن ﷛ کو ہمارے پاس کوفہ روانہ فرمایا (تا کہ وہاں سے فوجی مدد حاصل کر سکیں)۔ تو وہ دونوں منبر پر چڑھے، سیدنا حسن ﷛ منبر کے اوپر والے حصہ پہ تشریف فرما ہوئے اور سیدنا عمار ﷛ نیچے والے حصہ پہ کھڑے ہوئے۔ ہم سب اُن کی بات سننے کیلئے اِکٹھے ہوئے۔ سیدنا عمار بن یاسر ﷛ نے فرمایا : اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا (لشکر لے کر مکہ مکرمہ سے) بصرہ روانہ ہو چکی ہیں، اللّٰہ تعالیٰ کی قسم! وہ دنیا و آخرت میں رسولُ اللّٰہ ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں، مگر (اِس وقت) اللّٰہ تعالیٰ تمہارا اِمتحان فرمانا چاہتا ہے کہ تم (خلیفہ راشد کی اِطاعت کے ذریعہ) اللّٰہ تعالیٰ کی اِطاعت کرتے ہو یا پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی پیروی کرتے ہو ؟ **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوبکرہ ﷛ کا بیان ہے کہ جنگ جمل کے دنوں میں اللّٰہ تعالیٰ نے مجھے رسولُ اللّٰہ ﷺ کے فرمانِ مبارک سے بہت فائدہ پہنچایا جبکہ میں (سیدنا علی ﷛ کے خلاف) جمل والوں کے ساتھ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں) شریک ہونے ہی والا تھا کہ اُن کی حمایت میں قتال کروں (مگر میں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا کیونکہ مجھے یاد آ گیا کہ) رسولُ اللّٰہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا تھا: '' وہ قوم کبھی بھی فلاح (کامیابی) حاصل نہیں کر سکتی جو اَپنا سربراہ کسی عورت کو بنا لے۔'' [صحيح بُخاری : 7100 اور 4425]

12 **مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے:** سیدنا قیس تابعی رحمہ اللّٰہ کا بیان ہے کہ جب اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اَپنے لشکر کے ہمراہ بنو عامر کے گھاٹ پر پہنچیں تو وہاں کتے بھونکنے لگے، تو آپ رضی اللہ عنہا نے دریافت فرمایا : یہ کونسا چشمہ ہے ؟ جواب ملا کہ یہ چشمہ حوأب ہے! یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا : پھر تو میں ضرور واپس ہی جاؤں

گی۔ اِس فیصلہ پر سیدنا زبیر ؓ نے مشورہ دیا کہ نہیں بلکہ ہمیں آگے بڑھنا چاہیے تا کہ آپ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر مسلمانوں میں اِتحاد کی کوئی راہ نکل سکے (اور وہ فتنہ و اِنتشار ختم ہو جائے جو شہادتِ سیدنا عثمان ؓ کے بعد سے جنم لے چکا تھا!)۔ اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک دِن مجھ سے رسولُ اللہ ﷺ نے (یہ غیبی خبر دیتے ہوئے بڑے اَفسوس کی حالت میں) اِرشاد فرمایا تھا: '' تم (اَزواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن) میں سے کسی ایک (زوجہ مطہرہ رضی اللہ عنہا) کی حالت اُس وقت کیسی ہوگی، جب کہ اُس پر مقام حوأب کے کتے بھونکیں گے؟'' **مُسندِ اَحمد اور مَجمعُ الزوائد کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابو رافع ؓ کا بیان ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ نے سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ سے فرمایا: '' یاد رَکھنا اَے علی! عنقریب تمہارے اور عائشہ کے درمیان ایک (رنجش والا) معاملہ ہوگا۔'' سیدنا علی ؓ نے پوچھا: کیا میرے ساتھ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' سیدنا علی ؓ نے عرض کیا: یا رسولَ اللہ ﷺ پھر تو میں بڑا بدبخت ہوں گا۔ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: '' نہیں! بلکہ جب اَیسا ہوگا تو تم اُس (عائشہ رضی اللہ عنہا) کو اُسکی پناہ گاہ تک پہنچا دینا۔'' **مَجمعُ الزوائد کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ کا بیان ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اَپنی اَزواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے اِرشاد فرمایا: '' کاش! مجھے معلوم ہو جاتا کہ تم میں سے میری کون سی بیوی ایک اَیسے اونٹ پر سوار ہوگی کہ جس (اونٹ) کے چہرے پر بہت زیادہ بال ہونگے۔ حوأب کے کتے نکلیں گے اور اُس کے دائیں بائیں بہت زیادہ قتل و غارت ہوگی۔ اور پھر وہ بال بال بچ جائے گی! ''

محدثِ اعظم سعودی عرب شیخ محمد ناصر الدین اَلبانی رحمہ اللہ (اَلمُتوفیٰ-1420 ھجری) اِسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں: '' اِس معاملہ میں زیادہ سے زیادہ یہ اِعتراض کیا جا سکتا ہے کہ اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب حوأب مقام کے بارے میں معلوم ہو گیا تھا تو اُنھیں تو واپس چلے جانا چاہیے تھا، لیکن اَحادیث میں آیا ہے کہ وہ واپس نہیں گئیں، یہ بات تو اُم المومنین رضی اللہ عنہا کی شان کو زیبا نہیں تھی۔ اِس (علمی سوال پر) ہمارا جواب یہ ہے کہ ضروری نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کمال والی ہر صفت ہی پائی جاتی ہو، یاد رکھیں! لغزش اور غلطی سے پاک صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ کسی سنی مسلمان کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ اَپنی قابلِ اِحترام ہستیوں کے بارے میں اتنا غلو کرے کہ اُنہیں شیعہ کی طرح معصوم اِماموں کی صف میں لا کھڑا کرے (یعنی عصمت صحابہ کا عقیدہ بھی ویسا ہی باطل عقیدہ ہے جیسا کہ شیعہ کا عصمت آئمہ کا عقیدہ باطل ہے)۔ ہمیں اِس میں شک نہیں ہے کہ اُم المومنین رضی اللہ عنہا کا یہ خروج اَصل میں خطا پر ہی مبنی تھا، اِسی لئے جب اُن کو مقام حوأب کے بارے میں رسولُ اللہ ﷺ کی پیش گوئی کے پورے ہونے کا معلوم ہوا تو اُنھوں نے واپسی کا اِرادہ بھی کر لیا تھا۔ لیکن سیدنا زبیر ؓ نے اُنھیں یہ کہہ کر واپسی کا اِرادہ ترک کرنے پر قائل کر لیا کہ شاید آپ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں صلح کی کوئی صورت نکال دے گا۔ اِس میں بھی شک نہیں کہ سیدنا زبیر ؓ بھی اَپنے اِس اِجتہاد میں خطا پر تھے۔ عقل بھی اِس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اِن دونوں گروہوں میں سے کسی ایک کو ضرور خطا پر قرار دیا جائے کہ جس کی وجہ سے مسلمانوں کے مابین سینکڑوں ہزاروں لوگوں کا خون ہوا۔ اور بیشک اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اِجتہاد ہی اِس (جنگ جمل والے) معاملہ میں خطا پر مبنی تھا۔ اِسکے بہت سے اَسباب اور واضح دلائل موجود ہیں۔ (اور اِسکی) ایک دلیل تو اُن کا اَپنے اِس خروج پر نادم ہونا ہی ہے اور یہی ندامت اُنکے فضل و کمال کو زیبا بھی ہے۔ اُنکی یہ خطا اِجتہادی خطاؤں میں سے ایک خطا تھی جو کہ نہ صرف معاف کر دی جاتی ہے بلکہ اُس پر ایک اَجر بھی ملتا ہے۔'' **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا عروہ بن زبیر تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے (اَپنے بھانجے) سیدنا عبداللہ بن زبیر ؓ کو وصیت فرمائی کہ مجھے اِن ہستیوں (رسولُ اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر ؓ اور سیدنا عمر ؓ) کے ساتھ دفن نہ کرنا بلکہ مجھے میری سوکنوں (اَزواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن) کے ساتھ بقیع غرقد میں دَفنانا، میں اِن (تینوں عظیم ہستیوں) کے ذریعے اَپنی شان نہیں بڑھانا چاہتی! **المُصنف ابنِ ابی شیبۃ کی حدیث میں ہے:** سیدنا قیس تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جب اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا آخری وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: '' مجھے رسولُ اللہ ﷺ کی اَزواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ دفن کرنا کیونکہ مجھ سے رسولُ اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ایک نیا کام سرزد ہو گیا۔'' **محدثِ اعظم سعودی عرب شیخ اَلبانی رحمہ اللہ اِسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں:** '' اِس نئے کام سے آپ رضی اللہ عنہا کی مراد جنگ جمل میں شرکت کرنا تھا کیونکہ بعد میں آپ رضی اللہ عنہا اِس سفر پر بہت شرمندہ تھیں اور اَپنے عمل پر توبہ بھی کی۔ لیکن اُنہوں نے یہ کام بھی نیک نیتی سے ہی کیا تھا، بالکل اِسی طرح سیدنا طلحہ ؓ، سیدنا زبیر ؓ اور دیگر کبار صحابہ ؓ نے بھی نیک نیتی کے ساتھ بھلائی کی اُمید پر اِصلاح کی غرض سے اِس سفر میں شرکت کی تھی۔''

[مُسندِ احمد : 24758 (جلد -11، صفحہ -67) اور 25161 (جلد -11، صفحہ -184)، السلسلۃ الصحیحۃ : 474، قال الشیخ الالبانی والشیخ الارنؤوط : اِسنادہ صحیح]

[مُسندِ احمد : 27440 (جلد - 12، صفحہ - 269)، مَجمعُ الزوائد : 12024 (جلد - 7، صفحہ - 163)، قال الامام الھیثمی : رواہ مُسند احمد و البزار و الطبرانی ورجالہ ثقات]

[مَجمعُ الزوائد : 12026 (جلد - 7، صفحہ - 163)، قال الامام الھیثمی : رواہ مُسند البزار و رجالہ ثقات، قال الشیخ غلام مُصطفیٰ ظھیر فی السُنۃ -70 : اِسنادہ صحیح]

[صحیح بُخاری : 1391، المُصنف ابنِ ابی شیبۃ : 38927، قال الشیخ الالبانی : اِسنادہ صحیح، السلسلۃ الصحیحۃ : 474، قال الشیخ الالبانی : اِسنادہ صحیح]

13 **اَلمُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے:** سیدنا قیس بن حازم تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے: '' میں نے مروان بن حکم (جو جنگ جمل میں بنو اُمیہ کی طرف سے لوگوں کو سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ کے خلاف بھڑکانے والوں کا سرغنہ تھا) کو (جنگ جمل کے) اُس دِن سیدنا طلحہ ؓ پر ہی تیر چلاتے ہوئے دیکھا تھا، جو اُن کے گھٹنے میں لگا اور وہ اُسی زخمی حالت میں مسلسل تسبیح کہتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔'' **المُصنف ابنِ ابی شیبۃ اور فضائل الصحابۃ کی حدیث میں ہے:** سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ فرمایا کرتے: '' مجھے اللہ تعالیٰ سے قوی اُمید ہے کہ میں، سیدنا عثمان بن عفان ؓ، سیدنا طلحہ ؓ اور سیدنا زبیر ؓ اُن لوگوں میں سے ہوں گے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اِرشاد فرمایا ہے:

'' اور ہم اُن (ایمان والوں) کے سینوں میں سے ہر قسم کا کینہ کھینچ نکالیں گے (اور وہ) بھائیوں کی طرح (جنت کے) تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔'' [سُورۃُ الْحِجْرِ : آیت نمبر 47]

[المُستدرک لِلحاکم : 5591، قال الامام حاکم والامام الذھبی : اِسنادہ صحیح]

[المُصنف ابنِ ابی شیبۃ : 38976، فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل : 1057، قال الشیخ زبیر علیزئی فی فضائل الصحابۃ : اِسنادہ صحیح]

نوٹ چوتھے خلیفہِ راشد اَمیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مندرجہ بالا حدیث نمبر-13 میں تیسرے خلیفہ راشد اَمیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا ذِکر کیوں کیا؟ اِس اَہم بات کی حقیقت و حکمت اور **اَمیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کی حقیقی وجوہات** کو جاننے کیلئے **صحیح اَحادیث (نمبر-14 تا نمبر-16)** ملاحظہ فرمائیں:

14 **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا محمد بن حنفیہ تابعی رحمہ اللہ (جو سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی دوسری بیوی سیدہ حنفیہ رحمہا اللہ کے بیٹے تھے) بیان فرماتے ہیں: اگر سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا ذِکر برائی سے کرنا ہوتا تو اُس دِن کرتے جب کچھ لوگوں نے آ کر اُن (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گورنروں (کی نااِنصافیوں و مظالم) کی شکایت کی تو اُنھوں نے مجھے حکم دیا: ''رسولُ اللہ ﷺ کی لکھوائی ہوئی یہ تحریر (جو بیت المال سے متعلق شرعی اَحکام پر مشتمل تھی) ساتھ لے کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور اُنہیں سمجھاؤ کہ اَپنے گورنروں کو بیت المال میں رسولُ اللہ ﷺ کے سنت طریقہ پر تصرف کرنے کا حکم دیں۔'' چنانچہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا (اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا پیغام پہنچادیا) تو اُنھوں (سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ) نے مجھ سے فرمایا: ''ہمیں اِس (رسولُ اللہ ﷺ کی لکھوائی تحریر) کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔'' چنانچہ میں اُس کو لے کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آیا اور سارا واقعہ بیان کردیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اِس (رسولُ اللہ ﷺ کی لکھوائی ہوئی تحریر) کو اُسی جگہ پر رکھ دو جہاں سے اُٹھایا تھا۔'' **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا علی بن حسین تابعی رحمہ اللہ (المعروف اِمام سجاد زین العابدین) مروان بن حکم کا بیان نقل کرتے ہیں: ''میں (مروان) سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس اُس وقت موجود تھا جبکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ حج تمتع (ایک ہی سفر میں حج اور عمرہ دونوں اَدا کرنے) سے منع کر رہے تھے۔ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ صورتِ حال دیکھی تو کہا: ''لبیک بعمرۃ وحجۃ'' (یعنی عمرہ اور حج اِکٹھا اَدا کرنے کا اِعلان کیا) اور فرمایا: ''میں کسی شخص کے کہنے پر رسولُ اللہ ﷺ کی سنت ترک نہیں کروں گا۔'' **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سعید بن مسیّب تابعی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں: سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ دونوں مقام عُسفان پر اِکٹھے ہوئے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ حج تمتع سے روک رہے تھے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے (سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: ''آپ رضی اللہ عنہ ایک اَیسے عمل سے کیوں منع کر رہے ہیں جسے خود رسولُ اللہ ﷺ نے اَدا فرمایا ہے؟'' جواب میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے (سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: ''آپ رضی اللہ عنہ ہمارے معاملے میں دَخل نہ دیں۔'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں اِسے (دخل دیئے بغیر) چھوڑ نہیں سکتا۔'' پھر جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ صورت حال دیکھی (کہ خلیفہِ ثالث اَمیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اُسی فیصلے پر ہی قائم ہیں) تو دونوں (حج و عمرہ) کو اِکٹھا اَدا کرنے کا اِعلان کیا۔ **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** ابو ساسان تابعی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں: میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا کہ ولید بن عقبہ کو لایا گیا۔ (**نوٹ:** سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے اِس گورنر کا تفصیلی تعارف آگے آ رہا ہے) اُس (ولید بن عقبہ) نے نمازِ فجر کی دو رکعت پڑھائیں اور پھر (نمازیوں سے) پوچھا: '' اور پڑھادوں؟ '' چنانچہ دو اَشخاص نے گواہی دی جن میں سے ایک حمران تھا، کہ اُس (ولید) نے شراب پی ہوئی ہے۔ ایک اور آدمی نے گواہی دی کہ میں نے اُس (ولید) کو قے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اِس نے شراب پی ہے اِسی لئے تو قے کی ہے۔'' پھر فرمایا: ''اَے علی رضی اللہ عنہ! اُٹھیں اور اِسے (شراب نوشی کی حد) کوڑے لگائیں۔'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے (اَپنے بیٹے سے) فرمایا: ''اَے حسن رضی اللہ عنہ! اُٹھو اور اِسے کوڑے لگاؤ۔'' اِس پر سیدنا حسن ابن علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: '' جنھوں نے اِس شخص (کے اِقتدار) کا مزا لیا ہے وہی (یعنی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ) اِس کی تلخی بھی برداشت کریں۔'' (**نوٹ:** دَراَصل سیدنا حسن ابن علی رضی اللہ عنہ کو ولید بن عقبہ جیسے بدکردار شخص کو گورنری کے عہدے پر فائز کرنے پہ شدید غصہ بھی تھا اور وہ بنو اُمیہ اور بنو ہاشم کے درمیان ہونے والے ممکنہ قبائلی تعصب سے بھی اِجتناب کرنا چاہتے تھے۔) پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اَے عبداللہ ابن جعفر! تم اُٹھو اور اِسے کوڑے لگاؤ۔'' چنانچہ اُنھوں نے کوڑے لگانے شروع کیے اور جب چالیس پر پہنچے تو (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ''بس کرو! کیونکہ رسولُ اللہ ﷺ چالیس کوڑے لگوایا کرتے تھے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی چالیس لگواتے تھے، اور (جبکہ) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اَسی کوڑے بھی لگوائے تھے۔ اور یہ سب عمل سنت ہی ہیں مگر یہ (چالیس والا عدد) مجھے (رسولُ اللہ ﷺ کی سنت ہونے کے باعث) زیادہ پسند ہے۔'' [صحیح بُخاری : 3111، 3112 اور 1563 ، صحیح مُسلم : 2964 اور 4457]

نوٹ ولید بن عقبہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا سوتیلا بھائی اور اُن کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا۔ اِسکی غیر اَخلاقی حرکتوں اور اِسی طرح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب سے (تالیفِ قلب کیلئے) لگائے گئے بنو اُمیہ ہی کے چند رشتہ دار گورنروں کے اَفعال کی وجہ سے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنھم خلیفہِ ثالث اَمیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ناراض تھے اور بالآخر یہی معاملات سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کا سبب بھی بنے۔ شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ کو عبداللہ ابن سبا یہودی ملعون کے ایک بالکل اَلگ تھلگ فتنے سے جوڑ دینا دَراَصل صحیح الاسناد اَحادیث اور مستند تاریخ سے ناواقفیت اور فرقہ وارانہ کتمانِ حق کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ اِسی ضمن میں **محدثِ اَعظم پاک و ہند شیخ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ (اَلمُتوفٰی-1435 ہجری)** نے **سُنی** اور **شیعہ** دونوں کی مستند کتابوں سے ثابت کیا ہے کہ عبداللہ ابن سبا یہودی ملعون دونوں ہی مکاتبِ فکر کے ہاں نہ صرف ایک منافق شخصیت کے طور پر جانا جاتا ہے بلکہ یہاں تک مذکور ہے کہ اِسے چوتھے خلیفہ راشد اَمیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اَپنے دورِ خلافت میں اِسکے خلافِ توحید گمراہ کن عقائد اور سیدنا مولیٰ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شان میں غلو پر مبنی نظریات پھیلانے کے سنگین جرم کی پاداش میں قتل کرواکے آگ میں ڈال کر جلوا بھی دیا تھا: [فتاویٰ عِلمیہ المعروف توضیحُ الاَحکام للحافظ شیخ زبیر علیزئی : جلد - 1 اور صفحہ - 153 تا 159]

15 **سُنن نسائی کی حدیث میں ہے:** سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دِن رسولُ اللہ ﷺ نے سب لوگوں کو اَمان دے دی (یعنی جان بخشی کا اعلان فرمادیا) مگر چار مردوں اور دو عورتوں کے متعلق حکم فرمایا: '' اُنہیں قتل کردو خواہ یہ کعبہ کے پردوں سے کیوں نہ چمٹے ہوں (یعنی جان بچانے کے لئے کعبہ کی حرمت کا سہارا لیں تب بھی قتل کردو کیونکہ اُن چاروں کے جرائم ناقابلِ معافی تھے) اِن چاروں میں عکرمہ بن ابوجہل، عبداللہ بن خطل، مقیس بن صبابہ اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح شامل تھے۔ چنانچہ عبداللہ بن خطل کعبہ کے پردوں سے چمٹی ہوئی حالت میں پکڑا گیا تو اُس کی طرف سیدنا سعید بن حریث رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ دونوں لپکے مگر سیدنا عمار رضی اللہ عنہ جوان آدمی تھے اس لئے پہلے جا پہنچے اور اُسے مار

ڈالا۔اِسی طرح مقیس بن صبابہ بازار میں لوگوں کے ہتھے چڑھ گیااور وہیں مارا گیا، البتہ عکرمہ بن ابوجہل فرار ہوکر بحری جہاز پرسوار ہوگیا۔سمندری سفر کے دوران طوفان نے آلیا تو سب کہنے لگے،اَب توصرف اللّٰہ تعالیٰ سے مدد مانگو، یہاں تمہارے(جھوٹے) معبود کچھ کام نہ آئیں گے۔ چنانچہ عکرمہ نے (دِل میں) دُعا کرتے ہوئے عرض کیا: '' اللّٰہ تعالیٰ کی قسم! اگرصرف اللّٰہ تعالیٰ ہی مجھے سمندری آفت سے نجات دِلاسکتا ہے توخشکی میں بھی وہی نجات دہندہ ہے۔اَے اللّٰہ تعالیٰ ! میرا تجھ سے پکا عہد ہے کہ اگرتونے مجھے اِس (طوفان) سے بچالیا تو سیدھا جا کر(تیرے نبی) محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گا اوراُن کے ہاتھوں میں ہاتھ دے دوں گا(یعنی اِسلام قبول کرلوں گا)یقیناًوہ بہت معاف کرنے والےاوروسیع الظرف شخصیت کے مالک ہیں۔چنانچہ پھر(جب اُسے نجات ملی تو) وہ آیااور(آپ ﷺ کے ہاتھ پر)اِسلام قبول کرلیا۔اَب(چوتھا ناقابلِ معافی شخص)عبداللہ بن ابی سرح(کچھ عرصہ کیلئے)سیدنا عثمان بن عفان ؓ کے پاس روپوش رہا(**نوٹ:** سیدنا عثمان ؓ نے قریبی رشتہ داری کی بناپراُسے پناہ دے دِی تھی)، پھرجب آپ ﷺ نے سب لوگوں کو بیعتِ اِسلام کے لئے بلایا تو وہ(سیدنا عثمان ؓ) اُس(عبداللہ بن ابی سرح) کولےکررسولُ اللّٰہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اورعرض کی کہ اِس کی بیعت بھی قبول فرمالیں۔رسولُ اللّٰہ ﷺ نے نظرمبارک اُٹھا کراُس کوتین بار دیکھا مگر سرمبارک کااِشارہ فرماکر (تینوں باربیعت لینے سے) اِنکارفرمایا۔پھرآخرکار بیعت لے لی۔مگرپھر(اُن دونوں کے جانے کےتھوڑی دیربعد)رسولُ اللّٰہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اِرشادفرمایا: '' تم میں کوئی ایک سمجھدار آدمی بھی اَیسا نہ تھاجو(صورتِ حال کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے) اُس(عبداللہ بن ابی سرح)کوقتل کردیتا جبکہ میں اُس کی بیعت سے گریز کررہا تھا۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نےعرض کیا: ''اَے اللّٰہ تعالیٰ کےرسول ﷺ ! ہمیں آپ ﷺ کی خواہش کاعلم کیونکر ہوسکتا تھا؟(بس ایک دفعہ ہمیں) آپ ﷺ آنکھ سے اِشارہ فرمادیتے! '' آپ ﷺ نے اِرشادفرمایا: ''کسی بھی نبی کے شایانِ شان نہیں ہے کہ وہ آنکھ سے اِشارہ کرے۔'' (**نوٹ:** آنکھ سے اِشارہ کرنے کا یہ عمل ہرمعاشرے میں ایک قسم کی خیانت سمجھا جاتا ہے)

سُنن نسائی کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ نےاللّٰہ تعالیٰ کے فرمان: ''جوکوئی کفرکرے اللّٰہ تعالیٰ کےساتھ، سوائےاُس کے کہ جسے مجبور کیا جائے، تو اُس کے لئے بڑاعذاب ہے۔'' [اَلنحل : 106] کی تفسیر میں فرمایا کہ اِس حکم کومنسوخ کردیا گیااورپھر اللّٰہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا: '' پھر بےشک آپ ﷺ کا رَب بہت بخشنے والامہربان ہے،اُن لوگوں کوجو فتنے میں ڈالے گئے تھے پھراُنہوں نے ہجرت کی پھرجہادکیااورصبرکیا۔'' [اَلنحل : 110] سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا: ''سورۃُ النحل کی یہ آیت جس میں شرح صدر ہونے کے باوجودکفرکرنے کاذکرہے، یہ آیت عبداللہ بن ابی سرح کے بارے میں ہے جو(سیدنا عثمان ؓ کی طرف سے)مصر کا گورنر بن گیا تھا۔(حالانکہ) یہ رسولُ اللّٰہ ﷺ کا کاتب تھا پھر شیطان نے اِسے پھسلایااوریہ کفار سے جاملاتو آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دِن اِسے قتل کرنے کاحکم دیامگرسیدنا عثمان ؓ نے(اَپنی رشتہ داری کےسبب سفارش کرکے)اِسے پناہ دِلوادی تھی۔''

سُنن ابو داؤد کی حدیث میں ہے: اَمیرالمؤمنین سیدنا عمربن خطاب ؓ کےمؤذن سیدنااِقرع تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر ؓ نے مجھےایک پادری کے پاس بھیجااورپھر اُسے سیدنا عمر ؓ کی خدمت میں حاضرکیا گیا۔سیدنا عمر ؓ نےاُس سے پوچھا: ''کیا میرا ذِکرتمہاری کتاب میں موجود ہے؟'' اُس نےعرض کیا: ''جی ہاں! '' پھرآپ ؓ نے فرمایا: ''میرے بارے میں کیالکھا ہے؟'' اُس نے عرض کیا: ''ایک قرن! ''(یہ سن کر) آپ ؓ نےاُس پر(مارنے کے لئے)دُرّہ تان لیا پھرپوچھا: ''کس قسم کا قرن؟'' اُس نے عرض کیا: ''شدید مضبوط اورسخت اَمانت دار'' آپ ؓ نے پوچھا: ''میرے بعد آنے والے(خلیفہ) کا ذکرکن اَلفاظ میں ہے؟'' اُس نے عرض کیا: ''اُس کا ذکر یہ ہے کہ وہ خلیفہ تونیک ہوگا، مگروہ اَپنے رشتہ داروں کوترجیح دے گا۔''۔سیدنا عمر ؓ نے(یہ سن کر) تین باریہ دُعاکی: ''اللّٰہ تعالیٰ عثمان پررحم کرے۔'' (**نوٹ:** سیدنا عمر ؓ اُس پیش گوئی کو سمجھ گئے کیونکہ اُنھیں مندرجہ بالا صحیح الاسناداَحادیث میں آئے واقعات کی روشنی میں سیدنا عثمان ؓ کی یہ بشری کمزوری خوب معلوم تھی) سیدنا عمر ؓ نےپھرسوال کیا: '' اُس(سیدنا عثمان ؓ)کے بعد آنے والے کا کیاذکرہے؟'' اُس نے عرض کیا: ''وہ تولوہے میں ہی لپٹارہے گا۔(یعنی جنگوں میں مصروف رہے گا)'' (یہ سن کر)سیدنا عمر ؓ نےاَپنا ہاتھ اُس کے سرپررکھااورفرمایا: '' اَے نالائق! اَے نالائق! (یہ کیا کہہ رہا ہے؟)'' اُس نےعرض کیا: ''اَے امیرالمؤمنین! بیشک وہ(یعنی سیدنا علی ؓ)ایک نیک سیرت خلیفہ ہوگا، لیکن اُس کے خلیفہ بنائے جانے کےوقت تلوار نیام سے نکالی جاچکی ہوگی اورخون بہایاجارہا ہوگا(یعنی مسلمانوں میں باہمی خانہ جنگی شروع ہوچکی ہوگی) **جامع ترمذی کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوبکرہ ؓ کا بیان ہے کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے ایک دِن(صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے) پوچھا: ''کیاتم میں سے کسی نےکوئی خواب دیکھا ہے؟ '' ایک شخص نےعرض کیا: ''جی ہاں! میں نے یہ دیکھا کہ آسمان سےایک ترازو اُترا ہے، جس میں آپ ﷺ اورسیدنا ابوبکر ؓ کوتولا گیاتو آپ ﷺ بھاری نکلے، اورپھرسیدنا عمر ؓ اورسیدنا ابوبکر ؓ کوآپس میں تولا گیاتو سیدنا ابوبکر ؓ بھاری ثابت ہوئے، پھر سیدنا عمر ؓ اورسیدنا عثمان کاوزن کیا گیاتو سیدنا عمر ؓ کاوزن زیادہ نکلا، پھروہ ترازو(واپس آسمان کی طرف) اُٹھالیا گیا۔''(یہ سن کر) ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے چہرہِ انورپرناگواری کےاثرات ظاہرہوگئے۔(یعنی شہادتِ عمر ؓ کے بعدمُعاملات میں تغیرآنے لگے گا۔) [سُنن نسائی : 4072 اور 4074 ، قال الشیخ الالبانی والشیخ زبیر علیزئی : اِسنادہ صحیح]

[سُنن ابی داؤد : 4656 ، قال الشیخ زبیر علیزئی : اِسنادہ صحیح ، جامع ترمذی : 2287 ، قال الامام الترمذی والشیخ الالبانی : اِسنادہ صحیح]

16 **صحیح بُخاری اورصحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ کا بیان ہے کہ ایک شخص رسولُ اللّٰہ ﷺ کی خدمت میں حاضرہوااورعرض کیا: میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ ایک چھتری نمابادل سے گھی اورشہدٹپک رہاہےاورلوگ اُسے اپنی ہتھیلیوں میں سمیٹ رہے ہیں، کوئی زیادہ اورکوئی کم لے رہاہے، پھراَچانک ایک رَسی دیکھی جوزمین سے آسمان تک تنی ہوئی تھی۔پھرمیں نے آپ ﷺ کودیکھا کہ اُس رَسی کوپکڑکراوپرچڑھ گئے۔پھرآپ ﷺ کے بعدایک اورآدمی اُسی رَسی کوپکڑکراوپرچڑھ گیا، پھراُس کے بعدایک دوسرے شخص نے اُسی رَسی کو پکڑااوراوپرچڑھ گیا، پھرایک تیسرے شخص نے اُسی رَسی کو پکڑاتو وہ رَسی ٹوٹ گئی مگرپھراُس رَسی کواُس شخص کیلئے جوڑدیاگیا۔(یہ خواب سن کر)سیدنا ابوبکر ؓ نے عرض کیا: ''اَے اللّٰہ تعالیٰ کےرسول ﷺ ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پرقربان، مجھے اِس(خواب) کی تعبیر بیان کرنے کی اِجازت دیجئے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے تعبیر

کرو۔'' سیدنا ابوبکر ؓ نے عرض کیا: ''بادل سے مراد اِسلام ہے اوراُس سے ٹپکنے والا گھی اورشہد، قرآن اوراُس کی شرینی ہے جسے کوئی زیادہ اورکوئی تھوڑا حاصل کررہا ہے۔ اورآسمان سے زمین تک لٹکنے والی رَسی، وہ دینِ حق ہے جس پرآپ ﷺ قائم ہیں۔ آپ ﷺ اُسے تھامے رکھیں گے حتیٰ کہ اللّٰہ تعالیٰ آپ ﷺ کواوپر اُٹھالے گا۔ پھرآپ ﷺ کے بعد ایک اورشخص (یعنی سیدنا ابوبکر ؓ) اُسے تھام لے گا اور پھر اُسے بھی اوپر اُٹھالیا جائے گا۔ پھر ایک دوسرا شخص (یعنی سیدنا عمر ؓ) اُسے تھام لے گا اور پھر اُسے بھی اوپر اُٹھالیا جائے گا۔ پھر ایک تیسرا شخص (یعنی سیدنا عثمان ؓ) اُسے تھامے گا تو وہ رَسی ٹوٹ جائے گی۔ مگر پھر اُس رَسی کو اُس (یعنی سیدنا عثمان ؓ) کیلئے جوڑ دیا جائے گا۔ (یعنی سیدنا عثمان ؓ کی شہادت اُن کیلئے کفارہ بن جائے گی) پھر وہ بھی اُسے تھام کراوپر چڑھ جائے گا۔'' سیدنا ابوبکر ؓ نے تعبیر بیان کرنے کے بعد عرض کیا: '' اَے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، (بتائیے کہ) میں نے درست تعبیر کی یا غلط؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''کچھ درست تعبیر کی اور کچھ غلط!'' سیدنا ابوبکر ؓ نے عرض کیا: ''اللّٰہ تعالیٰ کی قسم! آپ ﷺ مجھے ضرور بتائیے کہ میں نے کون سی غلطی کی؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے قسم مت دو'' (آپ ﷺ نے اِسکی تعبیر کو حکمت کی وجہ سے بیان نہیں فرمایا لیکن بعد میں ہونے والے حالات نے اُس حقیقت کو واضح کردیا۔)

صحیح بُخاری اور صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا ابوموسیٰ اشعری ؓ کا بیان ہے کہ میں رسولُ اللّٰہ ﷺ کے ہمراہ مدینہ منورہ کے کسی باغ میں تھا اور رسولُ اللّٰہ ﷺ کے دستِ مبارک میں ایک چھڑی تھی جسے آپ ﷺ پانی اورمٹی میں ماررہے تھے۔ (اِسی دوران) ایک شخص نے دروازے پرآکر باغ میں داخلے کی اِجازت مانگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دروازہ کھول دو اوراُس (آنے والے) کو جنت کی بشارت دے دو۔'' چنانچہ میں گیا تو وہ (آنے والے) سیدنا ابوبکر ؓ تھے۔ میں نے دروازہ کھول دیا اوراُنہیں بشارت دے دی۔ پھر ایک اور شخص نے دروازے پرآکر باغ میں داخلے کی اِجازت مانگی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''دروازہ کھول دو اوراُس (آنے والے) کو بھی جنت کی بشارت دے دو۔'' میں نے جاکر دروازہ کھولا تو وہ سیدنا عمر ؓ تھے۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا اوراُنہیں بھی جنت کی خوشخبری دے دی۔ پھر ایک اور شخص نے دروازے پرآکر باغ میں داخلے کی اِجازت مانگی۔ آپ ﷺ ٹیک لگا کر تشریف فرما تھے، (اِس بار) اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''دروازہ کھول دو اوراُسے (بھی) جنت کی بشارت دے دو مگر اُسے ایک بڑی مصیبت پہنچ کر رہے گی۔'' چنانچہ میں نے جاکر دروازہ کھول دیا تو وہ سیدنا عثمان ؓ تھے۔ میں نے جنت کی بشارت بھی دی اور (آپ ﷺ کی بیان کردہ) بات بھی سنادی۔ (وہ بات سن کر) سیدنا عثمان ؓ نے کہا: ''میں اللّٰہ تعالیٰ ہی سے مدد چاہتا ہوں۔''

صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا عبیداللہ بن عدی بن خیار ؓ کا بیان ہے کہ مَیں (باغیوں کے کئے گئے) محاصرے کے دوران سیدنا عثمان ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ (اَے امیرالمؤمنین!) بیشک ہمارے اِمام تو آپ ؓ ہیں (لیکن) آپ ؓ پر جو مصیبت آئی ہے وہ آپ ؓ کے سامنے ہی ہے۔ آج کل ہمیں (مسجدِ نبوی ﷺ میں) فتنوں کا سرغنہ نماز پڑھا رہا ہے جس کی وجہ سے ہمیں تنگی محسوس ہوتی ہے (کہ اُس بدعتی اِمام کے پیچھے نماز پڑھ کر ہم بھی کہیں گناہ گار نہ ہوجائیں!) سیدنا عثمان ؓ نے فرمایا: '' نماز لوگوں کے اَعمال میں سے سب سے بہترین عمل ہے، اس لئے جب لوگ کوئی اَچھا عمل کریں تو تم بھی اُن (بدعتیوں اور باغیوں) کے ساتھ شریک ہوجاؤ۔ اور جب وہ برائی کرنے لگیں تو اُن سے علیحدہ ہوجاؤ۔''

جامع ترمذی کی حدیث میں ہے: سیدنا مرۃ بن کعب ؓ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسولُ اللہ ﷺ نے فتنوں کا ذکر کیا اوراُن (فتنوں) کے بہت جلد وقوع پذیر ہونے کی توقع بھی ظاہر کی۔ (اِسی دوران) ایک شخص کپڑے میں لپٹا ہوا وہاں سے گزرا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ شخص اُس (فتنوں والے) دِن راہِ ہدایت پر ہوگا۔'' سیدنا مرۃ بن کعب ؓ کا بیان ہے کہ میں اُٹھ کر اُس (کپڑے میں لپٹے ہوئے شخص) کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ سیدنا عثمان بن عفان ؓ تھے۔ پھر میں نے آپ ﷺ کے قریب آکر پوچھا کہ کیا یہی وہ شخص ہے؟ (کہ جس کے راہِ ہدایت پر ہونے کی خبر آپ ﷺ نے دی ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں!'' **جامع ترمذی کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوسہلہ تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ سیدنا عثمان بن عفان ؓ نے محاصرے والے دِن فرمایا: ''رسولُ اللہ ﷺ نے مجھ سے (مصیبت کے وَقت صبر کرنے پر) ایک عہد لیا تھا جس پر میں صبر کے ساتھ کاربند ہوں۔'' **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوسعید خدری ؓ اور سیدنا ابوہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک مسلمان کو جو بھی تکلیف، درد، رنج وغم لاحق ہوتا ہے حتیٰ کہ اُسے جو کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس (تکلیف کو برداشت کرنے) کے عوض اُس کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔'' **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ''جو شخص کوئی بھی برائی کرے گا، تو وہ اُس کا بدلا بھی پالے گا۔'' [اَلنساء : 123] تو مسلمانوں کو شدید پریشانی لاحق ہوئی۔ (اس پر) رسولُ اللّٰہ ﷺ نے فرمایا ''ایک دوسرے کو حق کی تلقین اور اِصلاح کرتے رہو، کیونکہ مسلمان کو پہنچنے والی ہر مصیبت میں گناہوں کا کفارہ ہے، حتیٰ کہ معمولی سا دُکھ اور کانٹا چبھ جانے پر بھی (اُس کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔)''

[صحیح بُخاری : 7046 ، صحیح مُسلم : 5928 ، صحیح بُخاری : 6216 ، صحیح مُسلم : 6212 ، صحیح بُخاری : 695]

[جامع ترمذی : 3704 اور 3711 ، قال الشیخ الالبانی والشیخ زبیر علیزئی : اِسنادہ صحیح ، صحیح بُخاری : 5641 ، صحیح مُسلم : 6569]

17 **صحیح بُخاری اور صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا عکرمہ تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ نے مجھے اور (اَپنے بیٹے) سیدنا علی بن عبداللہ بن عباس تابعی رحمہ اللہ کو حکم دیا کہ تم دونوں سیدنا ابوسعید خدری ؓ کے پاس جاؤ اوراُن سے اُنکی (روایت کی گئی ایک خاص) حدیث سنو، چنانچہ جب ہم اُن کے پاس گئے تو وہ اوراُن کا بھائی اَپنے باغ کو سیراب کررہے تھے۔ ہمیں دیکھ کر وہ قریب آگئے اور گوٹھ لگا کر (دل جمعی کے ساتھ) بیٹھ گئے اور پھر سیدنا ابوسعید خدری ؓ نے ہم سے بیان فرمایا: '' ہم لوگ مسجد (نبوی ﷺ کی تعمیر کیلئے) اِینٹیں ایک ایک کرکے اُٹھا رہے تھے جبکہ سیدنا عمار بن یاسر ؓ (اَپنے شوق اور جذبہ کے باعث ایک کی بجائے) دو دو اِینٹیں اُٹھا کرلا رہے تھے۔ (اِسی دوران) اللہ کے نبی ﷺ جب سیدنا عمار ؓ کے پاس سے گزرے تو (اَپنے مبارک ہاتھوں سے) اُن کے سرِمبارک سے گرد اور مٹی جھاڑتے ہوئے اِرشاد فرمایا: '' (اَفسوس!) عمار کی کم بختی! (**نوٹ :** یہ عرب کا مُحاورہ تھا) اِسے ایک باغی گروہ قتل کرے گا، عمار تو اُنہیں جنت کی طرف بلا رہا ہوگا جبکہ وہ لوگ عمار کو آگ کی طرف بلا رہے ہوں گے۔'' سیدنا ابوسعید خدری ؓ کا بیان ہے کہ سیدنا عمار ؓ نے دُعا کی: '' اَے اللہ تعالیٰ میں اُس فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

[صحیح بُخاری : 2812 اور 447 ، صحیح مُسلم : 7320]

18 **مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے:** سیدنا کلثوم تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم واسط (جو عراق کا ایک شہر ہے) میں سیدنا عبدالاعلیٰ تابعی رحمہ اللہ کے پاس بیٹھے تھے کہ اَچانک وہاں ایک شخص کو دیکھا جن کا نام تھا: ''سیدنا ابوالغادیہ رضی اللہ عنہ'' اُنھوں نے پانی مانگا تو ایک چاندی کے نقش ونگار والے برتن میں اُن کیلئے پانی لایا گیا مگر اُنھوں نے پینے سے اِنکار کر دیا اور پھر رسولُ اللہ ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے (بڑی حسرت کے ساتھ) بیان فرمایا کہ آپ ﷺ نے ہم سے یہ اِرشاد فرمایا تھا : ''دیکھنا میرے بعد دوبارہ کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگ جاؤ۔'' پھر سیدنا ابوالغادیہ رضی اللہ عنہ مزید فرمانے لگے کہ ایک موقع پر مَیں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ فلاں (میری ایک محبوب شخصیت) کا تذکرہ برائی کے ساتھ کر رہا تھا، تو مَیں نے کہا اللّٰہ تعالیٰ کی قسم! اگر لشکر میں تُو میرے ہتھے چڑھ گیا (تو تجھ سے نمٹ لوں گا)۔ پھر جب جنگ صفین کا دِن برپا ہوا تو اَچانک وہی شخص مجھے (میدانِ جنگ میں) مل گیا۔ اُس نے زرہ پہن رکھی تھی، مجھے زرہ میں ایک شگاف نظر آیا تو مَیں نے تاک لگا کر نیزہ مارا اور اُسے مار ڈالا۔ لیکن پھر مجھے پتہ چلا کہ وہ (مقتول شخص تو) سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ تھے (یعنی اُس وقت تک سیدنا ابوالغادیہ رضی اللہ عنہ خود بھی سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے اَہم مرتبے سے ناواقف تھے)۔'' پھر سیدنا ابوالغادیہ رضی اللہ عنہ خود سے مخاطب ہوئے اور کہا (تعجب ہے کہ) ایک طرف تو اِن ہاتھوں نے چاندی کے برتن میں پانی پینے کو تو پسند نہ کیا اور دوسری طرف سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو قتل کر ڈالا۔ (نعوذ باللہ من ذالک) **مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے:** سیدنا محمد بن عمرو تابعی رحمہ اللّٰہ کا بیان ہے کہ جب سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قتل ہوئے تو سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے ہیں اور (یاد کرو کہ) رسولُ اللّٰہ ﷺ نے یہ پیش گوئی فرمائی تھی : '' اُن (سیدنا عمار رضی اللہ عنہ) کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔'' یہ سن کر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فوراً گھبرا کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور مسلسل '' انا للہ وانا الیہ راجعون '' پڑھتے ہوئے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے (اُنہیں گھبرایا ہوا دیکھ کر) پوچھا ''کیا ہوا؟'' حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اُنھیں جواب دیا: ''سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے ہیں۔'' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا ''حضرت عمار بن یاسر قتل ہو گئے ہیں تو پھر کیا ہو گیا ؟ '' یہ سن کر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے خود رسولُ اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا:'' اُن (سیدنا عمار رضی اللہ عنہ) کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔'' اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے (غصہ میں آکر) کہا :'' تم اَپنے ہی پیشاب میں پھسل جاؤ'' اُن (سیدنا عمار رضی اللہ عنہ) کو ہم نے قتل کیا ہے ؟؟؟ (پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اِس واضح غلطی کی تاویل کرتے ہوئے کہا) اُنھیں تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھیوں نے قتل کیا ہے کہ اُنکو اَپنے ساتھ لائے اور لاکر ہمارے نیزوں کے آگے ڈال دیا۔ (نعوذ باللہ من ذالک) **مُسندِ اَحمد اور المُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے:** اِنھی حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو جب سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر دی گئی تو اُنھوں نے فرمایا کہ میں نے خود رسولُ اللّٰہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: '' اُن (سیدنا عمار رضی اللہ عنہ) کا قاتل اور اُن کا سامان (مالِ غنیمت کے طور پر) لُوٹنے والا جہنم میں جائے گا۔'' (نعوذ باللہ من ذالک) کسی نے پوچھا کہ خود آپ رضی اللہ عنہ بھی تو اُن (سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ) سے لڑنے والے گروہ میں شامل تھے؟ تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے (بھی اِس واضح غلطی کی تاویل کرتے ہوئے) کہا : ''رسولُ اللّٰہ ﷺ نے تو صرف قاتل اور سامان لوٹنے والے (کیلئے ہی جہنم رسید ہونے) کا ذکر کیا تھا۔'' (نعوذ باللہ من ذالک) [مُسندِ احمد : 16818 (جلد - 6 ، صفحہ - 880)، قال الشیخ زبیر علیزئی و الشیخ شعیب الارنؤوط : اِسنادہ صحیح]

[مُسندِ احمد : 17931 (جلد - 7 ، صفحہ - 340) اور 17929 (جلد - 7 ، صفحہ - 337) ، قال الشیخ شعیب الارنؤوط : اِسنادہ صحیح]

[المُستدرک لِلحاکم : 5661 ، قال الامام حاکم و الذھبی : اِسنادہ صحیح علی شرط البخاری و مُسلم ، السلسلۃ الصحیحۃ : 2008 ، قال الشیخ الالبانی : اِسنادہ صحیح]

19 **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابن شماسہ تابعی رحمہ اللّٰہ کا بیان ہے کہ ہم حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جبکہ وہ نزع کے عالم میں تھے، وہ کافی دیر تک روتے رہے اور اَپنا چہرہ دیوار کی طرف پھیر لیا۔ (یہ دیکھ کر) اُنکے بیٹے نے کہا: اَبا جان ! آپ رضی اللہ عنہ کو تو رسولُ اللّٰہ ﷺ نے فلاں بشارت دی تھی، فلاں خوشخبری دی تھی۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ہماری طرف رُخ پھیر کر کہا ''ہم صحابہ رضی اللہ عنہم (بشارتوں سے بھی بڑھ کر) زیادہ اَفضل عمل لا الہ الا اللہ مُحمد رسول اللہ کی گواہی دینے کو خیال کیا کرتے تھے۔ (اَے میرے بیٹے !) میری زندگی میں 3- اَدوار گزرے ہیں۔ پہلے (دورِ جاہلیت میں) میرا یہ حال تھا کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی اور شخص رسولُ اللّٰہ ﷺ سے زیادہ نفرت رکھنے والا نہیں تھا اور میری یہ شدید خواہش تھی کہ میرا بس چلے تو میں آپ ﷺ کو قتل کر ڈالوں (نعوذ باللہ من ذالک)۔ اگر مَیں اُسی دَور میں مر جاتا تو یقیناً جہنمی ہوتا۔ پھر (میری زندگی کا دوسرا دَور اُس وقت آیا) جب اللّٰہ تعالیٰ نے میرے دِل میں اِسلام (کی محبت کو) ڈال دیا، تو میں رسولُ اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: آپ ﷺ اَپنا ہاتھ مبارک بڑھایئے، مَیں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے اَپنا دایاں ہاتھ مبارک آگے دراز فرمایا تو مَیں نے اَپنا ہاتھ (پیچھے) کھینچ لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اَے عمرو ! یہ کیا حرکت ہے ؟ مَیں نے عرض کیا کہ مَیں (قبولِ اسلام سے پہلے) شرط عائد کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا شرط ہے ؟ مَیں نے عرض کیا: مجھے (اَپنے گذشتہ گناہوں کی) معافی چاہیے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تجھے علم نہیں کہ اِسلام لانے سے پچھلے تمام گناہ مِٹ جاتے ہیں اور حج کرنے سے بھی پچھلے تمام گناہ مِٹ جاتے ہیں۔ (پھر میں نے اِسلام قبول کر لیا تو) اُس کے بعد تو آپ ﷺ سے بڑھ کر مجھے کوئی اور محبوب نہ رہا اور نہ ہی میری نگاہوں میں کوئی اور آپ ﷺ سے زیادہ معزز رہا۔ میں آپ ﷺ کی تعظیم کے باعث کبھی بھی آپ ﷺ کو آنکھ بھر کے نہ دیکھ سکا۔ اور (میری حالت یہاں تک ہوئی کہ) اگر کوئی مجھ سے آپ ﷺ کا حُلیہ مبارک بیان کرنے کو کہے تو مَیں بیان نہ کر سکوں گا کیوں کہ میں نے آپ ﷺ کو کبھی نظر بھر کے دیکھا ہی نہیں تھا۔ اِس (دوسرے) دَور میں اگر مجھے موت آجاتی تو اُمید تھی کہ مَیں اہلِ جنت میں سے ہوتا۔ پھر (میری زندگی کا تیسرا دَور اُس وقت آیا) جب آپ ﷺ کے بعد ہمیں کئی اَیسے معاملات (حکمرانی سے متعلق) درپیش ہوئے کہ اَب مجھے علم نہیں کہ مَیں اُن میں کیسا رہا ہوں (یعنی برحق یا ناحق)۔ اَب جبکہ مَیں مر جاؤں تو (رَسم کے طور پہ) میرے (جنازے کے) ساتھ کوئی نوحہ کرنے والی یا آگ اُٹھانے والی نہ جائے۔ پھر جب تُم مجھے دفن کر چکو تو میری قبر پہ (سنت کے مطابق پانی کا) چھڑکاؤ کرنا اور میری قبر پر اِتنی دیر ٹھہر جانا کہ جتنا وقت ایک اُونٹ ذبح کر کے اُس کا گوشت بانٹنے میں لگتا ہے تاکہ اَپنی قبر پہ تمہاری موجودگی

کے باعث گھبراہٹ سے محفوظ رہوں اور اَپنے ربِ کریم کے بھیجے ہوئے (فرشتوں) سے ہم کلام ہوسکوں (یعنی قبر کے سوالات کے جوابات میں مجھے اِستقامت نصیب ہو سکے۔) ''

مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے: جب حضرت عمرو بن عاص ؓ کی موت کا وقت قریب آیا تو وہ رونے لگے۔اُن کے بیٹے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ نے پوچھا: ''کیا آپ ؓ موت کے خوف سے رو رہے ہیں؟'' تو اُنھوں نے فرمایا: '' نہیں اللہ تعالیٰ کی قسم! بلکہ مَیں تو (موت کے) بعد (والے مراحل) سے ڈرتا ہوں۔(**نوٹ:** اَگلے اَلفاظ اِس حدیث میں وہی ہیں جو اوپر صحیح مسلم کے طریق میں گزر چکے ہیں)۔---------- پھر مَیں اس کے بعد (اَپنے تیسرے دور میں حضرت معاویہ ؓ کی) بادشاہت میں جا ملا اور کچھ اَیسے کام ہوئے (یعنی خلیفہ برحق سیدنا علی ؓ کے خلاف خروج) کہ مَیں نہیں جانتا کہ وہ غلط ہیں یا صحیح ؟(**نوٹ:** اَگلے اَلفاظ اِس حدیث میں بھی وہی ہیں جو اوپر صحیح مسلم کی حدیث میں گزر چکے ہیں)۔''

مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے: سیدنا ابونوفل تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عمرو بن عاص ؓ پر موت کے وقت سخت گھبراہٹ طاری ہوئی، تو اُن کے بیٹے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ نے پوچھا: '' اَے ابوعبداللہ ! یہ گھبراہٹ کیونکر ہے حالانکہ آپ ؓ تو رسولُ اللہ ﷺ کے مقرب تھے اور آپ ﷺ آپکو خصوصی ذمہ داریاں بھی سونپا کرتے تھے ؟ '' حضرت عمرو بن عاص ؓ نے فرمایا: ہاں بیٹا ! یہ سب کچھ تو تھا لیکن مَیں تمہیں (اَپنے دِل کی) اَصل بات بتاتا ہوں: '' اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے یہ معلوم نہیں کہ (آپ ﷺ کی) یہ نوازش محبت کی بنا پر تھی یا میری تالیف قلب (دِل جوئی) کیلئے تھی۔اَلبتہ مَیں تمہیں گواہی دے کر اُن دو (خوش قسمت) اَفراد کے بارے میں بتاتا ہوں کہ جن سے رسولُ اللہ ﷺ تاحیات راضی رہے۔پہلا سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کا بیٹا (سیدنا عمار بن یاسر ؓ) اور دوسرا سیدہ اُمِ عبد رضی اللہ عنہا کا بیٹا (سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ)۔پھر جب حضرت عمرو بن عاص ؓ اَپنی بات مکمل کر چکے تو اُنہوں نے اَپنا ہاتھ اَپنی ٹھوڑی کے نیچے رکھا اور عرض کی:'' اَے اللہ تعالیٰ ! تو نے ہمیں حکم دیا لیکن ہم نے اُس (تیرے حکم) کو چھوڑ دیا، اور تو نے ہمیں (کچھ کاموں سے) منع کیا لیکن ہم وہی کام کر گزرے، تیری مغفرت کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔'' سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ کا بیان ہے: ''حضرت عمرو بن عاص ؓ بس اِسی دُعا کی تکرار کرتے رہے یہاں تک کہ کچھ دیر بعد آپ ؓ کا اِنتقال ہو گیا۔'' **مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے:** سیدنا حنظلہ بن خویلد تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ مَیں حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ کے پاس تھا کہ اَچانک وہاں دو آدمی سیدنا عمار بن یاسر ؓ کے کٹے ہوئے سر کو لئے جھگڑتے آئے۔اُن میں سے ہر ایک کا یہی دعوی تھا کہ اُس نے اُنھیں قتل کیا ہے۔(نعوذ باللہ من ذالک)۔(یہ منظر دیکھ کر) سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ نے فرمایا:'' تم دونوں (بجائے اِس قتل پر فخر کرنے کے) اِس (دعوی قتل کو) اَپنے ساتھی کے حق میں ہی چھوڑ دو کیونکہ رسولُ اللہ ﷺ نے تو اِرشاد فرمایا:'' اُن (سیدنا عمار ؓ) کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔'' یہ سن کر حضرت معاویہ ؓ نے (غصہ میں آکر سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ کے والد عمرو بن عاص ؓ سے) کہا: '' اَے عمرو! اَپنے مجنون (بیٹے) سے تو ہماری جان چھڑاوٗ ! اور (اَے عبداللہ!) تیرا ہمارے ساتھ کیا کام ہے؟ (یعنی ہمارے گروہ سے نکل جاوٗ)۔سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ نے حضرت معاویہ ؓ کو جواب دیتے ہوئے فرمایا '' میرے باپ نے (ایک بار) رسولُ اللہ ﷺ سے میری شکایت کی تھی تو آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا کہ زندگی بھر اَپنے باپ کی اِطاعت کرتے رہنا اور اُس کی حکم عدولی نہ کرنا، لہٰذا مَیں (رسولُ اللہ ﷺ کا اِحترام کرتے ہوئے) تمہارے ساتھ تو رہوں گا مگر (خلیفہ برحق سیدنا علی ؓ کے خلاف) لڑائی میں حصہ نہیں لوں گا۔''

[صحیح مُسلم : 321 ، مُسندِ احمد : 17933 اور 17934 (جلد -7 ، صفحہ-341) ، 6538 (جلد - 3 ، صفحہ-516) ، قال الشیخ شعیب الارنؤوط : اِسنادہ صحیح]

نوٹ اِمام بدرالدین عینی حنفی رحمہ اللہ (اَلمُتوفّٰی-855 ھجری) لکھتے ہیں: ''اِمام کرمانی رحمہ اللہ نے کہا کہ سیدنا علی ؓ اور حضرت معاویہ ؓ دونوں ہی مجتہد تھے، زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ حضرت معاویہ ؓ کو اِجتہاد میں خطا لاحق ہوگئی، اُن کو ایک اَجر ملے گا جبکہ سیدنا علی ؓ کو دو اَجر ملیں گے۔(اِس دَعویٰ پر اِمام بدرالدین عینی حنفی رحمہ اللہ کہتے ہیں) مَیں کہتا ہوں کہ حضرت معاویہ ؓ کی خطا کو اِجتہادی خطا کیسے کہہ دیا جائے اور اُنکے اِجتہاد پر کیا دلیل ہے؟ حالانکہ اُن کو یہ حدیث (جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے حوالے سے اوپر گزر چکی ہے) پہنچ چکی تھی جس میں رسولُ اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے: ''اَفسوس! ابن سُمیّہ ؓ کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔'' اور ابن سُمیّہ ؓ ، عمار ابن یاسر ؓ ہیں اور اُن کو حضرت معاویہ ؓ کے گروہ نے (جنگ صفین میں) قتل کیا۔کیا حضرت معاویہ ؓ اِس پر راضی نہیں کہ (صحابی ہونے کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے) اُن کو برابر چھوڑ دیا جائے، چہ جائیکہ اُن کو (خلیفہ برحق سیدنا علی ؓ کے خلاف بغاوت پر) ایک اَجر بھی ملے۔''

[عُمدۃُ القاری شرح صحیح البُخاری لامام بدر الدین عینی حنفی، تحت الحدیث : صحیح بُخاری : 7083]

20 **المُصنف ابنِ ابی شیبۃ کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبدالرحمٰن تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ کے ساتھ نمازِ فجر اَدا کی تو اُنہوں نے قنوتِ نازلہ پڑھی جس میں یہ دُعا فرمائی : '' اَے اللہ تعالیٰ تو خود معاویہ اور اُس کے شیعہ (حامیوں) سے نمٹ لے، اور عمرو بن العاص اور اُس کے شیعہ (حامیوں) سے نمٹ لے، اور ابوسلمی اور اُس کے شیعہ (حامیوں) سے نمٹ لے، اور عبداللہ بن قیس اور اُس کے شیعہ (حامیوں) سے نمٹ لے۔'' **المُصنف ابنِ ابی شیبۃ کی حدیث میں ہے:** سیدنا یزید بن اَصم تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جب سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ سے جنگ صفین کے مقتولین کے (اُخروی انجام کے) متعلق پوچھا گیا تو اُنھوں نے اِرشاد فرمایا: ''(مجھے اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ) ہمارے اور اُن کے مقتولین (عوامُ النّاس) جنت میں ہوں گے اور (قیامت کے دِن) بالآخر معاملہ (فیصلے کیلئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) میرے اور معاویہ کے درمیان پہنچے گا۔''

[المُصنف ابنِ ابی شیبۃ : 7123، قال الشیخ زبیر علیزئی فی مقالات جُز-6 : اِسنادہ صحیح ، المُصنف ابنِ ابی شیبۃ : 39035 ، قال الشیخ اِرشاد الحق الاثری : اِسنادہ صحیح]

21 **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوسعید خدری ؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا : ''(میرے بعد میری اُمت کے) لوگ 2- گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے (یعنی سیدنا علی ؓ اور حضرت معاویہ ؓ) پھر اِن دونوں (مسلمان) گروہوں کے اَندر ہی سے ایک (تیسرا) فرقہ (یعنی خوارج کا) الگ ہو جائے گا اور اُس اَلگ ہو جانے والے فرقہ (خوارج) سے وہ گروہ قتال کرے گا جو اُن دونوں گروہوں میں سے ''اَقرب اِلی الحق'' ہوگا۔(یعنی سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ کا گروہ)۔''

[صحیح مُسلم : 2459]

نوٹ '' اَقرب اِلی الحق'' سے مراد ہے: '' حق والا گروہ '' اور دلیل اِسکی یہ ہے کہ قرآنِ حکیم میں خود اللہ تعالیٰ نے غزوہ اُحد کے موقعہ پر منافقین کے واضح کفر کیلئے بھی ''اَقرب'' کا لفظ اِستعمال فرمایا ہے: [سُورۃُ آل عمران : 167] چنانچہ اِسی ضمن میں **سُنن الکبریٰ لِلبیھقی کی حدیث میں ہے:** سیدنا عمار بن یاسر ﷛ نے فرمایا:''مت کہو کہ اہلِ شام (یعنی حضرت معاویہ ﷛ کے گروہ) نے کفر کیا بلکہ کہو کہ اُنھوں نے فِسق (گناہِ کبیرہ) کیا، یا پھر کہو کہ (اَپنی جانوں پر) ظلم کیا۔'' [سُنن الکبریٰ لِلبیھقی : 16721 ، اِسنادہ صحیح]

22 **صحیح بُخاری اور صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوسعید خدری ﷛ بیان فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ مالِ غنیمت تقسیم فرمارہے تھے کہ عبداللہ ابن ذوالخویصرہ تمیمی آیا اور کہنے لگا: ''اَے محمد ﷺ! اِنصاف کرو'' آپ ﷺ نے جلال میں آکر فرمایا : '' تو برباد ہو ! جب میں ہی انصاف نہ کروں گا تو اور کون کرے گا ؟ '' سیدنا عمر بن خطاب ﷛ نے عرض کی : مجھے اجازت دیجئے کہ اِس (گستاخ) کو قتل کردوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا : ''رہنے دو ! اِس کے کچھ ساتھی (مستقبل میں) اَیسے بھی ہوں گے کہ تم اپنی نماز کو اُن کی نماز اور اپنے روزے کو اُن کے روزے کے مقابلے میں حقیر سمجھو گے (یعنی وہ خوارج بہت عبادت گزار ہونگے) یہ لوگ دین میں سے یوں خارج ہو جائیں گے جیسے تیر اپنے ہدف سے آر پار نکل جاتا ہے اور اُس تیر کے اگلے پچھلے اور درمیانے کسی بھی حصے پر کوئی نشان نہیں لگا ہوتا اور وہ گوبر اور خون میں سے صاف نکل جاتا ہے۔ اُن خوارج کی ایک نشانی یہ ہوگی کہ اُن میں سے ایک شخص کا کٹا ہوا بازو عورت کے پستان جیسا ہوگا اور یہ لوگ اِختلاف (جو سیدنا علی ﷛ اور حضرت معاویہ ﷛ کے درمیان ہوا) کے وقت ظاہر ہوں گے۔'' سیدنا ابوسعید خدری ﷛ بیان فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے خود رسولُ اللہ ﷺ کو (یہ سب باتیں) فرماتے ہوئے سنا تھا اور میں (یہ بھی) گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا علی ﷛ نے ہی اُن خوارج کو (جنگ نہروان میں) قتل کیا اور میں بھی آپ ﷛ کے ساتھ تھا اور پھر (خوارج میں سے) ایک شخص کی لاش لائی گئی جس میں وہ تمام علامات موجود تھیں جو رسولُ اللہ ﷺ نے (پیش گوئی) ذکر فرمائی تھیں۔ اور اِسی سے متعلق قرآن کی یہ آیت بھی نازل ہوئی: '' اور اُن میں سے بعض آپ ﷺ پر صدقات (کی تقسیم) میں طعن کرتے ہیں۔'' : [سُورۃُ التوبۃ : 58] [صحیح بُخاری : 6933 ، صحیح مُسلم : 2456]

23 **سُنن نسائی الکبریٰ کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن عباس ﷛ بیان فرماتے ہیں کہ جب حروریہ (خوارج) کا ظہور ہوا تو اُنہوں نے ایک الگ جگہ کو اپنا مسکن بنالیا اور اُن کی تعداد 6000 تھی۔ میں نے امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛ سے عرض کی کہ آپ ﷛ نماز (ظہر) تھوڑی ٹھنڈی (یعنی مؤخر) کردیں تاکہ میں اُن لوگوں (خوارج) سے گفت و شنید کرسکوں۔ سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛ نے فرمایا: مجھے خوف ہے کہ وہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔ میں نے عرض کی کہ قطعاً اَیسا کوئی امکان نہیں ہے۔ چنانچہ میں نے اَچھا لباس زیب تن کیا اور بال سنوارے اور اُن کے پاس پہنچ گیا۔ عین دوپہر کا وقت تھا اور وہ کھانا کھارہے تھے۔ اُنہوں نے (مجھے دیکھ کر) کہا: مرحبا اَے ابن عباس! کہو کیسے آنا ہوا ؟ میں نے جواب دیا: میں تمہارے پاس مہاجر و اَنصار صحابہ ﷢، رسولُ اللہ ﷺ کے چچازاد اور داماد (سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛) کی طرف سے آیا ہوں۔ اُن (کے حالات) پر قرآن حکیم اُترا، لہٰذا وہ قرآن کی تفسیر تم سے کہیں بہتر جانتے ہیں اور تم میں اُن جیسا (فضیلت والا) کوئی بھی موجود نہیں۔ (میرے آنے کی غرض یہ ہے کہ) میں تمہیں اُن کا موقف پہنچادوں اور تمہارا موقف اُن تک پہنچادوں۔ چنانچہ (یہ بات سن کر) اُن میں سے بہت سے لوگ میرے پاس آبیٹھے۔ میں (سیدنا عبداللہ بن عباس ﷛) نے اُن (خوارج سے) سوال کیا : مجھے اِس بات کی دلیل دو کہ کس دلیل کی روشنی میں تم لوگوں نے صحابہ ﷢ اور رسولُ اللہ ﷺ کے چچازاد اور داماد (سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛) سے دشمنی مول لے لی ہے ؟ اُنہوں نے کہا : اِس اختلاف کی 3- وجوہات ہیں۔ میں نے کہا : وہ 3- وجوہات کون سی ہیں ؟ اُن میں سے ایک نے کہا: پہلی بات تو یہ ہے کہ اُنھوں (سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛) نے اللہ تعالیٰ کے معاملے میں اِنسانوں کو قاضی ٹھہرالیا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: '' فیصلے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔'' [اَلانعام : 57] لہٰذا اِس معاملے میں انسانوں کے فیصلے سے کیا سروکار ؟ میں نے کہا : یہ ایک اعتراض ہوا (یعنی اگلا اعتراض بتاؤ ؟) اُنہوں نے دوسرا سبب یہ بتایا کہ اُنھوں (سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛) نے (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گروہ کے ساتھ جنگ جمل اور حضرت معاویہ ﷛ کے گروہ کے ساتھ جنگ صفین میں) جنگ کی مگر نہ تو اُن کے قیدیوں کو لونڈی اور غلام بنایا اور نہ ہی مالِ غنیمت جمع کیا ! اگر وہ کافر تھے تو اُنہیں قیدی بنانا بھی درست تھا اور اگر وہ مومنین تھے تو سرے سے اُن کے ساتھ قتال کرنا بھی غلط ہوا ! میں نے کہا ''یہ دو باتیں تو ہوگئیں اَب تیسرا اِعتراض بتاؤ ؟ اُنہوں نے کہا: اُنہوں (سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛) نے (حضرت معاویہ ﷛ کے ساتھ معاہدے کی تحریر میں) اَپنے نام سے لفظ ''اَمیر المومنین'' مٹوادیا ہے، لہٰذا اگر وہ اَمیر المومنین نہیں ہیں تو کیا اَمیر الکافرین ہیں ؟ میں نے کہا : اِن 3- اِشکال کے علاوہ کوئی اور اِعتراض بھی ہے ؟ اُنہوں نے کہا: نہیں ! یہی 3- کافی ہیں۔ میں نے کہا: اگر تمہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسولُ اللہ ﷺ کی سنت سے کچھ پیش کروں جس سے تمہارے اِشکالات حل ہوجائیں تو مان لوگے ؟ اُنہوں نے کہا : جی ہاں بالکل! میں (سیدنا عبداللہ بن عباس ﷛) نے کہا : تمہارا یہ اِعتراض کہ سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛ نے اللہ تعالیٰ کے معاملے میں اِنسانوں کو قاضی ٹھہرالیا ہے (اور یوں کفر کا اِرتکاب کیا)، تو میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب ہی میں سے دکھا دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک چوتھائی درہم کی مالیت (جیسی حقیر رقم) پر فیصلہ انسانوں کے سپرد فرمایا ہے کہ وہ اِس کا فیصلہ کریں، دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : ''اَے ایمان والو ! حالتِ اِحرام میں شکار مت کرو اور تم میں سے جو جان بوجھ کر ایسا کر بیٹھے تو (اُس شکار) کے برابر کسی جانور کو بطور کفارہ پیش کرے، جس کا فیصلہ تم میں سے 2- معتبر افراد کریں گے۔'' [اَلمائدۃ : 95] اَب دیکھو کہ یہ معمولی اور چھوٹا سا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے سپرد فرمایا جبکہ وہ خود ہی فیصلہ فرماسکتا تھا مگر پھر بھی اُس نے انسانی فیصلے کو جائز رکھا۔ میں تمھیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ (انسانی فیصلے سے) اُمورِ مسلمین کی اصلاح کرنا اور اَمن کی خاطر باہمی خونریزی روکنا زیادہ اَہم اور افضل ہے یا (حالتِ احرام میں شکار کیے گئے) خرگوش کا معاملہ زیادہ ضروری ہے ؟ اُن (خوارج) نے جواب دیا : کیوں نہیں! یہی (مسلمانوں کے درمیان صلح کروانا ہی) زیادہ افضل ہے۔ (پھر میں نے دوسری دلیل دیتے ہوئے کہا:) اللہ تعالیٰ نے عورت اور اُس کے شوہر کے بارے میں فرمایا: '' اگر تمہیں اُن کے مابین ناچاکی کا خوف ہو تو اُس (مرد) کی طرف سے ایک ثالث اور اُس (عورت) کی طرف سے ایک ثالث مقرر کرلو۔'' [اَلنساء : 35] میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں

کہ (انسانی فیصلے سے) اُمورِ مسلمین کی اصلاح کرنا اوراَمن کی خاطر باہمی خونریزی روکنا زیادہ اَہم اورافضل ہے یا محض ایک عورت کے اِزدواجی معاملے کوسنوارنا زیادہ افضل ہے؟ اُنہوں نے کہا: بالکل ٹھیک! پھر میں نے کہا: تمہارا یہ اِعتراض کہ سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتال تو کیا مگر (فریقِ مخالف کو) جنگی قیدی نہیں بنایا اورنہ (اُن کے مال سے) غنیمت حاصل کی۔ مجھے یہ بتاؤ کہ کیا تم اَپنی ماں اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کوجنگی قیدی بنانا چاہتے ہو؟ اوردیگر جنگی قیدی خواتین کی طرح اُنھیں بھی اَپنے لئے حلال کرنا چاہتے ہوجبکہ وہ تمھاری ماں ہے! اگرتمہارا جواب یہ ہوکہ ہم اُنھیں دیگر قیدی عورتوں کی طرح حلال جانتے ہیں توتم کافر ہوجاؤ گے اوراگر یہ کہوکہ وہ توہماری ماں ہی نہیں توپھر بھی یہ کفر ہوگا کیونکہ اللّٰہ تعالٰی نے فرمادیا ہے: ''نبی ﷺ مومنین پراُن کی جانوں سے بڑھ کرحق رکھتے ہیں اوراُن کی بیویاں اُن (مومنین) کی مائیں ہیں۔'' [اَلاحزاب : 6] اِس طرح تم دوبڑی گمراہیوں میں پھنس گئے ہو اورمجھے اِن سے نکل کے دکھاؤ؟ دوسرے اِعتراض کا جواب مل گیا؟ اُنہوں نے کہا: جی ہاں! پھر میں نے کہا کہ تمہارا یہ اعتراض کہ (چونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اِعتراض کرنے پر، کیونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کوخلیفہ نہیں تسلیم کرتے تھے اِس لئے) سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے خوداَپنے مرضی سے لفظ اَمیر المومنین مٹوادیا ہے تواِس کا جواب وہ دوں گا جوتمہیں پسند ہوگا۔ دیکھو! رسول اللّٰہ ﷺ نے صلح حدیبیہ میں تحریر کراتے وقت اپنانام '' محمدرسولُ اللّٰہ ﷺ''لکھوایا تھا، جس پر کفار نے اِعتراض کیا کہ سارا جھگڑا ہی اِسی بات کا ہے کہ ہم آپ ﷺ کواللّٰہ تعالٰی کا رسول نہیں مانتے، چنانچہ آپ ﷺ نے سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ (جو یہ تحریر لکھ رہے تھے) سے اِرشاد فرمایا کہ اَے علی رضی اللہ عنہ! یہ (الفاظ) مٹادو، اَے اللّٰہ تعالٰی تجھے معلوم ہے کہ میں تیرا رسول ہوں، اَے علی رضی اللہ عنہ! یہ لکھدو: '' محمد بن عبداللّٰہ ''۔ (باقی تفصیل آگے حدیث نمبر:45 کے تحت آرہی ہے)۔ اللّٰہ تعالٰی کی قسم! رسولُ اللّٰہ ﷺ ،سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہیں زیادہ بہتر ہیں پھر بھی اُنہوں نے لفظ''رسولُ اللّٰہ ﷺ'' کوخود کہہ کرمٹوادیا جس سے آپ ﷺ کی شانِ نبوت میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ تیسرے اِعتراض کا جواب بھی مل گیا؟ اُنہوں نے کہا: جی ہاں! چنانچہ (اِس علمی مباحثے کی برکت سے) اُن میں سے 2000-افراد اُسی موقع پر تائب ہوکرواپس لوٹ آئے جبکہ باقی 4000-خوارج مہاجروانصار صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے ہاتھوں گمراہی کی حالت میں مارے گئے۔''

[سُنن نسائی الکبرٰی : 8575 ، قال الشیخ غلام مصطفٰی ظھیر فی خصائصِ علی : اِسنادہ صحیح]

24 **المُصنف ابنِ ابی شیبة کی حدیث میں ہے:** سیدنا طارق بن شہاب تابعی رحمہ اللّٰہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس تھا تو اُن سے سوال کیا گیا کہ اہل نہروان (یعنی خوارج) مشرکین ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (نہیں) شرک سے تو وہ بھاگے ہیں (یعنی مسئلہ تحکیم پراُنھوں نے توحید کا ہی توبہانہ بنایا تھا تووہ مشرک کیونکر ہوسکتے ہیں) پھر پوچھا گیا توکیا پھر وہ منافق ہیں؟ فرمایا نہیں! منافقین تواللّٰہ تعالٰی کو بہت ہی کم یاد کرنے والے ہوتے ہیں (یعنی خوارج توحد سے زیادہ عبادت گزار ہیں تووہ منافق کیونکر ہوسکتے ہیں) پھر پوچھا گیا کہ آخروہ (خوارج) کیا ہیں؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یہ (ہمارے) اَیسے لوگ ہیں جنھوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے۔ (صرف باغی ہیں مشرک یا منافق نہیں)''

سُنن الکبرٰی لِلبیھقی کی حدیث میں ہے: سیدنا نافع تابعی رحمہ اللّٰہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللّٰہ بن عمر رضی اللہ عنہ''خشبیہ ''(یعنی مختار ثقفی کے گروہ کے لوگوں) اورخوارج کوسلام کہا کرتے تھے حالانکہ وہ (مسلمانوں سے) برسرِ قتال رہتے تھے۔ اورسیدنا عبداللّٰہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: '' جوکوئی ''حی علی الصلوۃ'' کہہ کرمجھے نماز کیلئے بلائے گا تومیں اُس کی دعوت قبول کروں گا (یعنی اُس کے پیچھے نماز پڑھوں گا) اورجوکوئی ''حی علی الفلاح'' کہہ کربلائے گا میں اُس کی پکار پربھی لبیک کہوں گا (یعنی اُس کے پیچھے نماز پڑھتارہوں گا)۔ مگر جوکوئی مجھے یہ کہے گا کہ آؤ اَپنے مسلمان بھائیوں سے جنگ کریں اوراُن کا مال لوٹیں توپھر میں اِنکار ہی کروں گا۔''

[المُصنف ابنِ ابی شیبة : 39097 اِسنادہ صحیح ، سُنن الکبرٰی لِلبیھقی : 5305 ، قال الشیخ زبیر علیزئی فی مقالات جُز-1 : اِسنادہ صحیح]

25 **المُستدرک للحاکم اورسُنن نسائی الکبری کی حدیث میں ہے:** سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ غزوۂ ذی العشیرہ کے دوران میں اورسیدنا علی رضی اللہ عنہ رفیقِ سفر تھے، رسولُ اللّٰہ ﷺ نے وہاں پڑاؤ ڈالا اور (کچھ دیر) مقیم رہے۔ اِسی دوران ہم نے بنی مدلج کے کچھ لوگوں کوکھجور کے باغات میں کام کرتے دیکھا توسیدنا علی رضی اللہ عنہ اورمیں اُنکے پاس آئے اورکچھ دیرتک اُن کا کام دیکھتے رہے، پھرہم پرنیند غالب آگئی توہم دونوں جاکرکھجور کے چھوٹے پودوں میں مٹی پرلیٹ کرسوگئے۔ پھررسولُ اللّٰہ ﷺ ہی نے آکراَپنے پاؤں مبارک سے ہمیں ہلاکربیدار فرمایا اورہماری حالت یہ تھی کہ ہم گرد سے خوب آلودہ ہوچکے تھے۔ (اِس موقع پر) رسولُ اللّٰہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:'' اَے ابوتراب (یعنی مٹی والے) اُٹھو! پھر فرمایا: ''میں تم دونوں کوسب اِنسانوں سے بڑھ کردوبدبخت اَفراد کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' ہم نے عرض کیا ضرور بتایئے۔ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے فرمایا: '' (پہلا بدبخت تووہ) قومِ ثمود کا اُحیمر نامی شخص تھا جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں اوردوسرا (بدبخت) وہ شخص ہے جواَے علی رضی اللہ عنہ! تمہارے سرپرتلوار سے ضرب لگائے گا اورتمہاری داڑھی کو سرکےخون سے رنگ دے گا۔''

[المُستدرک لِلحاکم : 4679 ، قال الامام حاکم والامام الذھبی : اِسنادہ صحیح علی شرط مُسلم ، السلسلة الصحیحة : 1743 ، قال الشیخ الالبانی : اِسنادہ صحیح]
[سُنن نسائی الکبرٰی : 8538 ، قال الشیخ غلام مصطفٰی ظھیر فی خصائصِ علی تحت الحدیث 8538 : اِسنادہ صحیح]

نوٹ چوتھے خلیفہ راشد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت ایک آخری کوشش تھی کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اورسیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی اُسی خلافت راشدہِ محفوظہ کودوبارہ بحال کردیا جاتا کہ جس کوتیسرے خلیفہ راشد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں (سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے خودتونہیں بلکہ اُن کے چندرشتہ دار) بنواُمیہ کے شریرگورنروں نے عملی طورپرخلافت راشدہِ مفتونہ بنادیا تھا اورصحیح الاسناداَحادیث میں اِن فتنوں کی پیش گوئی بھی پہلے سے موجود تھی۔ لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد قومِ ثمود کی طرح اِس اُمت پربھی ملوکیت کا عذاب مسلط ہوگیا جوآج تک کسی نہ کسی شکل میں باقی ہے۔ چنانچہ اِسی ضمن میں **المُستدرک للحاکم اور مجمعُ الزوائد کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللّٰہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے: '' مجھے پوری زندگی کسی بھی چیز کا اِتنا اَفسوس نہیں ہے جتنا اِس بات پرکہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر (قرآنی حکم: اَلنساء : 59 اور اَلحجرات : 9 کے مطابق) باغی گروہ کے خلاف جنگ (جمل، صفین اورنہروان) نہیں کی۔''

[المُستدرک لِلحاکم : 6360 ، قال الامام حاکم : اِسنادہ صحیح ، مجمعُ الزوائد : 12054 ، قال الامام الھیثمی : اِسنادہ صحیح]

C رسولُ اللہ ﷺ نے اَپنی وفات سے ایک مہینہ قبل مستقبل میں ہونیوالے حکومتی بگاڑ سے متعلق غیبی خبریں دے دیں تھیں !

26 **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے 8 سال بعد (یعنی اَپنی وفات والے سال 11 ہجری میں) شہدائے اُحد کا جنازہ (میدانِ اُحد کے قبرستان میں) پڑھا (اور آپ ﷺ کا اَنداز یوں تھا کہ) گویا آپ ﷺ زندوں اور مردوں ہر ایک سے رخصت ہونے والے ہیں۔ پھر آپ ﷺ منبر پر چڑھے اور فرمایا: ''میں تمہارا پیش رو ہوں اور میں تم پر گواہ بھی ہوں اور (آئندہ) تمہاری اور میری ملاقات حوض (کوثر) پر ہوگی، جسے میں یہیں سے اِس وقت دیکھ رہا ہوں۔ اور بیشک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا فرمائی ہیں (یعنی میری اُمت کو سلطنت روم اور سلطنت فارس کے خزانوں کا مالک بنایا جائے گا)۔ مجھے (اَپنے بعد) تمہارے متعلق یہ خوف نہیں کہ تم مشرک ہوجاؤ گے لیکن اِس بات سے ڈرتا ہوں کہ دنیا میں مگن ہوجاؤ گے۔'' سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اُس موقع پر میں نے آپ ﷺ کو آخری بار منبر پر دیکھا۔ **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے مقتولینِ اُحد کا جنازہ پڑھا اور پھر منبر پر چڑھے اِس انداز سے کہ گویا زندوں اور مردوں کو الوداع کہنے والے ہوں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: '' میں حوض (کوثر) پر تمہارا پیش رو ہوں اور اُس (حوضِ کوثر) کی چوڑائی ایلہ اور جحفہ (کی درمیانی مسافت) کے برابر ہے، مجھے یہ خوف تو نہیں کہ تم (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) میرے بعد شرک کرنے لگ جاؤ گے مگر ڈر اِس بات کا ہے کہ تم دنیا کے حریص بن جاؤ گے اور (دنیا کی خاطر) آپس میں قتال کرو گے اور بالآخر ہلاک ہوجاؤ گے جس طرح تم سے پہلے کے لوگ ہلاک ہو چکے ہیں۔'' سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: '' اُسی موقع پر میں نے آخری بار منبر پہ آپ ﷺ کا دیدار کیا تھا۔'' [صحیح بُخاری : 4042 ، صحیح مُسلم : 5977]

27 **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (فتحِ مکہ کے موقعہ پر جب ابوسفیان نے اِسلام قبول کرلیا تو) مسلمان نہ تو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے تھے نہ ہی اُن کے ساتھ بیٹھتے تھے (کیونکہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اِسلام لانے سے پہلے پوری زندگی مسلمانوں سے جنگیں کیں اور مسلمانوں کو تکالیف دی تھیں)۔ چنانچہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے رسولُ اللّٰہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ میری 3 باتیں پوری فرمادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ چنانچہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کی میری بیٹی سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمالیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ پھر اُنھوں نے عرض کی کہ آپ ﷺ مجھے حکم دیں کہ میں اَب کفار کے ساتھ بھی لڑوں جیسا کہ پہلے مسلمانوں کے ساتھ لڑتا رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ پھر عرض کی کہ آپ ﷺ میرے بیٹے معاویہ رضی اللہ عنہ کو اَپنا کاتب (لکھائی کرنے والا) مقرر فرمالیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ اِس حدیث کے راوی سیدنا ابوزمیل تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اگر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ خود سے رسولُ اللّٰہ ﷺ سے درخواست نہ کرتے تو آپ ﷺ کبھی بھی حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کو یہ (اعزازات) عطا نہ فرماتے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی کوئی آپ ﷺ سے کسی شے سے متعلق سوال کرتا تو آپ ﷺ کبھی اِنکار نہیں فرماتے تھے۔ **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ تشریف لائے تو میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا۔ آپ ﷺ نے آکر (پیار سے) مجھے گدی پر ہلکی سی ضرب لگائی اور فرمایا: ''جاؤ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔'' سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں گیا اور (واپس آکر) بتایا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے (کچھ دیر بعد) پھر فرمایا: ''جاؤ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔'' میں پھر سے گیا اور آکر بتایا کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: '' اللہ تعالٰی اُس (معاویہ رضی اللہ عنہ) کا پیٹ سیر نہ کرے۔'' **دلائلُ النبوۃ لِلبیہقی کی ایک حدیث میں ہے کہ** سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ تشریف لائے تو مجھے یہ خیال گزرا کہ آپ ﷺ میری طرف ہی آئے ہیں، چنانچہ میں چھپ گیا، مگر (آپ ﷺ نے مجھے ڈھونڈ نکالا) آپ ﷺ نے مجھے ہلکی سی چپت لگائی اور فرمایا: ''جاؤ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔'' اور وہ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) وَحی لکھا کرتے تھے۔ میں گیا اور اُنہیں پیغام دیا تو جواب میں کہا گیا کہ وہ کھا رہے ہیں۔ میں نے آکر آپ ﷺ کو بتا دیا۔ آپ ﷺ نے (کچھ دیر بعد) پھر فرمایا: ''جاؤ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔'' میں پھر گیا تو وہی جواب ملا کہ وہ کھا رہے ہیں، میں نے پھر آپ ﷺ کو ساری بات بتادی۔ پھر آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا : '' اللّٰہ تعالٰی اُس کا پیٹ سیر نہ کرے۔'' اِس حدیث کے راوی سیدنا ابوحمزہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: '' اُن (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کا پیٹ کبھی بھی سیر نہ ہوسکا۔'' پھر امام بیہقی رحمہ اللہ اِسی حدیث کے ساتھ لکھتے ہیں: ''راوی (سیدنا ابوحمزہ رحمہ اللہ) کے یہ اَلفاظ اِس بات کی دلیل ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ کی (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے متعلق کی ہوئی) دُعا قبول ہوگئی۔''

[صحیح مُسلم : 6409 اور 6628 ، دلائلُ النبوۃ لِلبیہقی : 2506، قال الشیخ زبیر علیزئی فی توضیح الاحکام جز-2 والشیخ غلام مصطفٰی ظھیر فی السُنۃ -49 : اِسنادہ صحیح]

نوٹ اِمام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (اَلمُتوفٰی-852 ھجری) لکھتے ہیں: ''اِمام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں (صحیح بخاری میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے متعلق باب کے عنوان میں) صرف لفظ ''ذکرِ معاویہ'' بیان کیا اور فضیلت یا منقبت جیسے اَلفاظ ذکر نہیں کیے کیونکہ اُس حدیث سے کوئی فضیلت معلوم نہیں ہوتی۔ اَلبتہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کیلئے فقیہ اور صحابیت کا بیان ہی بطورِ فضیلت کافی ہے۔ تاہم امام ابن ابی عاصم رحمہ اللّٰہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں ایک رسالہ لکھا ہے۔ اِسی طرح کا کام ابوعمر غلام ثعلب اور ابوبکر نقاش نے بھی کیا ہے اور اِمام ابن جوزی رحمہ اللہ نے بھی (من گھڑت اَحادیث کی نشاندہی کرنے والی اُنکی مشہور کتاب) '' الموضوعات'' میں بھی کچھ روایات ذکر کرکے اِمام اسحاق بن راھویہ رحمہ اللہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے: '' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں (صحابیت کے سوا) کوئی چیز ثابت نہیں ہے۔ (اِمام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں) یہی وجہ ہے کہ اِمام بخاری رحمہ اللہ نے اَپنے اُستاد (اِمام اسحاق بن راھویہ رحمہ اللہ) پر اِعتماد کرتے ہوئے (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ذکر میں) لفظ: فضیلت یا منقبت اِستعمال

کرنے سے گریز کیا ہے، تاہم اپنی گہری نظر سے ایسا اِستنباط فرمایا (یعنی حضرت معاویہ ﷜ کو صحابی ثابت کیا ہے) کہ جس سے روافض کی سرکوبی ہوگئی ہے۔ اور اِمام نسائی رحمہ اللہ کا واقعہ اِس بارے میں مشہور ہے کہ اُنہوں نے بھی اَپنے اُستاد (اِمام اسحاق بن راھویہ رحمہ اللہ) کے قول پر اِعتماد کیا (اور اَپنی مشہور کتاب ''فضائل صحابہ ﷜'' میں کوئی حدیث حضرت معاویہ ﷜ کی فضیلت سے متعلق نہیں جمع فرمائی)) اور پھر اِمام حاکم رحمہ اللہ کا قصہ بھی اِسی طرح ہے۔ اِمام اِبن جوزی رحمہ اللہ نے عبداللہ بن احمد سے اُن کے والد اِمام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا مکالمہ بھی ذکر کیا ہے کہ اُنہوں نے اَپنے والد اِمام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا کہ سیدنا علی بن ابی طالب ﷜ اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان ﷜ کے (اِختلافات سے) متعلق آپ کی کیا رائے ہے ؟ اِمام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے تھوڑی دیر تک سر جھکائے رکھا پھر فرمایا: '' (میرے بیٹے ! خوب) سمجھ لو کہ سیدنا علی بن ابی طالب ﷜ کے دشمن بہت زیادہ تھے، جنھوں نے اُن کے عیوب تلاش کرنا چاہے مگر ناکام رہے۔ چنانچہ اُن دشمنوں نے (ایک متبادل چال کے طور پر) ایک دوسرے شخص (حضرت معاویہ ﷜) کو مقصد براری کے لئے موزوں پایا جو اُن سے جنگ کر چکا تھا۔ چنانچہ اُن دشمنوں نے سیدنا علی ﷜ کے مقابلہ پر اُن (حضرت معاویہ ﷜ کو) بڑھا چڑھا کر پیش کیا۔ (اِمام اِبن حجر عسقلانی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں)'' اِمام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اِس جواب میں اِشارہ ہے کہ کچھ لوگوں نے حضرت معاویہ ﷜ کیلئے بے بنیاد فضائل گھڑ لیے جن کی کوئی اَصلیت نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ حضرت معاویہ ﷜ کیلئے روایاتِ فضیلت تو بہت سی آئی ہیں مگر اُن اَحادیث میں سے کوئی بھی (اُصولِ محدثین پہ) اِسنادی حیثیت سے صحیح نہیں ہے۔ (اِسی لئے) اِمام اسحاق بن راھویہ رحمہ اللہ اور اِمام نسائی رحمہ اللہ نے اِس مؤقف کو بڑے یقین کے ساتھ اختیار کیا ہے۔ (یعنی صحابیت کے سوا حضرت معاویہ ﷜ کے فضائل سے متعلق کوئی بھی صحیح حدیث نقل نہیں ہوئی ہے)''

[فتحُ الباری شرح صحیح البُخاری لابنِ حجر العسقلانی تحت " باب ذکر معاویة " ، صحیح بُخاری : 3766]

28 صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا عبدالرحمٰن بن عبدربُ الکعبہ تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں آیا تو دیکھا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ﷜ کعبہ کے سائے میں تشریف فرما ہیں اور اُن کے گرد لوگوں کا ہجوم ہے تو میں بھی اُن کے پاس آ بیٹھا۔ اُنہوں نے فرمایا: '' ایک مرتبہ ہم رسولُ اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر میں تھے۔ ایک جگہ پڑاؤ کیا تو کچھ لوگ وہاں اَپنے خیمے درست کرنے لگ گئے تو کچھ تیر اَندازی (کی مَشق) میں مشغول ہوگئے جبکہ کچھ لوگ مویشی چرانے لگے۔ (اِسی دوران) اَچانک رسولُ اللہ ﷺ کے منادی نے صدا لگائی: '' نماز اِکٹھا کرنے والی ہے'' (دراَصل اِن الفاظ سے اُس وقت لوگوں کو جمع کیا جاتا تھا) یہ سن کر ہم سب رسولُ اللہ ﷺ کے پاس جمع ہوگئے تو آپ ﷺ نے خطبہ اِرشاد فرمایا: '' مجھ سے پہلے بھی ہر نبی ؈ کا یہ فرض تھا کہ وہ اَپنی اُمت کو اُن کی بھلائی (کے راستے) کی خبر دے اور اُن کو شر (کے راستے) سے خبردار کرے۔ اور تمہاری اِس اُمت (اُمت محمدیہ ﷺ) کی عافیت (خیریت اور بھلائی) کا وقت اِس کا اِبتدائی دور ہے۔ بہت جلد اِسکے بعد والے دَور میں اَیسی مصیبتیں اور (فتنے والی) چیزیں آئیں گی کہ تم اُن سے نا آشنا ہوگے۔ اَیسے فتنے اُٹھیں گے کہ ہر نیا آنے والا فتنہ پچھلے سے بدتر ہوگا۔ یہاں تک کہ ایسا فتنہ بھی آئے گا کہ مومن کہہ اُٹھے گا کہ اِسی (فتنے) میں میری موت ہوگی مگر وہ فتنہ چھٹ جائے گا۔ پھر اَیسا فتنہ آئے گا کہ مومن پکار اُٹھے گا کہ یہ سب سے بڑھ کر ہے لہٰذا جو چاہے کہ اُسے جہنم سے دور ہٹایا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے تو اُسے چاہیے کہ اُسکی موت اِس حال میں آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر (کامل اور حقیقی) ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ وہی برتاؤ کرے جو وہ لوگوں سے اَپنے حق میں کروانا چاہتا ہے۔ اور جو اِمام (یعنی وقت کے حکمران) کی بیعت کر لے اور دل و جان سے اِطاعت قبول کر لے، اُس سے جہاں تک ہو سکے اِطاعت کرنی چاہیے۔ پھر اگر کوئی اور آ کر اُس (پہلے حاکم) سے (اقتدار کیلئے) جھگڑا کرے تو دوسرے (مدعیِ اِقتدار) کی گردن مار دو'' عبدالرحمٰن بن عبدربُ الکعبہ تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ (یہ حدیث سن کر) میں اُن (حدیث بیان کرنے والے صحابی سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ﷜) کے قریب ہوا اور عرض کی: '' میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ ﷜ نے کیا یہ ساری باتیں خود رسولُ اللہ ﷺ سے سنی ہیں ؟ '' (میرے اِس سوال پر) اُنھوں نے اَپنے دونوں ہاتھ کانوں اور دل پر لے جا کر کہا: ''ہاں! میرے کانوں نے (خود رسولُ اللہ ﷺ سے اِس حدیث کو) سنا اور میرے دِل نے اِسے محفوظ کر لیا'' پھر میں نے عرض کی: '' (آپ ہمیں اَمیر کی اِطاعت پر اُبھار رہے ہیں جبکہ ہمارا حکمران اور) آپ ﷜ کے چچا کے بیٹے حضرت معاویہ ﷜ تو ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کے اَموال حرام طریقے سے کھائیں اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل کریں (یعنی مسلمانوں سے لڑیں) حالانکہ اللہ تعالیٰ تو ہمیں حکم دیتا ہے: ''اَے ایمان والو! اَپنے اَموال آپس میں حرام طور پر مت کھاؤ، سوائے اِسکے کہ تمہاری باہمی رضامندی سے تجارت ہو اور اَپنی جانوں کو قتل نہ کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر بہت مہربان ہے۔'' [اَلنساء : 29] (میرا یہ سوال سن کر) وہ (سیدنا عبداللہ بن عمرو ﷜) کچھ دیر تک تو خاموش رہے پھر فرمایا: '' اللہ تعالیٰ کی اِطاعت (کے کاموں) میں اُن (حضرت معاویہ ﷜) کی اِطاعت کرو، اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی (کے کاموں) میں اُنکی نافرمانی کرو'' [صحیح مُسلم : 4776]

29 صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا ابوسعید خدری ﷜ بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسولُ اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں (رمضان کا) فطرانہ، ہر چھوٹے بڑے، آزاد اور غلام کی طرف سے ایک صاع (تقریباً اَڑھائی کلو) اَشیائے خوردنی (یعنی اَناج مثلاً گندم اور جو وغیرہ) کا نکالا کرتے، یا ایک صاع پنیر، یا ایک صاع جو، یا ایک صاع کھجور، یا ایک صاع منقیٰ نکالا کرتے تھے۔ پس یہ سنت عمل اِسی طرح جاری رہا یہاں تک کہ ہمارے پاس حضرت معاویہ ﷜ (شام سے) حج یا عمرے کیلئے آئے اور اُنہوں نے ممبر پر لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: '' میں سمجھتا ہوں کہ شامی گندم کے 2 مُدّ (نصف صاع) ایک صاع کھجور کے برابر ہیں۔'' چنانچہ لوگوں نے بھی اُسی (رائے و اجتہاد) پر عمل شروع کر دیا تو سیدنا ابوسعید خُدری ﷜ نے اِرشاد فرمایا: ''جہاں تک میرا تعلق ہے، مَیں تو زندگی بھر اُسی طرح (سنت کے مطابق فطرانہ ایک صاع ہی) نکالتا رہوں گا جیسے مَیں زندگی بھر نکالتا رہا ہوں۔'' [صحیح مُسلم : 2284]

30 صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا ابوقلابہ تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں سرزمینِ شام میں سیدنا مسلم بن یسار رحمہ اللہ کے (علمی) حلقہ میں موجود تھا کہ وہاں سیدنا ابواشعث تابعی رحمہ اللہ تشریف لائے، تو لوگوں نے کہنا شروع کر دیا: ابواشعث آ گئے، ابواشعث آ گئے (یعنی آنے پر خوشی کا اِظہار کیا)۔ چنانچہ جب وہ تشریف فرما ہو گئے تو

میں نے سیدنا ابواشعث رحمہ اللّٰہ سے درخواست کی کہ ہمیں سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ والی حدیث تو سنا دیں۔ اُنھوں نے فرمایا ٹھیک ہے: ''(غور سے سنو!) ہم نے بہت ساری جنگی مہمات سر کیں اور بکثرت مالِ غنیمت حاصل کیا اور اُن دِنوں حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ہمارے حکمران تھے۔ ہمارے مالِ غنیمت میں چاندی کے برتن بھی تھے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ اِن برتنوں کو لوگوں کی تنخواہوں کے عوض فروخت کر دے۔ لوگوں نے اُس سودے میں بہت دل چسپی سے حصہ لیا۔ جب یہ بات سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو اُنہوں نے اِس عمل کی اِعلانیہ مخالفت کرتے ہوئے فرمایا: '' میں نے خود رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سونے کو سونے، چاندی کو چاندی، گندم کو گندم، جو کو جو، کھجور کو کھجور اور نمک کو نمک کے بدلے خریدنے اور بیچنے سے منع فرماتے تھے سوائے اِسکے کہ (اِن میں سے ہر چیز) وہ آپس میں برابر وزن اور جنس والی ہو، لہٰذا جس نے لینے یا دینے میں (وزن کی) کمی بیشی کی اُس نے سود کا اِرتکاب کیا۔ چنانچہ (یہ سن کر) لوگوں نے خریدے ہوئے وہ چاندی کے برتن واپس لوٹا دیے۔ جب یہ خبر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو اُنہوں نے بھی خطبہ دیا اور کہا: ''اِن لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی احادیث بیان کرتے ہیں کہ جو ہم نے نہیں سنیں حالانکہ ہم بھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے۔'' (حدیث پر اِعتراض سن کر) سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ نے پھر اعلانیہ وہی حدیث دُہرائی اور فرمایا: ''ہم نے جو رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے اُسے ضرور بیان کریں گے، خواہ معاویہ رضی اللہ عنہ اُسے ناپسند کریں یا کہا کہ خواہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ناک خاک آلود ہو جائے اور مجھے اِس بات کی بھی پرواہ نہیں کہ مجھے (اِس کلمہ حق پہ) تاریک رات میں اُنکے لشکر سے اَلگ ہونا پڑ جائے۔'' [صحیح مُسلم : 4061]

31 سُنن ابی داؤد کی حدیث میں ہے: سیدنا خالد تابعی رحمہ اللّٰہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ اور عمرو بن اسود اور بنی اَسد کا ایک شخص، حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس وفد بن کر گئے، (اِس موقع پر ملاقات کے دوران) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ سے کہا: '' کیا تمہیں معلوم ہے کہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں؟ '' (**نوٹ:** سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو ایک سازش کے تحت شہید کیا گیا تھا جسکی تفصیل حدیث نمبر 50 کے تحت آ رہی ہے) سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے فوراً پڑھا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایک شخص (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جن کا نام اَگلے طریق میں ہے) نے سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ سے کہا: '' تم اِسے (یعنی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی موت کو) مصیبت سمجھتے ہو؟'' (نعوذ باللہ من ذالک) سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے جواباً اِرشاد فرمایا: '' مَیں اِسے مصیبت کیونکر نہ سمجھوں حالانکہ مَیں نے خود دیکھا تھا کہ رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو اَپنی گود مبارک میں بٹھایا ہوا تھا اور اِرشاد فرما رہے تھے: ''یہ (حسن رضی اللہ عنہ) مجھ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہے اور حسین (رضی اللہ عنہ) علی (رضی اللہ عنہ) سے ہے۔'' بنو اَسد کے ایک شخص نے کہا: ''وہ (حسن رضی اللہ عنہ) تو ایک اَنگارہ تھا جسے اللّٰہ تعالیٰ نے بجھا دیا۔'' (نعوذ باللہ من ذالک) سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے (یہ باتیں سننے کے بعد غصے میں آ کر ارشاد) فرمایا: '' مَیں اُس وقت تک یہاں سے نہیں اُٹھوں گا جب تک تجھ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) کو غصہ نہ دلاؤں اور ایسی بات نہ سناؤں جو تجھے ناپسند ہو۔ اَے معاویہ رضی اللہ عنہ! اگر میں سچ بیان کروں تو میری تصدیق کر دینا اور اگر جھوٹ بولوں تو میری تردید کر دینا۔'' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ چنانچہ سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے پوچھا: '' میں تجھے اللّٰہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تو نے خود رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سونا پہننے سے منع فرماتے ہوئے سنا تھا؟'' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ہاں! '' پھر سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے پوچھا: '' میں تجھے اللّٰہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تو نے خود رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشم پہننے سے منع فرماتے ہوئے سنا تھا؟'' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ہاں! '' پھر سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے پوچھا: '' میں تجھے اللّٰہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تو نے خود رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درندوں کی کھالوں (کے لباس) کو پہننے سے اور اُن پر (قالین کے طور پر) بیٹھنے سے روکا تھا؟'' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ہاں! '' پھر سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللّٰہ تعالیٰ کی قسم! اَے معاویہ یہ سب (حرام اشیاء استعمال ہوتی ہوئی) مَیں نے تیرے گھر میں دیکھی ہیں۔'' یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اَے مقدام! مجھے پتا ہے کہ میں تم سے جیت نہیں سکتا۔'' سیدنا خالد تابعی رحمہ اللّٰہ بیان کرتے ہیں کہ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ کیلئے اُن کے دونوں ساتھیوں سے بڑھ کر انعام و اکرام کا حکم صادر کیا۔ اور سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے سارا مال اَپنے ساتھیوں میں ہی وہیں بانٹ دیا اور اَسدی نے کسی کو کچھ بھی نہ دیا۔ اِس بات کی خبر جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو اُنہوں نے کہا: ''سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ تو واقعی ایک سخی شخص ہیں جنہوں نے دل کھول کر دے دیا اور جو اَسدی شخص ہے وہ اپنے مال کو اچھی طرح سے سنبھالنے والا ہے۔'' مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے: سیدنا خالد بن معدان تابعی رحمہ اللّٰہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ اور عمرو بن اسود حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے ملنے آئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ سے کہا: ''کیا تمہیں معلوم ہے کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں؟ '' سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے فوراً پڑھا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اِس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ سے کہا: '' تم اِسے (یعنی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی موت کو) مصیبت سمجھتے ہو؟'' (نعوذ باللہ من ذالک) سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے جواباً اِرشاد فرمایا: '' مَیں اِسے مصیبت کیونکر نہ سمجھوں حالانکہ مَیں نے خود دیکھا تھا کہ رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو اَپنی گود مبارک میں بٹھایا ہوا تھا اور ارشاد فرما رہے تھے: ''یہ (حسن رضی اللہ عنہ) مجھ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہے اور حسین (رضی اللہ عنہ) علی (رضی اللہ عنہ) سے ہے۔'' مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن بریدہ تابعی رحمہ اللّٰہ بیان فرماتے ہیں کہ میں اور میرے والد سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ملنے گئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں فرشی نشست (یعنی قالین) پر بٹھایا، پھر کھانا لایا گیا جو ہم نے تناول کیا، پھر ہمارے سامنے ایک مشروب لایا گیا جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پینے کے بعد (وہ مشروب والا برتن) میرے والد کو پکڑا دیا تو اُنھوں (سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ''جب سے اِس مشروب کو رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے، تب سے میں نے کبھی اِسے نوش نہیں کیا۔'' پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ''میں قریشی نوجوانوں میں سب سے حسین ترین اور خوبصورت دانتوں والا نوجوان تھا اور جوانی کے اُن دِنوں میرے لئے دودھ اور اَچھے قصہ گو آدمی سے بڑھ کر کوئی چیز لذت آور نہیں ہوتی تھی۔''

[سُنن ابی داؤد : 4131 ، مُسندِ احمد : 17321 (جلد - 7 ، صفحہ - 141) ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیر علیزئی : اِسنادہ صحیح]

[مُسندِ احمد : 23329 (جلد -10، صفحہ - 661) ، قال الشیخ زبیر علیزئی و الشیخ شعیب الارنؤوط : اِسنادہ صحیح]

D چوتھے خلیفہ راشد سیدنا علی ﷛ کے فضائل کا بیان اور اُن پر منبروں سے لعنت کرنے کی بدعت کب اور کس نے اِیجاد کی؟ 16

32 **جامع ترمذی کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابو حمزہ انصاری تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا زید بن ارقم ﷛ کو سنا کہ وہ فرمایا کرتے : ''پہلا شخص جو اِسلام لایا وہ سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛ تھے۔'' **سُنن نسائی الکبریٰ کی حدیث میں ہے:** ''پہلا شخص جس نے رسولُ اللہ ﷺ کے ساتھ (حرم میں باجماعت) نماز اَدا کی وہ سیدنا علی ﷛ تھے۔'' **سُنن نسائی الکبریٰ کی حدیث میں ہے:** ''بے شک پہلا شخص جس نے رسولُ اللہ ﷺ کے ساتھ اِسلام قبول کیا وہ سیدنا علی ﷛ تھے۔'' **المُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے:** ''بے شک پہلا شخص جو اِسلام لایا وہ سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛ تھے۔'' **المُستدرک لِلحاکم کی روایت میں ہے:** اِمام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے تھے:''رسولُ اللہ ﷺ کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین میں سے کسی بھی اور شخصیت کیلئے (اَحادیث مبارکہ میں) اِتنے زیادہ فضائل نہیں آئے ہیں جتنے کہ سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛ کیلئے آئے ہیں۔''

[جامع ترمذی : 3735 ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیر علیزئی : إسناده صحیح]

[سُنن نسائی الکبریٰ : 8391 اور 8392 ، قال الشیخ غلام مصطفیٰ ظھیر امن پوری فی خصائصِ علی : إسناده صحیح]

[المُستدرک لِلحاکم : 4663 ، قال الامام حاکم و الذھبی : إسناده صحیح ، المُستدرک لِلحاکم : 4572 ، قال الشیخ زبیر علیزئی فی فضائل الصحابة : إسناده صحیح]

33 **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا یزید بن حیان تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں، حصین بن سبرہ تابعی رحمہ اللہ اور عمر بن مسلم تابعی رحمہ اللہ ، سیدنا زید بن ارقم ﷛ سے ملنے گئے۔ جب ہم اُنکے پاس جا بیٹھے تو حصین نے اُنہیں مخاطب کر کے عرض کی: ''اَے زید ﷛ ! آپ نے تو بہت زیادہ خیر پائی ہے، رسولُ اللہ ﷺ کی زیارت کی ہے، آپ ﷺ کے فرامین سنے ہیں، آپ ﷺ کے ساتھ غزوات (جہاد) میں شرکت کی اور آپ ﷺ کی اِقتداء میں نمازیں بھی پڑھیں۔ اَے زید ﷛ ! واقعی آپ نے بہت بھلائی حاصل کی ہے تو اَب ہمیں وہ اَحادیث بھی تو سنایئے جو آپ ﷛ نے خود رسولُ اللہ ﷺ سے سماعت فرمائی تھیں۔'' سیدنا زید بن ارقم ﷛ نے فرمایا : ''بیٹا ! اللہ تعالیٰ کی قسم میری عمر بہت زیادہ ہو چکی ہے اور کافی عرصہ بیت گیا ہے اور رسولُ اللہ ﷺ سے سنی ہوئی کچھ باتیں تو میں بھول چکا ہوں، لہٰذا جو بیان کروں اُسی پر اِکتفا کرنا اور جو نہ بتا سکوں تو اُس کے لئے مجھے مجبور نہ کرنا۔'' پھر سیدنا زید بن ارقم ﷛ فرمانے لگے: ''ایک روز رسولُ اللہ ﷺ مکہ اور مدینہ کے درمیان خُم نامی ایک گاؤں میں پانی کے تالاب کے پاس (حجۃ الوَداع سے واپسی پر 18 ذوالحجہ 10 ہجری میں اَپنی وفات سے تقریباً دو ماہ قبل) ہمیں خطبہ اِرشاد فرمانے کیلئے کھڑے ہوئے، چنانچہ آپ ﷺ نے (اللہ تعالیٰ کی) حمد و ثنا اور وعظ و نصیحت کرنے کے بعد اِرشاد فرمایا: ''اَے لوگو ! مَیں بھی ایک انسان ہوں، قریب ہے کہ جلد ہی میرے رَب کا قاصد (یعنی موت کا فرشتہ) آئے اور میں اُسے لبیک کہہ دوں (یعنی اِس دُنیا سے رخصت ہو جاؤں)۔ میں (اَپنے بعد) تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، (اُن میں سے) پہلی تو اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن حکیم) ہے جس میں سامانِ ہدایت اور نور ہے، لہٰذا تم اللہ تعالیٰ کی کتاب کو تھام لو اور مضبوطی سے پکڑ لو۔'' پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو تھامنے کی خوب ترغیب دلائی، پھر فرمایا: '' اور (دوسری گراں قدر چیز) میرے اہلِ بیت ہیں، میں تمہیں اَپنے اہلِ بیت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا خوف یاد دِلاتا ہوں، میں تمہیں اَپنے اہلِ بیت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا خوف یاد دِلاتا ہوں، میں تمہیں اَپنے اہلِ بیت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا خوف یاد دِلاتا ہوں، (یعنی میرے بعد اُنکے ساتھ میری نسبت کی وجہ سے حسنِ سلوک کرنا)۔ حصین تابعی رحمہ اللہ نے سیدنا زید بن ارقم ﷛ سے عرض کی: ''آپ ﷺ کے اہلِ بیت کون ہیں؟ کیا آپ ﷺ کی بیویاں آپ ﷺ کے اہلِ بیت میں شامل نہیں ہیں ؟ '' (سیدنا زید بن ارقم ﷛ نے) فرمایا: ''آپ ﷺ کی بیویاں (بھی) آپ ﷺ کے اہلِ بیت میں سے ہیں، لیکن (اُس حدیث میں) آپ ﷺ کے اہلِ بیت سے مراد (صرف) وہ ہیں جن پر آپ ﷺ کے بعد (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) صدقہ (کھانا) حرام کر دیا گیا ہے۔'' (حصین تابعی رحمہ اللہ نے) پوچھا وہ کون سے لوگ مراد ہیں ؟ (سیدنا زید بن ارقم ﷛ نے) فرمایا: ''وہ ہیں: آلِ علی ﷛ ، آلِ عقیل ﷛ ، آلِ جعفر ﷛ اور آلِ عباس ﷛ ۔'' (حصین تابعی نے) پوچھا: '' کیا اُن سب پر ہی صدقہ حرام ہے ؟ '' (سیدنا زید ﷛ نے) فرمایا: ''ہاں۔'' **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا زید بن ارقم ﷛ کا بیان ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: '' خبردار ہو جاؤ ! میں (اَپنے بعد) تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، (اُن میں سے) پہلی تو اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن حکیم) ہے جو اللہ تعالیٰ کی رَسی ہے، جو اُسکی پیروی کرے گا، ہدایت پر قائم رہے گا، اور جو اُسے چھوڑ دے گا، وہ گمراہی میں جا پڑے گا۔'' اور اِسی حدیث میں ہے کہ تابعین نے جب پوچھا کہ آپ ﷺ کے اہلِ بیت کون ہیں؟ کیا آپ ﷺ کی بیویاں اُن میں ہیں؟ (تو سیدنا زید بن ارقم ﷛ نے) فرمایا: '' نہیں اللہ تعالیٰ کی قسم! بیوی تو ایک لمبا عرصہ مرد کے ساتھ رہتی ہے، پھر وہ (خاوند) اُسے طلاق دے دیتا ہے، تو وہ اَپنے میکے اور خاندان میں لوٹ جاتی ہے۔ (آپ ﷺ کے) اہلِ بیت تو آپ ﷺ کا اَصل خاندان اور ددھیال والے رشتہ دار ہیں جن پر آپ ﷺ کے بعد صدقہ حرام تھا۔'' **السُنّة لابن ابی عاصم کی حدیث میں ہے:** سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ مقامِ خُم میں سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛ کا ہاتھ تھامے ہوئے، خطبے کے لئے کھڑے ہوئے اور پھر اِرشاد فرمایا: '' اَے لوگو ! کیا تم گواہی نہیں دیتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا رَب ہے؟ ''سب نے عرض کیا: ''کیوں نہیں! (ہم گواہی دیتے ہیں)'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اِس بات کی بھی گواہی نہیں دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول ﷺ تمہاری اَپنی جان سے بڑھ کر تم پر حق رکھتے ہیں؟ '' تمام صحابہ کرام ﷡ نے عرض کیا: ''کیوں نہیں! (ہم گواہی دیتے ہیں)'' آپ ﷺ نے فرمایا: '' اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول ﷺ تمہیں سب سے بڑھ کر محبوب ہیں؟ ' تمام صحابہ ﷡ نے عرض کیا:''کیوں نہیں! (بیشک اَیسا ہی ہے)۔ پھر آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:'' تو پھر (سُن لو کہ) جس کا مولا (دِلی محبوب) میں ہوں تو اُس کا مولا (دِلی محبوب) یہ (علی ﷛) بھی ہے۔''

17 **سُنن نسائی الکبریٰ کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوطفیل عامر بن واثلہ ﷛ بیان فرماتے ہیں کہ سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛ نے (جنگ صفین کے موقعہ پر) لوگوں کو ایک کھلی جگہ میں اکٹھا کیا اور پھر اُن سے فرمایا: '' میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر ہر اُس شخص سے پوچھتا ہوں کہ جس نے غدیرِ خُم میں رسولُ اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سُنا تھا؟'' اُس موقع پر کئی صحابہ کرام ﷡ اُٹھ کھڑے ہوئے، جنھوں نے گواہی دی کہ رسولُ اللہ ﷺ نے غدیرِ خُم کے دن فرمایا تھا کہ تم جانتے ہو کہ میں مومنین پر اُن کی ذات سے بڑھ کر حق رکھتا ہوں، یہ فرماتے ہوئے آپ ﷺ سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛ کا ہاتھ تھامے کھڑے تھے، پھر رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''جس کا مولا (دِلی محبوب) میں ہوں اُسی کا مولا (دِلی محبوب) علی ﷛ ہے، اے اللہ تعالیٰ جو اِس (سیدنا علی ﷛) سے محبت رکھے تُو بھی اُس سے محبت فرما اور جو بھی اِس (سیدنا علی ﷛) سے دشمنی رکھے تُو بھی اُس سے دشمنی کر۔'' سیدنا ابوطفیل عامر بن واثلہ ﷛ بیان فرماتے ہیں کہ میں (یہ گفتگو سن کر) وہاں سے نکلا تو میرے دِل میں اِس (گفتگو) کے بارے کچھ (شک باقی) تھا، چنانچہ میں سیدنا زید بن ارقم ﷛ سے (جو سابقون الاولون صحابہ ﷡ میں سے تھے) ملا اور اُنہیں ساری بات اور اِشکال سنایا تو اُنہوں نے فرمایا: ''تمہیں کس بات پر شک ہے؟ یہ سب کچھ تو خود میں نے بھی رسولُ اللہ ﷺ سے سُن رکھا ہے۔'' **جامع ترمذی کی حدیث میں ہے کہ** سیدنا زید بن ارقم ﷛ نے رسولُ اللہ ﷺ سے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''جس کا مولا (دِلی محبوب) میں ہوں اُسی کا مولا (دِلی محبوب) علی ﷛ ہے، اِمام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ **مُسندِ احمد کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوطفیل عامر بن واثلہ ﷛ (جنھوں نے صحابہ کرام ﷡ میں سب سے آخر میں 110 ہجری میں وفات پائی) بیان فرماتے ہیں کہ سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛ نے لوگوں کو ایک کھلی جگہ میں اکٹھا کیا اور پھر اُن سے فرمایا: '' میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر ہر اُس شخص سے پوچھتا ہوں کہ جس نے غدیرِ خُم میں رسولُ اللہ ﷺ کا فرمان سُنا، تو وہ اُٹھ کر بتائے۔ اِس پر 30 اَفراد اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُنہوں نے گواہی دی (پھر آگے اِس حدیث میں بھی آخر تک وہی اَلفاظ ہیں جو اوپر سُنن نسائی الکبریٰ کی حدیث میں گزر چکے ہیں) **المُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے:** سیدنا زید بن ارقم ﷛ نے رسولُ اللہ ﷺ سے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: '' میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں، اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن حکیم) اور میرے اہلِ بیت۔ اور یہ دونوں ہرگز اَلگ نہیں ہوں گے (اور ہمیشہ اکٹھے رہیں گے) حتیٰ کہ حوض (کوثر) پر میرے پاس آجائیں گے۔'' **المُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوذر غفاری ﷛ کے غلام سیدنا ابوثابت تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: '' میں جنگِ جمل میں سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛ کے ساتھیوں میں تھا، اور جب مَیں نے اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو (اَپنے مدِمقابل) دیکھا تو میرے دِل میں وہی بات آئی جو لوگوں کو آیا کرتی ہے (یعنی وسوسہ اور شک پیدا ہوا) پھر اللہ تعالیٰ نے نمازِ ظہر کے وقت وہ (شک) مجھ سے دُور فرما دیا۔ چنانچہ میں (شرحِ صدر کے ساتھ) اَمیر المومنین (سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛) کی طرف سے لڑا، پھر فارغ ہوا تو مَیں مدینہ منورہ میں اُم المومنین سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں کھانے پینے (کی غرض سے) حاضر نہیں ہوا، بلکہ میرا تعارف یہ ہے کہ میں سیدنا ابوذر غفاری ﷛ کا غلام ہوں۔ اُنہوں نے فرمایا: ''خوش آمدید'' پھر میں نے اَپنا سارا قصہ اُنہیں سنایا تو سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''جب لوگ اَپنی اَپنی رائے کی پیروی کر رہے تھے تو اُس وقت تمہارا کیا موقف تھا ؟ '' میں نے عرض کیا: ''سورج ڈھلنے کے وقت اللہ تعالیٰ نے مجھ سے شک وشُبہ زائل فرمادیا تو میں نے وہی (موقف اختیار) کیا (یعنی سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛ کا ساتھ دیا)۔ سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''تم نے بہت ہی اَچھا کیا، میں نے رسولُ اللہ ﷺ کا یہ فرمان خود سنا : ''(سیدنا) علی ﷛ قرآن کے ساتھ اور قرآن (سیدنا) علی ﷛ کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں ہرگز اَلگ نہیں ہونگے (اور ہمیشہ اکٹھے رہیں گے) حتیٰ کہ حوضِ (کوثر) پر میرے پاس آجائیں گے۔''

[صحیح مُسلم : 6225 اور 6228 ، السُنّة لابن ابی عاصم : 1158 ، سُنن نسائی الکبریٰ : 8478 ، جامع ترمذی : 3713 ، قال الشیخ الالبانی والشیخ زبیر علیزئی : اِسناده صحیح]

[السلسلة الصحیحة : 1750 اور 2223 ، مُسندِ احمد : 19517 (جلد - 8 ، صفحه - 411) ، قال الشیخ الالبانی والشیخ زبیر علیزئی و الشیخ الارنؤوط : اِسناده صحیح]

[المُستدرک لِلحاکم : 4711 اور 4628 ، قال الامام حاکم والامام الذهبی : اِسناده صحیح علی شرط البخاری و مُسلم]

34 **صحیح بُخاری اور صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوحازم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے سیدنا سہل بن سعد الساعدی ﷛ نے خبر دی کہ رسولُ اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر صحابہ کرام ﷡ سے اِرشاد فرمایا: ''کل مَیں (لشکر کی قیادت کا) جھنڈا اُس شخص کو دوں گا، جس کے ہاتھوں پر فتح ہوگی اور جو اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ بھی اُس سے محبت فرماتے ہیں۔'' چنانچہ ساری رات صحابہ کرام ﷡ اِسی پر تردّد کرتے رہے کہ اُن میں سے کس (خوش نصیب) کو وہ جھنڈا ملے گا، اور صبح کے وقت سبھی پُر اُمید تھے (کہ جھنڈا ہمیں ملے گا) تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: '' علی (﷛) کہاں ہے ؟ '' آپ ﷺ کو عرض کی گئی کہ اُن (سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛) کی آنکھیں دُکھتی ہیں، آپ ﷺ نے (بُلوا کر) اُن کی دونوں آنکھوں میں (اپنا) لعابِ دہن (مبارک) ڈالا اور اُن کیلئے دُعا فرمائی۔ پس وہ یوں اَچھے بھلے ہوگئے گویا کبھی بیمار ہی نہیں تھے۔ آپ ﷺ نے سیدنا علی ﷛ کو جھنڈا دیا۔ اِس پر سیدنا علی ﷛ نے پوچھا: ''کیا مَیں اُن (دشمن) سے اُس وقت تک لڑائی کرتا رہوں جب تک وہ ہماری طرح (مسلمان) ہو جائیں؟ '' آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''آرام سے چلتے رہو یہاں تک کہ تم اُن کے قریب پہنچ جاؤ، پھر تم اُن کو اِسلام کی دعوت دینا اور اُنہیں بتانا کہ (مسلمان ہونے سے) اُن پر کیا فرض ہوگا، اللہ تعالیٰ کی قسم! (اَے علی !) اگر تمہاری (دعوت ومحنت کی) وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُن میں سے ایک شخص کو بھی ہدایت دے دی تو یہ بات تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہوگی۔'' **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں :رسولُ اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے دِن اِرشاد فرمایا: ''آج میں یہ جھنڈا اُس شخص کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُس کے ہاتھوں پر فتح عطا فرمائے گا۔'' سیدنا ابوہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ اِس پر سیدنا عمر بن خطاب ﷛ فرماتے تھے کہ (زندگی میں) صرف اُسی دن مجھے قیادت کی تمنا ہوئی (کہ جھنڈا مجھے ملے اور میں اُس بشارت کا مصداق بن جاؤں) ساری رات میں نے اِسی اُمید میں گزاری کہ مجھے (اُس قیادت کے لئے) بلایا

جائے گا، چنانچہ آپ ﷺ نے سیدنا علی ؓ کو بلوایا اور اُنہیں جھنڈا عطا کیا اور اِرشاد فرمایا: ’’سیدھے روانہ ہو جاؤ اور یکسو رہنا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا فرما دے۔‘‘ (سیدنا عمر بن خطاب ؓ نے) فرمایا کہ سیدنا علی ؓ روانہ ہوئے، تھوڑی دیر بعد رُکے اور واپس مُڑے بغیر بلند آواز سے پوچھا: ’’اَے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ! میں کس مقصد کی خاطر لڑائی کروں؟ ‘‘ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اُن سے جنگ کرو حتی کہ وہ گواہی دے دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سِوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، (اور جب وہ یہ گواہی دے دیں) تو پھر تیرے ہاتھوں سے اُن کی جانیں اور اَموال محفوظ ہو گئے، سِوائے قانونی جواز کے اور اُن کا (اُخروی) حساب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔‘‘

[صحیح بُخاری : 3701 ، صحیح مُسلم : 6222 اور 6223]

35 صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا مصعب بن سعد تابعی رحمہ اللہ اَپنے والد (سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ) سے بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ غزوہ تبوک کیلئے روانہ ہوئے تو آپ ﷺ نے سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ کو (اَپنے پیچھے) قائم مقام کے طور پر چھوڑا۔ اِس پر اُنہوں (سیدنا علی ؓ) نے (آپ ﷺ کی جدائی پہ اِظہارِ اَفسوس کرتے ہوئے) پوچھا: ’’آپ ﷺ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جاتے ہیں ؟ ‘‘ تو آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ’’(اَے علی ؓ !) کیا تم اِس بات پر خوش نہیں کہ تمہارا مجھ سے وہی رشتہ ہے جو ہارون ؑ کا موسیٰ ؑ سے تھا؟ ‘‘(یعنی جیسا کہ کوہِ طور پر جاتے وقت سیدنا موسیٰ ؑ نے سیدنا ہارون ؑ کو بنی اسرائیل پر اَپنا قائم مقام بنایا تھا، وَیسے ہی میں بھی تبوک پہ جاتے وقت تمہیں اَپنا قائم مقام بنا کر جا رہا ہوں) صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا:’’ اَے علی (ؓ)! تیری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون ؑ کو موسیٰ ؑ سے تھی، سوائے اِسکے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔‘‘سیدنا سعید تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرا دِل چاہا کہ میں براہِ راست یہ حدیث سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ سے سنوں، چنانچہ میں سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ سے ملا اور اُنہیں اسی طرح کی حدیث سنائی جو میں نے اُن کے بیٹے سیدنا عامر بن سعد تابعی رحمہ اللہ سے سنی تھی، (اِس پر) سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ نے فرمایا: ’’(ہاں) میں نے (رسولُ اللہ ﷺ سے) اِسی طرح سنا تھا۔‘‘ (**نوٹ:** وہ چونکہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ کا دَورِ ملوکیت تھا اور بنواُمیہ کے منبروں سے سیدنا علی ؓ پہ لعنت کرنے کی بدعت کا رواج عام تھا، جسکی تفصیل آگے حدیث نمبر: 37 سے 48 تک آ رہی ہے، تو اَیسے حالات میں سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ کی اِتنی شان بیان کرنے والی حدیث کو ہضم کرنا اِنتہائی مشکل کام تھا، چنانچہ) سیدنا سعید تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مَیں نے پھر (دوبارہ تاکیداً) پوچھا ’’کیا واقعی آپ ؓ نے خود (رسولُ اللہ ﷺ سے) سنا تھا؟ ‘‘ چنانچہ سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ نے (غصے کی حالت میں) اَپنی دونوں اُنگلیاں اَپنے کانوں پر رکھ کر فرمایا: ’’ہاں ! ورنہ (اگر میں جھوٹ بول رہا ہوں تو میرے) یہ دونوں کان ہی بہرے ہو جائیں۔‘‘

[صحیح بُخاری : 4416 ، صحیح مُسلم : 6217 اور 6218]

36 صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے: اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ ایک صبح (گھر سے) نکلے اور آپ ﷺ نے مُنقش سیاہ اونی چادر اوڑھی ہوئی تھی، اِسی دوران سیدنا حسن بن علی ؓ آئے تو آپ ﷺ نے اُنہیں (اَپنی چادر میں) داخل فرما لیا، پھر سیدنا حسین بن علی ؓ آئے تو آپ ﷺ نے اُنہیں بھی (اَپنی چادر میں) داخل فرما لیا، پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں تو آپ ﷺ نے اُنہیں بھی (چادر میں) داخل فرما لیا، پھر سیدنا علی ؓ آئے تو آپ ﷺ نے اُنہیں بھی داخل فرما لیا، پھر رسولُ اللہ ﷺ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی: ’’ اَے اہلِ بیت ! اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی کو دور کر دے اور تمہیں خوب پاک اور صاف کر دے۔‘‘ : [سُورۃُ لاحزاب : 33]

[صحیح مُسلم: 6261]

37 صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ’’ میرے صحابہ ؓ کو گالی مت دو، کیونکہ تم میں سے کوئی اگر اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کر دے تو بھی وہ اُن (صحابہ کرام ؓ) کے مُدّ (یعنی تقریباً 600 گرام وزن کی گندم کو خیرات کرنے کے ثواب) کو نہیں پا سکتا بلکہ اُس کے آدھے کو بھی نہیں پا سکتا۔‘‘ صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے: سیدنا ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا خالد بن ولید ؓ اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کے درمیان کچھ (اِختلاف ہوا) تھا، تو (جذبات میں آ کر) سیدنا خالد بن ولید ؓ نے اُن (سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف ؓ) کو گالی دی تو آپ ﷺ نے (سیدنا خالد بن ولید ؓ سے) اِرشاد فرمایا: ’’ تم میرے صحابہ ؓ میں سے کسی کو گالی مت دو، کیونکہ اَب تم (بعد میں اِسلام لانے والوں) میں سے کوئی اگر اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کر دے تو بھی وہ اُن (پہلے مسلمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین) کے مُدّ (یعنی تقریباً 600 گرام وزن کی گندم کو خیرات کرنے کے ثواب) کو نہیں پا سکتا بلکہ اُس کے آدھے کو بھی نہیں پا سکتا۔‘‘

[صحیح بُخاری : 3673 ، صحیح مُسلم : 6488]

38 صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے: اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا : ’’مردہ لوگوں کو گالی مت دو کیونکہ وہ اَپنے کیے ہوئے اَعمال (کے اَنجام) تک پہنچ چکے ہیں۔‘‘(یعنی اُنہوں نے جو اَچھا یا برا اِس دُنیا میں بویا، عالَمِ برزخ میں اُسی کی جزا یا سزا کو کاٹ رہے ہیں) [صحیح بُخاری : 1393]

نوٹ رسولُ اللہ ﷺ کا مندرجہ بالا مبارک فرمان پوری اُمت کیلئے یکساں ہے اور اِس حکم سے کوئی ایک شخص بھی باہر نہیں ہے، چاہے وہ شخص صحابہ کرام ؓ میں سے ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ اِسی ضمن میں صحیح بُخاری اور صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے: اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں مخزومیہ عورت (جسکا نام فاطمہ بن اَسود تھا) نے چوری کی تھی۔ اِس واقعہ نے قریش کو غمزدہ کر دیا تھا۔ اُنہوں نے مشورہ کیا کہ (اُونچے گھرانے کی اُس چور عورت کو سزا سے بچانے کی خاطر) اُس سے متعلق رسولُ اللہ ﷺ سے کون سفارش کرے گا؟ چنانچہ اُنھوں نے فیصلہ کیا کہ یہ کام تو صرف رسولُ اللہ ﷺ کے محبوب سیدنا اُسامہ بن زید بن حارثہ ؓ ہی کر سکتے ہیں۔ جب اُسامہ

بن زید ؓ نے رسولُ اللّٰہ ﷺ کی خدمت میں اُسکی سفارش کی تو آپ ﷺ نے (اِنتہائی غصہ کی حالت میں) اِرشاد فرمایا: ''کیا تم اللّٰہ تعالٰی کی حدود کے معاملہ میں مجھ سے سفارش کرتے ہو؟ '' پھر رسولُ اللّٰہ ﷺ نے (لوگوں میں) کھڑے ہوکر خطبہ دیا اور اِرشاد فرمایا: '' تم سے پہلے لوگ صرف اِسی (جرم کی) وجہ سے ہلاک کر دیئے گئے کہ جب اُن میں سے کوئی اُونچے گھرانے والا چوری کرتا تو اُسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور چوری کرتا تو اُس پہ حد جاری کر دیتے۔ اللّٰہ تعالٰی کی قسم! اگر (بالفرض) فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اُسکے ہاتھ بھی کٹوا دیتا۔ (یعنی اِسلام کے قوانین وحدود کا اِطلاق سبھی پہ ایک جیسا ہوگا)'' **جامع ترمذی کی حدیث میں ہے:** سیدنا سالم بن عبداللّٰہ بن عمر تابعی رحمہ اللّٰہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اہلِ شام میں سے ایک شخص کو سُنا کہ وہ عمرہ کو حج کے ساتھ ملانے کے حوالے سے (میرے والد محترم) سیدنا عبداللّٰہ بن عمر ؓ سے سوال کر رہا تھا (یعنی حج تمتع جائز ہے کہ نہیں؟) تو سیدنا عبداللّٰہ بن عمر ؓ نے فرمایا: ''ہاں اَیسا کرنا بالکل حلال ہے۔'' اِس پر اُس شامی نے عرض کی کہ آپ کے والد اَمیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب ؓ تو اِس (حج تمتع) سے منع فرماتے تھے۔ اُسکی اِس بات پر سیدنا عبداللّٰہ بن عمر ؓ نے فرمایا: '' اگر کسی بات سے میرے والدِ محترم منع کر دیں حالانکہ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے تو اُس عمل کو جاری فرمایا ہو، تو مجھے بتاؤ کہ پھر میرے باپ کی بات مانی جائے گی یا کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ کا حکم مانا جائے گا ؟ اُس نے عرض کی کہ بیشک رسولُ اللّٰہ ﷺ کا حکم ہی مانا جائے گا۔ تو سیدنا عبداللّٰہ بن عمر ؓ نے فرمایا : '' (پھر سن لو کہ) بیشک رسولُ اللّٰہ ﷺ نے حج تمتع کا حکم دیا ہے۔'' [صحیح بُخاری : 6788 ، صحیح مُسلم : 4410 ، جامع ترمذی : 824 ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیر علیزئی : اِسناده صحیح]

39 **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوحازم تابعی رحمہ اللّٰہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی سیدنا سہل بن سعد الساعدی ؓ کے پاس آکر بتانے لگا کہ فلاں (بنواُمیہ سے تعلق رکھنے والا) شخص جو امیرِ مدینہ ہے، اَپنے منبر پر سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ کا (بُرے انداز سے) ذکر کرتا ہے۔ (سیدنا سہل بن سعد الساعدی ؓ نے) پوچھا: ''وہ کیا کہتا ہے؟ '' اُس نے بتایا کہ وہ (حقارت سے) اُن (سیدنا علی ؓ) کو ابوتراب (یعنی مٹی والا) کہتا ہے۔'' اُسکی اِس بات پر سیدنا سہل بن سعد الساعدی ؓ ہنس پڑے اور فرمایا: ''اللّٰہ تعالٰی کی قسم ! اُن (سیدنا علی ؓ) کا یہ نام (ابوتراب) تو خود رسولُ اللّٰہ ﷺ نے رکھا تھا اور اللّٰہ تعالٰی کی قسم! اُن (سیدنا علی ؓ) کو اِس نام سے بڑھ کر کوئی اور نام محبوب نہ تھا۔'' (سیدنا ابوحازم تابعی رحمہ اللّٰہ کہتے ہیں کہ اُنکی یہ بات سن کر) مَیں نے سیدنا سہل بن سعد الساعدی ؓ کو سارا قصہ سنانے کی درخواست کی۔ اور کہا کہ اَے ابوعباس! یہ قصہ کیسے پیش آیا؟ تو اُنہوں نے وہ قصہ یوں بیان فرمایا : '' ایک روز سیدنا علی ؓ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے پھر (کسی بات پہ اُن سے ناراض ہوکر) گھر سے باہر نکل گئے اور مسجد میں جا کر لیٹ گئے۔ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے) پوچھا: ''تمہارا چچازاد (یعنی سیدنا علی ؓ) کہاں ہے ؟ '' اُنہوں نے عرض کیا کہ مسجد میں ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ اُنکے پاس مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ سیدنا علی ؓ کی کمر سے لباس ہٹا ہوا ہے اور اُس پہ مٹی لگ گئی ہے۔ چنانچہ رسولُ اللّٰہ ﷺ خود اَپنے مبارک ہاتھوں سے سیدنا علی ؓ کی کمر سے مٹی جھاڑتے جاتے اور فرماتے جاتے: ''اَے ابوتراب (مٹی والے)! اُٹھ جاؤ۔ اَے ابوتراب ! اُٹھ جاؤ۔'' **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا سہل بن سعد الساعدی ؓ بیان فرماتے ہیں کہ (بنواُمیہ کے دَورِ ملوکیت میں) آلِ مروان میں سے ایک شخص کو مدینہ کا والی بنا کر بھیجا گیا۔ اُس گورنر نے سیدنا سہل ؓ کو بُلوایا اور حکم دیا کہ وہ سیدنا علی ؓ کو گالی دیں۔ (نعوذ باللہ من ذالک) سیدنا سہل ؓ نے صاف اِنکار فرما دیا۔ پھر اِس اِنکار پر اُس (گورنر) نے کہا کہ چلو کم از کم اِتنا ہی کہہ دو کہ: '' **اللّٰہ تعالٰی ابوتراب (مٹی والے) پر لعنت کرے۔**'' (نعوذ باللہ من ذالک) اُسکی اِس بات پر سیدنا سہل ؓ نے فرمایا کہ سیدنا علی ؓ کو تو ابوتراب (مٹی والا) سے بڑھ کر کوئی اور نام محبوب ہی نہ تھا۔ وہ تو اِس نام سے پکارے جانے پر خوش ہوا کرتے تھے۔ اِس پر اُس (والی مدینہ) نے کہا کہ ہمیں ساری بات سُناؤ کہ اُنکا یہ نام کیونکر رکھا گیا تھا؟ سیدنا سہل ؓ نے فرمایا: ''(ایک مرتبہ) رسولُ اللّٰہ ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو وہاں سیدنا علی ؓ موجود نہ تھے، تو آپ ﷺ نے (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے) پوچھا: ''تمہارا چچازاد (یعنی سیدنا علی ؓ) کہاں ہے ؟ '' اُنھوں نے عرض کی کہ میرے اور اُنکے درمیان کوئی (جھگڑے کی) بات ہوئی تو وہ مجھ سے ناراض ہوکر چلے گئے اور دوپہر باہر گزاری۔ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے کسی کو حکم دیا کہ جاؤ اور دیکھو وہ کہاں ہے؟ کسی نے آ کر عرض کی کہ وہ تو مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ اُنکے پاس مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ سیدنا علی ؓ کی کمر سے لباس ہٹا ہوا ہے اور اُس پہ مٹی لگ گئی ہے۔ چنانچہ رسولُ اللّٰہ ﷺ خود اَپنے مبارک ہاتھوں سے سیدنا علی ؓ کی کمر سے مٹی جھاڑتے جاتے اور ساتھ ساتھ فرماتے جاتے: ''اَے ابوتراب (مٹی والے) ! اُٹھ جاؤ۔ اَے ابوتراب ! اُٹھ جاؤ۔''

[صحیح بُخاری : 3703 ، صحیح مُسلم : 6229]

40 **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا عامر بن سعد بن ابی وقاص تابعی رحمہ اللّٰہ اَپنے والد سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ کو حکم دیا (تو اُنھوں نے صاف اِنکار فرما دیا) پس حضرت معاویہ ؓ نے اُن سے پوچھا کہ آپ ؓ کو ابوتراب (سیدنا علی بن ابی طالب ؓ) کو گالی دینے سے کس بات نے روک رکھا ہے؟ سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ نے جواب میں فرمایا : '' مَیں ہرگز اُنہیں کبھی بھی گالی نہیں دوں گا، کیونکہ 3 باتیں (بہت ہی زیادہ فضیلت والی اَیسی ہیں) جو سیدنا علی ؓ کیلئے رسولُ اللّٰہ ﷺ نے خود اِرشاد فرمائی تھیں۔ اور اگر اُن 3 باتوں میں سے مجھے ایک بھی مل جاتی تو (وہ فضل) مجھے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے بھی بہتر ہوتا۔ (پہلی فضیلت سیدنا علی ؓ کیلئے یہ ہے کہ) میں نے رسولُ اللّٰہ ﷺ کو سُنا کہ آپ ﷺ نے جب کسی غزوہ (تبوک) میں سیدنا علی ؓ کو پیچھے چھوڑا تو اُنھوں نے (بطورِ شکوہ) کہا کہ آپ ﷺ نے مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ دیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اِس (عزت افزائی) پر خوش نہیں ہو کہ تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون ؑ کو موسیٰ ؑ سے تھی، سوائے اِسکے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔'' اور (دوسری فضیلت سیدنا علی ؓ کیلئے یہ ہے کہ) میں نے غزوہ خیبر کے دِن رسولُ اللّٰہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا: ''کل مَیں (لشکر کی قیادت کا) جھنڈا اُس شخص کو دوں گا، جس کے ہاتھوں پر فتح ہوگی اور جو اللّٰہ تعالٰی اور اُسکے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور اللّٰہ تعالٰی اور اُسکے رسول ﷺ بھی اُس سے محبت

فرماتے ہیں۔'' (یہ سن کر) ہم سب اِسی اُمید میں رہے (کہ شاید جھنڈا ہمیں مل جائے) مگر (صبح ہونے پر) آپ ﷺ نے فرمایا: '' علی (رضی اللہ عنہ) کو میرے پاس بُلا کر لاؤ۔'' اُنہیں لایا گیا تو اُن کی آنکھیں دُکھتی تھیں، پس آپ ﷺ نے اُن کی آنکھوں میں (اپنا) لعابِ دِھن مبارک لگایا اور جھنڈا اُنہیں دے دیا اور (پھر) اُن کے ہاتھوں پر فتح حاصل ہوئی۔ اور (تیسری فضیلت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کیلئے یہ ہے کہ) جب (عیسائی پادریوں کو مباہلے کا چیلنج دینے کیلئے) قرآن کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: '' اَے پیغمبر ﷺ ! فرمادیں کہ آؤ ہم اَپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں کو بلا لیتے ہیں، اور اَپنی عورتوں کو بھی اور تمہاری عورتوں کو بھی، اور اَپنے آپ کو بھی اور تمہیں بھی، اور پھر بڑی عاجزی سے (اللہ تعالیٰ کے حضور) اِلتجا کریں پھر لعنت بھیجیں اللہ تعالیٰ کی جھوٹوں پر۔'' [آلِ عمران :61] تو رسولُ اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ ، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بُلایا اور پھر یوں عرض کی: '' اَے اللہ تعالیٰ ! یہ میرے اَہل (بیت) ہیں۔'' **سُنن نسائی الکبری کی حدیث میں ہے:** حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو ابو تراب (سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) کو گالی دینے سے کس بات نے روک رکھا ہے ؟ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا :''جب تک 3 باتیں (بہت ہی زیادہ فضیلت والی) جو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کیلئے رسولُ اللہ ﷺ نے خود اِرشاد فرمائی تھیں، مجھے یاد رہیں گی، اُس وقت تک میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالی نہیں دوں گا۔ اُن 3 باتوں میں سے مجھے ایک (بات) بھی مل جائے تو (وہ) مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی۔ (پھر آگے اِس حدیث میں بھی آخر تک وہی اَلفاظ ہیں جو صحیح مُسلم کی حدیث میں گزر چکے ہیں، لیکن اِس کے آخر میں ہے کہ) پھر سیدنا عامر بن سعد رحمہ اللہ نے فرمایا : '' اللہ تعالیٰ کی قسم ! سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی یہ گفتگو سُن لینے کے بعد حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ جتنا عرصہ مدینہ شریف میں مقیم رہے اِس موضوع پر ایک حرف کا بھی کلام نہ کیا۔'' **سُنن ابنِ ماجہ کی حدیث میں ہے:** سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کسی حج کے موقع پر (مدینہ شریف) آئے تو سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس ملنے آئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے (اُنکے سامنے) سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا اور اُن (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) کی توہین کی تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو غصہ آگیا اور اُنہوں نے فرمایا تم اَیسی باتیں اُس شخص کے متعلق کہتے ہو جس کے متعلق مَیں نے خود رسولُ اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا تھا: '' جس کا مولا (دِلی محبوب) میں ہوں (تو پھر) اُس کا مولا (دِلی محبوب) علی رضی اللہ عنہ ہے، اور مَیں نے خود رسولُ اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا تھا: ''اَے علی (رضی اللہ عنہ)! تیری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی، سوائے اِسکے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔'' اور مَیں نے خود رسولُ اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا تھا: '' آج مَیں (لشکر کی قیادت کا) جھنڈا اُس شخص کو دوں گا، جو اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ بھی اُس سے محبت رکھتے ہیں۔''

[صحیح مُسلم : 6220 ، سُنن نسائی الکبریٰ : 8439 ، قال الشیخ غلام مصطفیٰ فی خصائصِ علی : اِسنادہ صحیح ، سُنن ابنِ ماجہ : 121 ، قال الشیخ الالبانی: اِسنادہ صحیح]

41 **سُنن نسائی الکبری کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوبکر بن خالد تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا سعد بن مالک (ابی وقاص) رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں ملنے گیا تو وہ ہم سے پوچھنے لگے کہ: '' میں نے سُنا ہے کہ تم لوگ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو گالی دیتے ہو ؟ '' مَیں نے عرض کیا: کیا واقعی آپ رضی اللہ عنہ نے ہمارے متعلق اَیسی بات سُنی ہے؟ تو اُنھوں نے فرمایا: ''ہاں اَیسا ہی ہے، شاید تم نے بھی اُنہیں گالی دی ہوگی؟ '' مَیں نے عرض کی اللہ تعالیٰ کی پناہ ! (کہ ہم نے کبھی اَیسی حرکت نہیں کی)۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو کبھی گالی نہ دینا۔ بے شک اگر میری مانگ (یعنی سر کے درمیانے حصے) پر آرا بھی رکھ دیا جائے (یعنی مجھے اِنکار کرنے پہ اَپنی جان چلے جانے کا خوف ہو اور مجھے مجبور کیا جائے) کہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالی دوں تو میں پھر بھی اُنہیں گالی نہیں دوں گا کیونکہ مَیں نے خود رسولُ اللہ ﷺ سے (سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں) بہت کچھ سن رکھا ہے۔'' **المُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے:** سیدنا قیس بن ابو حازم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کے بازار میں گھوم پھر رہا تھا۔ اِسی دوران جب میں احجار زیت (نامی جگہ پر) پہنچا تو دیکھا کہ لوگ ایک گھوڑ اسوار کے گرد جمع ہیں اور وہ گھوڑ اسوار سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو گالیاں بک رہا ہے اور وہ لوگ (اُس گستاخ گھوڑ سوار کو منع کرنے کی بجائے) اُس کے گرد مجمع لگائے کھڑے ہیں۔ اِسی دوران اِتفاقاً سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لے آئے اور پوچھا: ''یہ کیا ہو رہا ہے؟'' لوگوں نے عرض کی: ''یہ شخص سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو گالیاں دے رہا ہے۔'' (نعوذ باللہ من ذالک) اِس پر سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آگے بڑھے تو لوگوں نے (اِحترام میں) اُن کیلئے راستہ کھلا کر دیا اور وہ اُس شخص کے سامنے جا کر کھڑے ہوئے اور پھر فرمایا : ''اَے شخص! تو کس بنا پر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو گالیاں دے رہا ہے؟ (اَے گستاخ مجھے بتا) کیا وہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) سب سے پہلے مسلمان نہیں تھے ؟ کیا وہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) رسولُ اللہ ﷺ کے ساتھ سب سے پہلے نماز پڑھنے والی شخصیت نہیں تھے ؟ کیا وہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) سب سے زیادہ دنیا سے بے رغبتی رکھنے والی شخصیت نہیں تھے ؟ کیا وہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) سب سے بڑھ کر علم رکھنے والی شخصیت نہیں تھے ؟ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے) مزید فضائل ذکر کرتے رہے یہاں تک کہ فرمایا: ''کیا وہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) رسولُ اللہ ﷺ کی صاحبزادی کے رشتے سے آپ ﷺ کے داماد نہیں تھے؟ کیا رسولُ اللہ ﷺ کے غزوات میں وہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) آپ ﷺ کے علم بردار (جھنڈا اُٹھانے والے) نہیں تھے؟ '' پھر سعد رضی اللہ عنہ نے اَپنا منہ قبلہ کی طرف کیا اور دونوں ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی: ''اَے اللہ تعالیٰ ! یہ شخص تیرے ولیوں میں سے ایک ولی کو گالیاں بک رہا ہے، اِس ہجوم کے منتشر ہونے سے پہلے پہلے اِسے اپنی قدرت کا مظاہرہ دکھا دے۔'' سیدنا قیس بن ابو حازم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ''ہم اَبھی منتشر بھی نہیں ہوئے تھے کہ اُس (گستاخ سوار) کی سواری (زمین میں) دھنسنے لگی اور اُسکی سواری نے اُس کو کھوپڑی کے بل پتھروں پر پٹخ دیا، جس کی وجہ سے اُس (سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گستاخ سوار) کا دماغ پھٹ گیا اور وہ وہیں مر گیا۔''

[سُنن نسائی الکبریٰ : 8477 ، قال الشیخ غلام مصطفیٰ فی خصائصِ علی : اِسنادہ صحیح ، المُستدرک لِلحاکم : 6121 ، قال الامام حاکم والامام الذہبی : اِسنادہ صحیح]

42 **سُنن ابی داؤد کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن ظالم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب فلاں شخص (یعنی حضرت معاویہ بن ابی سفیان ﷺ جن کا نام حدیث کے اَگلے طریق میں آیا ہے) کوفہ میں آیا تو اُنھوں نے فلاں شخص (یعنی حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷺ جن کا نام اِسی حدیث کے اَگلے طریق میں آیا ہے) کو خطیب مقرر کیا۔ (حضرت مغیرہ ﷺ کی تقریر سن کر) سیدنا سعید بن زید ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ’’اِس ظالم (حضرت مغیرہ ﷺ) کو دیکھ رہے ہو ؟ (جو سیدنا علی ﷺ پر لعنت کر رہا ہے، جس کی خبر اِسی حدیث کے اَگلے طریق میں آ رہی ہے) سیدنا عبداللہ بن ظالم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ پھر سیدنا سعید بن زید ﷺ (جو پہلے 10 اِسلام لانے والوں میں شامل تھے اور سیدنا عمر بن خطاب ﷺ کے بہنوئی بھی تھے) نے 9 اَفراد کے بارے میں جنتی ہونے کی گواہی دی (اور فرمایا کہ) مَیں اگر دسویں شخص کی گواہی بھی دے دوں تو کوئی گناہ نہیں ہوگا (یعنی بالکل درست ہوگا)۔‘‘ مَیں نے پوچھا کہ وہ 9 اَفراد کون کون سے ہیں؟ سیدنا سعید بن زید ﷺ نے بتایا کہ رسولُ اللہ ﷺ نے کوہِ حراء پر کھڑے ہوکر اِرشاد فرمایا تھا: ’’اَے حراء پہاڑ ! تھم جا، تجھ پر (اِس وقت صرف) نبی ﷺ یا صدیق یا شہید ہی تو (موجود) ہیں۔‘‘ میں نے (پھر) پوچھا کہ وہ 9 اَفراد کون کون سے ہیں؟ ‘‘ سیدنا سعید بن زید ﷺ نے فرمایا (وہ 9 اَفراد یہ ہیں): ’’رسولُ اللہ ﷺ ، سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدنا سعد بن ابی وقاص اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔‘‘ میں نے (پھر) پوچھا کہ اور دسواں شخص کون ہے ؟ وہ (سیدنا سعید بن زید ﷺ) تھوڑی دیر (عاجزی کے باعث) خاموش رہے پھر فرمایا: ’’(وہ دسواں شخص) مَیں ہوں۔‘‘ (**نوٹ:** اِسی حدیث سے ایک اور ملتی جلتی روایت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف ﷺ سے جامع ترمذی میں حدیث نمبر 3747 نقل ہوئی ہے، لیکن اُس حدیث میں رسولُ اللہ ﷺ کی بجائے سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح ﷺ کا نام آیا ہے)

سُنن نسائی الکبریٰ کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن ظالم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ بن ابی سفیان ﷺ کوفہ میں آئے تو حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷺ نے کچھ خطباء مقرر کیے جو کہ سیدنا علی بن ابی طالب ﷺ پر زبان درازی کر رہے تھے۔ چنانچہ سیدنا سعید بن زید ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ’’اِس ظالم شخص (حضرت مغیرہ ﷺ) کو دیکھتے ہو کہ یہ ایک جنتی شخص (سیدنا علی ﷺ) پر لعنت کرواتا ہے۔‘‘ پھر اُنہوں نے 9 اَفراد کے بارے میں گواہی دی کہ وہ جنتی ہیں۔ اور (فرمایا:) ’’اگر میں دسویں شخص کے جنتی ہونے کی خبر دے دوں (تو وہ بھی سچ ہوگا)۔‘‘ میں نے پوچھا کہ وہ 9 اَفراد کون سے ہیں؟ سیدنا سعید بن زید ﷺ نے بتایا کہ رسولُ اللہ ﷺ نے کوہِ حراء پر کھڑے ہوکر اِرشاد فرمایا تھا: ’’اَے حراء پہاڑ ! تھم جا، تجھ پر (اِس وقت صرف) نبی ﷺ یا صدیق یا شہید ہی تو (موجود) ہیں۔‘‘ میں نے (پھر) پوچھا کہ وہ 9 اَفراد کون کون سے ہیں؟ ‘‘ سیدنا سعید ﷺ نے فرمایا (وہ 9 اَفراد یہ ہیں): ’’رسولُ اللہ ﷺ ، سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدنا سعد بن ابی وقاص اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔‘‘ میں نے پوچھا کہ اور دسواں شخص کون ہے؟ وہ (سیدنا سعید ﷺ) تھوڑی دیر (عاجزی میں) خاموش رہے پھر فرمایا: ’’مَیں ہوں۔‘‘ **سُنن نسائی الکبریٰ کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن ظالم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا سعید بن زید ﷺ کے پاس آیا تو میں نے عرض کی: کیا آپ ﷺ اِس ظالم شخص سے تعجب نہیں کرتے کہ جس نے سیدنا علی ﷺ پر سب وشتم کرنے کے لئے خطباء مقرر کیے ہوئے ہیں؟ تو اُنھوں نے فرمایا: ’’کیا واقعی وہ (حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷺ) اَیسا کر رہے ہیں؟ (جبکہ) میں گواہی دیتا ہوں کہ 9 اَفراد کے بارے میں کہ وہ جنتی ہیں۔ اور (فرمایا:) ’’اگر میں دسویں شخص کے جنتی ہونے کی خبر دے دوں (تو وہ بھی سچ ہوگا)۔‘‘ میں نے پوچھا کہ وہ 9 اَفراد کون سے ہیں؟ سیدنا سعید بن زید ﷺ نے بتایا کہ رسولُ اللہ ﷺ نے کوہِ حراء پر کھڑے ہوکر اِرشاد فرمایا تھا: ’’اَے حراء پہاڑ ! تھم جا، تجھ پر (اِس وقت صرف) نبی ﷺ یا صدیق یا شہید ہی تو (موجود) ہیں۔‘‘ میں نے (پھر) پوچھا کہ وہ 9 اَفراد کون کون سے ہیں؟ ‘‘ سیدنا سعید بن زید ﷺ نے فرمایا (وہ 9 اَفراد یہ ہیں): ’’رسولُ اللہ ﷺ ، سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدنا سعد بن ابی وقاص اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔‘‘ میں نے پوچھا کہ اور دسواں شخص کون ہے ؟ اُنھوں (سیدنا سعید بن زید ﷺ) نے فرمایا: ’’مَیں ہوں۔‘‘

[سُنن ابی داؤد : 4648 ، سُنن نسائی الکبریٰ : 8208 اور 8190 ، قال الشیخ الالبانی والشیخ زبیر علیزئی والشیخ غلام مصطفٰی ظہیر فی فضائل الصحابة : اِسناده صحیح]

[صحیح ابن حِبان : 6996 ، السُنة لابنِ ابی عاصم : 1220 ، مُسندِ احمد : 1644 (جلد -1 ، صفحه -654) ، قال الشیخ شعیب الارنؤوط : اِسناده صحیح]

43 **سُنن ابی داؤد کی حدیث میں ہے:** سیدنا ریاح بن حارث تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں فلاں شخص (یعنی حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷺ جن کا نام اِسی حدیث کے اَگلے طریق میں آیا ہے) کے پاس کوفہ کی مسجد میں بیٹھا تھا اور اہلِ کوفہ بھی موجود تھے کہ سیدنا سعید بن زید ﷺ وہاں تشریف لائے تو اُس (فلاں شخص) نے اُنہیں خوش آمدید کہا اور تخت پر اَپنے پاؤں والی طرف پاس بٹھالیا۔ اِسی دوران وہاں ایک کوفی شخص آیا جس کا نام قیس بن علقمہ تھا۔ اُس (فلاں شخص) نے اُس کا بھی استقبال کیا۔ پھر اُس (قیس بن علقمہ) نے مسلسل گالی گلوچ شروع کر دی۔ اس پر سیدنا سعید بن زید ﷺ نے دریافت فرمایا: ’’یہ شخص کِسے گالیاں دیئے جا رہا ہے؟ ‘‘ اُس (فلاں شخص) نے کہا کہ سیدنا علی بن ابی طالب ﷺ کو گالیاں دے رہا ہے۔ سیدنا سعید بن زید ﷺ نے اَفسوس سے فرمایا: ’’ مَیں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے سامنے اَصحابِ رسول ﷺ کو گالیاں دی جاتی ہیں اور تم (فلاں شخص) اِس (جرم) کو نہ تو بُرا سمجھ رہے ہو اور نہ (ہی) منع کرتے ہو ! (جبکہ اِسکے برعکس) مَیں نے خود رسولُ اللہ ﷺ کو یہ اِرشاد فرماتے ہوئے سُنا تھا، اور میں کوئی مَن گھڑت بات آپ ﷺ کی طرف منسوب نہیں کروں گا کہ کل (روزِ قیامت) آپ ﷺ سے ملاقات ہونے پر مجھے جواب دہی بھگتنی پڑ جائے، (آپ ﷺ نے) فرمایا تھا ’’ (رسولُ اللہ ﷺ کے ساتھ) سیدنا ابوبکر جنتی ہیں، سیدنا عمر جنتی ہیں، سیدنا عثمان جنتی ہیں، سیدنا علی جنتی ہیں، سیدنا طلحہ جنتی ہیں، سیدنا زبیر جنتی ہیں، سیدنا سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف جنتی ہیں (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔‘‘ اور اگر میں چاہوں تو دَسویں (خوش نصیب) کا نام بھی بتا سکتا ہوں۔ پھر سیدنا سعید بن زید ﷺ (عاجزی کے باعث) خاموش ہو گئے۔ تو لوگوں نے بااِصرار پوچھا کہ وہ دَسویں کون ہیں؟ تو فرمایا: ’’وہ (دسواں شخص) سعید بن زید ﷺ ہے۔‘‘ پھر فرمایا: ’’ (تم سب کان کھول کر سُن لو) رسولُ اللہ ﷺ کی معیت میں کسی صحابی کا چہرہ غُبار آلود ہونا، تم میں سے کسی کے ساری عمر کے نیک اَعمال کرنے

سے بہتر ہے خواہ اُسے سیدنا نوح علیہ السلام جتنی عمر (ہی کیوں نہ) دے دی جائے۔'' **مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے:** حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بڑی مسجد میں تھے اور اُن کے پاس دائیں بائیں اہلِ کوفہ موجود تھے، اِسی دوران اُن کے پاس سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ صحابی تشریف لائے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اُنہیں خوش آمدید کہا اور (شاہی) تخت پر اَپنے پاؤں کی جانب اَپنے پاس بٹھالیا۔ پھر ایک کوفی شخص آیا اور اُس نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوکر مسلسل گالیاں دینا شروع کر دیں۔ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''اَے مغیرہ ! یہ کس کو گالیاں دے رہا ہے ؟'' اُنہوں نے کہا: ''یہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو گالی دے رہا ہے۔'' اِس پر سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے (غصہ میں آکر) فرمایا: '' اَے مغیرہ بن شعبہ ! اَے مغیرہ بن شعبہ ! اَے مغیرہ بن شعبہ ! مَیں یہ کیا سُن رہا ہوں کہ اَصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے پاس گالیاں دی جاتی ہیں اور تم اِس (جرم) کو نہ تو بُرا سمجھ رہے ہو اور نہ (ہی) منع کرتے ہو! (جبکہ اِسکے برعکس) مَیں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق گواہی دیتا ہوں، وہ جو کچھ میرے کانوں نے سُنا اور میرے دل نے محفوظ کرلیا، اور میں کوئی مَن گھڑت بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہیں کروں گا کہ کل (روزِ قیامت) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہونے پر مجھے جواب دہی بھگتنی پڑ جائے، (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا تھا: سیدنا ابوبکر جنتی ہیں، سیدنا عمر جنتی ہیں، سیدنا علی جنتی ہیں، سیدنا عثمان جنتی ہیں، سیدنا طلحہ جنتی ہیں، سیدنا زبیر جنتی ہیں، سیدنا سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف جنتی ہیں (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔'' اور ایک نواں مسلمان بھی جنتی ہے، اگر مَیں چاہوں تو اُس کا نام بھی بتا سکتا ہوں۔'' اس پر اہلِ مسجد نے باِصرار اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھا: ''اَے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ! وہ نواں شخص کون ہے ؟'' سیدنا سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: '' تُم نے مجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے ڈالا ہے، اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ نواں مسلمان مَیں (سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ) ہوں اور رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دَسویں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ! اَیسا شخص، جس کا چہرہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں گرد آلود ہوا، اُس کا یہ عمل تمہاری تمام عمر کی نیکیوں سے بہتر ہے خواہ تمہیں سیدنا نوح علیہ السلام جتنی عمر (ہی کیوں نہ) دے دی جائے۔'' [سُنن ابی داؤد : 4650 ، مُسندِ احمد : 1629 (جلد -1 ، صفحہ -649) ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیر علیزئی و الشیخ شعیب الارنؤوط : اِسنادہ صحیح]

44 **سُنن نسائی الکبری کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن ظالم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور اُس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سب وشتم کا نشانہ بنایا، تو اِس پر سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود یہ بات سنی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے :'' اَے حراء پہاڑ ! تھم جا، تجھ پر (اِس وقت صرف) نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صدیق یا شہید ہی تو (موجود) ہیں۔'' اور اُس وقت اُس (پہاڑ) پر رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدنا سعد بن ابی وقاص اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف اور سعید بن زید (رضی اللہ عنہم اجمعین) تھے۔ **سُنن نسائی الکبری کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن ظالم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا، تو وہ فرمانے لگے:'' ہمارے یہ حکمران ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم اَپنے بھائیوں پر لعنت کریں، اور بے شک ہم تو لعنت نہیں کرینگے بلکہ ہم تو اُن کیلئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عافیت کی دُعا کرینگے، میں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود یہ بات سنی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے:'' عنقریب میرے بعد بہت سے فتنے رونما ہوں گے اور اَیسے اَیسے ہوگا۔'' اِسی دوران ایک شخص وہاں آیا اور سیدنا سعید رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ مجھے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ہر چیز سے بڑھ کر محبت ہے! اِس پر سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے اُس سے فرمایا: ''(تمہیں بشارت ہو کہ) تم تو ایک جنتی اِنسان سے محبت کرتے ہو۔'' پھر سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف اور سیدنا سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہم) تھے، اگر میں چاہوں تو دَسویں (جنتی) آدمی کا نام بھی بتا سکتا ہوں، یعنی وہ (سیدنا سعید رضی اللہ عنہ) خود تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' اَے حراء پہاڑ ! تھم جا، تجھ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صدیق یا شہید (موجود) ہیں۔'' **سُنن نسائی الکبری اور سُنن ابی داؤد کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبدالرحمٰن بن اَخنس تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے متعلق کچھ (نازیبا اَلفاظ میں) کہا تو سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ وہیں پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود یہ بات سنی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے: '' اہل قریش میں سے 10- آدمی جنت میں ہیں، (رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں ہیں)، سیدنا ابوبکر جنت میں ہیں، سیدنا عمر جنت میں ہیں، سیدنا علی جنت میں ہیں، سیدنا عثمان جنت میں ہیں، سیدنا طلحہ جنت میں ہیں، سیدنا زبیر جنت میں ہیں، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں ہیں، سیدنا سعد بن ابی وقاص جنت میں ہیں اور سیدنا سعید بن زید جنت میں ہیں (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔''

[سُنن نسائی الکبریٰ : 8205 ، 8206 اور 8210 ، سُنن ابی داؤد : 4649 ، قال الشیخ غلام مُصطفیٰ ظھیر امن پوری فی فضائل الصحابۃ : اِسنادہ صحیح]

45 **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہِ ذی القعدہ میں عمرہ کا قصد فرمایا تو اہلِ مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ میں داخلے کی اجازت سے اِنکار کر دیا۔ بالآخر فیصلہ یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (آئندہ سال) 3 دن اِس (مکہ مکرمہ) میں ٹھہر سکیں گے اور معاہدے کی تحریر میں لکھا گیا: ''یہ وہ فیصلہ ہے جو محمد رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طے پایا ہے۔'' اِس پر قریشِ مکہ بگڑ گئے اور کہا کہ ہم تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں مانتے کیونکہ اگر ہمیں (یقینی) علم ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (مکہ مکرمہ میں) داخلے سے کیوں روکتے ؟ لہٰذا یہاں محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: '' مَیں اللہ تعالیٰ کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ہوں اور محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ہوں۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اِرشاد فرمایا: '' لفظِ رسولُ اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مٹا دو۔'' سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے (جذباتِ محبت میں) عرض کی: '' نہیں اللہ تعالیٰ کی قسم ! مَیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم (کے نام مبارک کے ساتھ لکھے رسولُ اللہ) کو نہیں مٹا سکتا۔'' چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (معاہدے کی) تحریر خود پکڑی، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اَچھی طرح لکھنا نہیں جانتے تھے، پھر لکھا (گیا): ''یہ (وہ معاہدہ) ہے جو محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے طے کرلیا ہے کہ مکہ مکرمہ میں کوئی ہتھیار لیکر نہیں آئیں گے، سوائے ایک تلوار کے جو نیام میں بند ہوگی اور یہ کہ اہلِ مکہ میں سے کوئی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (مدینہ منورہ) جانا چاہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُسے نہیں لے جائیں گے اور اَپنے ساتھیوں میں سے کسی کو نہیں روکیں گے اگر وہ اُس (مکہ)

میں مقیم ہونا چاہے۔'' ۔۔۔۔۔۔۔۔ چنانچہ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے (بطورِ دل جوئی کے) اِرشاد فرمایا: ''(اَے علی!) تم مُجھ سے ہو اور مَیں تم سے ہوں۔''
جامع ترمذی کی حدیث میں ہے: سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: '' علی مُجھ سے ہے اور مَیں علی سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر ایک مسلمان کے ولی (دِلی دوست) ہوں گے۔'' **جامع ترمذی کی حدیث میں ہے:** سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ کے پاس ایک بھنا ہوا پرندہ تھا، آپ ﷺ نے دُعا کی: '' اَے اللّٰہ تعالیٰ ! اَپنی مخلوق میں سے سب سے محبوب ترین شخص کو میرے پاس بھیج جو میرے ساتھ اِس پرندے کو کھائے۔'' پس (دُعا قبول ہوئی اور اُسی وقت ہی) سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ رسولُ اللّٰہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رسولُ اللّٰہ ﷺ کے ساتھ وہ پرندہ تناول فرمایا۔ **المُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے:** اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ کو لوگوں میں سب سے بڑھ کر محبوب کون تھا؟ فرمایا: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پوچھا گیا: مردوں میں کون تھا؟ فرمایا: اُن کے شوہر (سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ) جو بہت ہی روزے رکھنے والے اور شب زندہ دار تھے۔ **مُسند ابی یعلی ، المُعجم الصغیر اور سُنن نسائی الکبری کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوعبداللہ جدلی تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اُم المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا (اِنتہائی دُکھی ہوکر) مجھ سے فرمانے لگیں: ''کیا رسولُ اللّٰہ ﷺ کو منبروں پر گالیاں دی جاتی ہیں؟ مَیں نے عرض کیا کہ یہ (اِنتہائی گستاخانہ اور قبیح فعل) کیونکر ہوسکتا ہے؟ تو اُنھوں نے فرمایا: ''کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور اُن سے محبت کرنے والوں کو گالیاں نہیں دی جاتیں؟ (جبکہ) مَیں گواہی دیتی ہوں کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ اُن سے محبت فرمایا کرتے تھے۔'' (یعنی سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو منبروں پہ گالیاں دینا حقیقت میں تو رسولُ اللّٰہ ﷺ پہ گالیاں بکنے کے ہی مترادف ہے)۔ (نعوذ باللّٰہ من ذالک)

[صحیح بُخاری : 4251 ، جامع ترمذی : 3712 اور 3721 ، قال الشیخ زبیر علیزئی فی مشکوۃ المصابیح تحت الحدیث 6094 : اِسنادہ صحیح]

[المُستدرک لِلحاکم : 4744 ، قال الامام حاکم : اِسنادہ صحیح ، مُسند ابی یعلیٰ : 6977 ، قال الشیخ زبیر علیزئی فی مشکوۃ تحت الحدیث 6101 : اِسنادہ صحیح]

[المُعجم الصغیر لِلطبرانی : 889 ، سُنن نسائی الکبریٰ : 8476 ، قال الشیخ غلام مصطفیٰ ظہیرامن پوری فی خصائص علی تحت الحدیث 8476 : اِسنادہ صحیح]

نوٹ علامہ جلال الدین السیوطی (اَلمُتوفّٰی - 911 ہجری) لکھتے ہیں: '' بنواُمیہ (اَپنے) خطبات میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو گالی دیا کرتے تھے، پھر جب سیدنا عمر بن عبدالعزیز تابعی رحمہ اللہ خلیفہ بنے تو اُنہوں نے اِس (غلیظ، اِنتہائی گستاخانہ اور قبیح رَسم) کو بند کروا دیا، اور حکومتی کارندوں کے نام حُکم نامہ جاری فرمایا کہ اِس (غلیظ رَسم) کو بند کردیا جائے۔ پھر اُسکی جگہ اِس (آیت) کو جاری فرمادیا: ''بے شک (اَے ایمان والو !) اللّٰہ تعالیٰ تمہیں (ان 3 کاموں کا) حکم دیتا ہے کہ ہر معاملہ میں اِنصاف سے کام لو اور احسان کرو، اور اَچھا سلوک کرو رشتہ داروں کے ساتھ، اور (تمہیں ان 3 کاموں سے) منع فرماتا ہے بے حیائی سے اور بُرے کاموں سے اور سرکشی سے۔ وہ (اللّٰہ تعالیٰ) تمہیں وعظ کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرسکو۔'' [اَلنحل : 90] ، چنانچہ اُس وقت سے اَب تک خطبات میں اِس (آیت مبارکہ) کی قرأت مسلسل جاری ہے۔'' [تاریخُ الخُلفاء لِلسیوطی '' باب عمر بن عبد العزیز '']

46 **سُنن نسائی کی حدیث میں ہے:** سیدنا سعید بن جبیر تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ میدان عرفات میں تھا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے دریافت فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ لوگوں سے تلبیہ (لبیک اللھم لبیک) کی آواز سُنائی نہیں دے رہی؟ '' مَیں نے عرض کیا کہ لوگ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ (کے منع کرنے کی وجہ) سے ڈرتے ہیں۔'' (اِس لئے بلند آواز سے تلبیہ کہنے کی بجائے آہستہ آواز میں ہی کہہ لیتے ہیں)۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (غصہ کی حالت میں) اَپنے خیمے سے باہر تشریف لائے اور بلند آواز سے پکارنا شروع کردیا: لبیک اللھم لبیک ، لبیک اللھم لبیک ، (اور ساتھ ہی فرمایا) بے شک اُن لوگوں نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بُغض رکھنے کی وجہ سے (بلند آواز سے تلبیہ کہنے کی) سُنت مبارکہ کو (ہی) چھوڑ دیا ہے۔ **سُنن الکُبریٰ لِلبیہقی کی حدیث میں ہے کہ** سیدنا سعید بن جبیر تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم میدان عرفات میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، تو اُنہوں نے سوال فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ مجھے لوگوں کے تلبیہ کی آواز سُنائی نہیں دے رہی؟'' مَیں نے عرض کیا کہ لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ڈرتے ہیں۔'' سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (غصہ کی حالت میں) اَپنے خیمے سے باہر تشریف لائے اور پکارا: '' لبیک اللھم لبیک ، خواہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی ناک خاک آلود ہوجائے (یعنی وہ میرے اِس سنت پر عمل کرنے کو خواہ بُرا ہی مان جائیں)، (اور ساتھ ہی فرمایا) اَے اللّٰہ تعالیٰ ! اِن لوگوں پر لعنت فرما بے شک اِن لوگوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بُغض کی وجہ سے (بلند آواز سے تلبیہ کہنے کی) سُنت مبارکہ کو (ہی) چھوڑ دیا ہے۔'' (یعنی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا بلند آواز سے تلبیہ کہنا تو سنت پر عمل تھا نہ کہ ذاتی اجتہاد تھا)۔

[سُنن نسائی : 3009 ، قال الشیخ زبیر علیزئی و الالبانی : اِسنادہ صحیح ، سُنن الکُبریٰ لِلبیہقی : 9447 ، قال الشیخ زبیر علیزئی : اِسنادہ صحیح]

47 **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں : '' قسم ہے اُس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا (نباتات نکالے) اور مخلوقات کو پیدا فرمایا، بے شک نبیِ اُمی ﷺ نے مُجھ سے یہ عہد کیا تھا کہ مُجھ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) سے صرف مومن ہی محبت رکھے گا اور منافق ہی مُجھ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) سے نفرت کرے گا۔'' [صحیح مُسلم : 240]

48 **فضائل الصحابة لاحمد ابن حنبل کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابومریم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے خود سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا: '' میری (ذات کی) وجہ سے دو (قسم کے) لوگ ہلاک (یعنی گمراہ) ہوجائیں گے، (پہلی قسم) حد سے زیادہ محبت میں غلو کرنے والے، اور (دوسری قسم مجھ سے) بُغض رکھنے والے۔''
فضائل الصحابة اور السُنة کی حدیث میں ہے: سیدنا ابوالسوار تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے (رسولُ اللّٰہ ﷺ کی غیبی خبر کی بنیاد پر) فرمایا: ''کچھ لوگ مجھ سے محبت کریں گے یہاں تک کہ محبت (میں غلو) اُن (رافضیوں) کو آگ میں داخل کردے گا اور کچھ لوگ مجھ سے بُغض رکھیں گے یہاں تک کہ یہ بُغض اُن (ناصبیوں) کو آگ میں لے جائے گا۔''

[فضائل الصحابة لاحمد ابن حنبل : 964 اور 952 ، السُنة لابن ابی عاصم : 819 ، قال الشیخ زبیر علیزئی : اِسنادہ صحیح]

E حضرت معاویہ ؓ کو حکومت مل جانے کے بعد سے بتدریج اُمت پر کیسی ملوکیت مسلط ہوئی اور اُس کا بھیانک نتیجہ کیا نکلا؟ 24

49 **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا حسن بصری تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ (جب سیدنا علی بن ابی طالب ؓ کی شہادت کے بعد جب صحابہ کرام ؓ نے مشورے کے بعد سیدنا حسن بن علی ؓ کو متفقہ طور پہ خلیفہ چُن لیا تو) اللہ تعالیٰ کی قسم ! سیدنا حسن بن علی ؓ پہاڑوں جیسے لشکر لے کر حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ کے مقابلے میں آئے تھے، (جن کو دیکھ کر) حضرت عمرو بن عاص ؓ نے کہا: '' مجھے اَیسے لشکر نظر آرہے ہیں جو مدِ مقابل کو فنا کیے بغیر واپس نہیں لوٹیں گے۔'' یہ سُن کر حضرت معاویہ ؓ نے کہا: '' اَے عمرو! اگر دونوں گروہوں نے ایک دوسرے کو مار ڈالا تو اُنکے (پسماندگان) کا ذمہ دار کون ہوگا ؟ اُنکی (بیوہ) عورتوں کا ذمہ دار کون ہوگا ؟ اُنکے یتیم بچوں کا ذمہ دار کون ہوگا ؟ '' چنانچہ حضرت معاویہ ؓ نے بنی عبد شمس کے دو قریشی اَفراد، عبدالرحمٰن بن سمرہ اور عبداللہ بن عامر کو بھیجا کہ جاؤ اور اُس شخص (سیدنا حسن بن علی ؓ) کو (صلح کی) پیش کش کرو اور اُن سے مصالحت کا مطالبہ کرو۔ وہ دونوں اُن (سیدنا حسن بن علی ؓ) کے پاس آئے اور صلح و امن کی بات چلائی۔ سیدنا حسن ؓ نے فرمایا: '' ہم بنو عبدالمطلب (اِن جنگوں میں) بہت مال خرچ کر چکے ہیں (یعنی صلح کی صورت میں اُنکی کفالت کی ذمہ داری کون لے گا؟) اور یہ اُمت (اِن جنگوں کی وجہ سے) اَپنے خون میں لت پت ہو چکی ہے۔'' اُن دونوں نے عرض کی: '' حضرت معاویہ ؓ آپ ؓ کو فلاں فلاں پیش کش کرتے ہیں اور کچھ مطالبات کے طلب گار ہیں (یعنی آپ ؓ خلافت سے دستبردار ہو جائیں)۔'' سیدنا حسن بن علی ؓ نے فرمایا: '' اِس (معاہدے) کی تکمیل کا ذمہ دار کون ہوگا ؟ اُن دونوں نے جواب دیا کہ ہم دونوں ذمہ دار ہیں۔ چنانچہ سیدنا حسن بن علی ؓ جو بھی مطالبہ کرتے گئے وہ دونوں اَپنے ذِمہ لیتے گئے۔ (جب صلح ہو گئی تو) سیدنا حسن بصری تابعی رحمہ اللہ فرمانے لگے کہ مَیں نے سیدنا ابو بکرہ ؓ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ اِرشاد فرمانے کے دوران سیدنا حسن بن علی ؓ کو اَپنے پہلو میں لئے ہوئے کبھی اُنکی طرف دیکھتے اور کبھی لوگوں کیطرف اور ساتھ ساتھ یہ اِرشاد فرماتے جاتے: '' میرا یہ بیٹا سردار ہے (یعنی اَپنی حکومت سے دستبردار ہو کر قربانی کر کے بڑے پن کا مظاہرہ کرے گا) اور مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اِسکے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کروا دے گا (یعنی خلیفہ راشد سیدنا علی ؓ کی حق والی جماعت اور دوسری حضرت معاویہ ؓ کی جماعت جس نے خلیفہ راشد کے خلاف بغاوت کی)۔''
[صحیح بُخاری : 2704 اور 7109]

نوٹ سیدنا حسن بن علی ؓ نے جن شرائط کی بنیاد پر حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ کو حکومت سپرد کی تھی، اُن کی پوری تفصیلات شروحِ اَحادیث اور کتبِ تاریخ میں ہیں، مثلاً:
1 حضرت معاویہ ؓ اللہ تعالیٰ کی کتاب، رسول اللہ ﷺ کی سنت اور خلفاء راشدین ؓ کے طریقے کے مطابق نظامِ حکومت چلائیں گے۔ **2** حضرت معاویہ ؓ اَپنے بعد کسی کو جانشین مقرر نہیں کریں گے بلکہ اُمت کو خلیفہ کے اِنتخاب کیلئے شوریٰ پہ چھوڑیں گے۔ **3** سیدنا علی بن ابی طالب ؓ کی جماعت کے لوگ، جو صلح کے بعد ہتھیار ڈال چکے ہیں، اُنکے خلاف کسی قسم کی اِنتقامی کاروائی نہیں کی جائیگی۔ **4** آلِ محمد ﷺ کیلئے خمس (مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ) جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مقرر کیا، بدستور بنو عبدالمطلب کو ملے گا جیسا کہ خلفاء راشدین ؓ کے اَدوار سے ملتا آرہا ہے۔ **5** سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ پر بنو اُمیہ کے منبروں سے ہونے والا سب وشتم کا سلسلہ ہمیشہ کیلئے ختم کر دیا جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر اَفسوس اِن شرائط کی پابندی وَیسے نہ کی گئی جیسا کہ اِسکا حق تھا !!! : [الاستیعاب لابنِ عبدالبر ، الاصابۃ لابنِ حجر ، البدایۃ والنھایۃ لابنِ کثیر ، فتحُ الباری لابنِ حجر تحت الحدیث البُخاری : 7109]

50 **المُصنف لابن ابی شیبۃ کی حدیث میں ہے:** سیدنا عمیر بن اسحاق تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ مَیں اور ایک دوسرا شخص، سیدنا حسن بن علی ؓ کی عیادت کیلئے حاضر ہوئے۔ سیدنا حسن ؓ اُس شخص سے بار بار فرماتے : '' مجھ سے (جو علمی بات پوچھنی ہے) پوچھ لو اُس وقت سے پہلے کہ تم نہ پوچھ سکو۔'' اُس شخص نے عرض کی کہ مَیں آپ ؓ سے کچھ پوچھنا نہیں چاہتا (ہم تو صرف عیادت کیلئے حاضر ہوئے ہیں)، اللہ تعالیٰ آپ ؓ کو صحت عطا فرمائے۔ پھر آپ ؓ اُٹھے اور بیت الخلاء میں داخل ہوئے، پھر واپس آئے اور فرمایا: '' اَبھی اَبھی مَیں نے اَپنے جگر کا ٹکڑا تھوکا ہے، جسے میں اِس لکڑی سے اُلٹ پلٹ رہا تھا، مجھے کئی بار زہر پلایا گیا ہے، اور اِس بار تو وہ (زہر) بہت ہی سخت تھا۔'' سیدنا عمیر بن اسحاق تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ پھر اَگلے دن ہم دوبارہ صبح صبح سیدنا حسن ؓ کی عیادت کیلئے حاضر ہوئے، تو وہ حالت نزع میں تھے اور اِسی دوران سیدنا حسین بن علی ؓ آئے اور آپ ؓ کے سر مبارک کے پاس بیٹھ گئے اور پوچھا: '' اَے میرے بھائی جان ! آپ ؓ کو زہر دینے والا کون ہے؟ '' سیدنا حسن ؓ نے پوچھا: '' کیا تم اُسے قتل کرنا چاہتے ہو؟ '' عرض کیا: '' جی ہاں ! '' سیدنا حسن ؓ نے فرمایا: '' اگر میں نے مجرم کو صحیح شناخت کیا ہے، تو اللہ تعالیٰ خود سخت انتقام لینے والا ہے، اور اگر وہ بے گناہ ہے، تو مَیں نہیں چاہتا کہ کوئی بے گناہ (میری وجہ سے) مار دیا جائے۔''
[المُصنف لابن ابی شیبۃ : 38514 ، المُستدرک لِلحاکم : 4816 ، قال الشیخ غلام مصطفیٰ ظھیر فی السُنۃ - 26 : اِسنادہ صحیح]

نوٹ سیدنا حسن بن علی ؓ کی شہادت اور اُس کے بعد پیدا ہونے والی بھیانک صورتحال کا بالکل صحیح صحیح اِدراک کرنے کیلئے یہاں درج ذیل اَہم ترین حدیث دوبارہ ملاحظہ فرمائیں:

51 **سُنن ابی داؤد کی حدیث میں ہے:** سیدنا خالد تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا مقدام بن معدیکرب ؓ اور عمرو بن اسود اور بنی اَسد کا ایک شخص، حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ کے پاس وفد بن کر گئے، (اِس موقع پر ملاقات کے دوران) حضرت معاویہ ؓ نے سیدنا مقدام ؓ سے کہا: '' کیا تمہیں معلوم ہے کہ سیدنا حسن بن علی ؓ فوت ہو گئے ہیں؟ '' سیدنا مقدام ؓ نے فوراً پڑھا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایک شخص (حضرت معاویہ ؓ جن کا نام اَگلے طریق میں ہے) نے سیدنا مقدام ؓ سے کہا: '' تم اِسے مصیبت سمجھتے ہو؟'' سیدنا مقدام ؓ نے جواباً اِرشاد فرمایا: '' مَیں اِسے مصیبت کیونکر نہ سمجھوں حالانکہ مَیں نے خود دیکھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسن ؓ کو اَپنی گود مبارک میں بٹھایا ہوا تھا اور اِرشاد فرما رہے تھے: '' یہ (حسن ؓ) مجھ (محمد ﷺ) سے ہے اور حسین (ؓ) علی (ؓ) سے ہے۔'' بنو اَسد کے ایک شخص نے کہا: '' وہ (حسن ؓ) تو ایک اَنگارہ تھا

جسے اللہ تعالیٰ نے بجھا دیا۔'' (نعوذ باللہ من ذالک) سیدنا مقدام ؓ نے (یہ باتیں سننے کے بعد غصے میں آ کر ارشاد) فرمایا: ''مَیں اُس وقت تک یہاں سے نہیں اُٹھوں گا جب تک تجھ (حضرت معاویہ ؓ) کو غصہ نہ دلاؤں اور ایسی بات نہ سناؤں جو تجھے ناپسند ہو۔ اَے معاویہ ؓ! اگر میں سچ بیان کروں تو میری تصدیق کر دینا اور اگر جھوٹ بولوں تو میری تردید کر دینا۔'' حضرت معاویہ ؓ نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ چنانچہ سیدنا مقدام ؓ نے پوچھا: ''میں تجھے اللّٰہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تو نے خود رسولُ اللہ ﷺ کو سونا پہننے سے منع فرماتے ہوئے سنا تھا؟'' حضرت معاویہ ؓ نے کہا: ''ہاں!'' پھر سیدنا مقدام ؓ نے پوچھا: ''میں تجھے اللّٰہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تو نے خود رسولُ اللّٰہ ﷺ کو ریشم پہننے سے منع فرماتے ہوئے سنا تھا؟'' حضرت معاویہ ؓ نے کہا: ''ہاں!'' پھر سیدنا مقدام ؓ نے پوچھا: ''میں تجھے اللّٰہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تو نے خود رسولُ اللّٰہ ﷺ کو درندوں کی کھالوں (کے لباس) کو پہننے سے اور اُن پر (قالین کے طور پر) بیٹھنے سے روکا تھا؟'' حضرت معاویہ ؓ نے کہا: ''ہاں!'' پھر سیدنا مقدام ؓ نے فرمایا: ''اللّٰہ تعالیٰ کی قسم! اَے معاویہ یہ سب (حرام اشیاء استعمال ہوتی ہوئی) مَیں نے تیرے گھر میں دیکھی ہیں۔'' یہ سن کر حضرت معاویہ ؓ نے کہا: ''اَے مقدام! مجھے پتہ ہے کہ میں تم سے جیت نہیں سکتا۔'' سیدنا خالد تابعی رحمہ اللّٰہ بیان کرتے ہیں کہ پھر حضرت معاویہ ؓ نے سیدنا مقدام ؓ کیلئے اُن کے دونوں ساتھیوں سے بڑھ کر انعام و اکرام کا حکم صادر کیا۔ اور سیدنا مقدام بن معدیکرب ؓ نے سارا مال اَپنے ساتھیوں میں ہی وہیں بانٹ دیا اور اَسدی نے کسی کو کچھ بھی نہ دیا۔ اِس بات کی خبر جب حضرت معاویہ ؓ کو ہوئی تو اُنہوں نے کہا: ''سیدنا مقدام ؓ تو واقعی ایک سخی شخص ہیں جنہوں نے دل کھول کر دے دیا اور جو اَسدی شخص ہے وہ اپنے مال کو اچھی طرح سے سنبھالنے والا ہے۔'' **مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے:** سیدنا خالد بن معدان تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا مقدام بن معدیکرب ؓ اور عمرو بن اسود حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ سے ملنے آئے تو حضرت معاویہ ؓ نے سیدنا مقدام ؓ سے کہا: ''کیا تمہیں معلوم ہے کہ سیدنا حسن ؓ فوت ہو گئے ہیں؟'' سیدنا مقدام ؓ نے فوراً پڑھا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اِس پر حضرت معاویہ ؓ نے سیدنا مقدام ؓ سے کہا: ''تم اِسے (یعنی سیدنا حسن ؓ کی موت کو) مصیبت سمجھتے ہو؟'' (نعوذ باللہ من ذالک) سیدنا مقدام ؓ نے جواباً فرمایا: ''مَیں اِسے مصیبت کیونکر نہ سمجھوں حالانکہ مَیں نے خود دیکھا تھا کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے سیدنا حسن ؓ کو اَپنی گود مبارک میں بٹھایا ہوا تھا اور ارشاد فرما رہے تھے: ''یہ (حسن ؓ) مجھ (محمد ﷺ) سے ہے اور حسین (ؓ) علی (ؓ) سے ہے۔'' [سُنن ابی داؤد : 4131 ، مُسندِ احمد : 17321 (جلد - 7 ، صفحہ - 141) ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیر علیزئی : اِسنادہ صحیح]

52 **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابورافع تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے جس بھی نبی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تو اُن سب ہی کی اُمت میں اُنکے کچھ حواری (قریبی اور خاص ساتھی) اور اَصحاب ہوا کرتے جو اُس نبی علیہ السلام کی سنت پر چلتے اور اُسکے اَحکام کی پیروی کیا کرتے۔ پھر اُن حواریوں کے بعد اَیسے نالائق لوگ اُنکے جانشین ہوتے جو زبان سے وہ کہتے جو وہ نہیں کرتے اور وہ کچھ کرتے جس کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ (اَیسی بری صورتحال میں) جو کوئی بھی اُن (نالائق جانشینوں) سے اَپنے ہاتھوں سے جہاد کرے گا تو وہ (اللّٰہ تعالیٰ کے نزدیک) مومن ہے۔ اور جو کوئی بھی اُن سے اَپنی زبان سے جہاد کرے گا تو وہ (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) مومن ہے۔ اور جو کوئی بھی اُن سے اَپنے دِل سے (برا سمجھتے ہوئے) جہاد کرے گا تو وہ (بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک) مومن ہے۔ اور اس کے بعد تو رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔ سیدنا ابورافع تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے جب یہی حدیث سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے بیان کی تو اُنھوں نے اِس (کے حدیث ہونے) کا اِنکار کر دیا۔ اِتفاقاً مجھ سے ملنے کیلئے سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ وہاں تشریف لائے اور (مدینہ شریف کی ایک وادی) قناۃ میں قیام کیا، تو سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ مجھے ساتھ لے کر اُنکی عیادت کیلئے حاضر ہوئے۔ جب ہم اُنکے پاس بیٹھ گئے تو مَیں نے اُسی حدیث کے متعلق سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ سے سوال کیا تو اُنھوں نے بالکل وہی حدیث بیان کی جو مَیں سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے بیان کر چکا تھا۔ **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا طارق بن شہاب تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے مروان بن حکم نے عید کے دِن نماز سے پہلے خطبے کی بدعت شروع کی۔ (**نوٹ:** نماز کے بعد خطبہ میں بنواُمیہ کے گورنر سیدنا علی بن ابی طالب ؓ پر منبروں سے لعنت کرواتے تھے چنانچہ لوگ خطبہ سنے بغیر ہی اَپنے گھروں کو چلے جایا کرتے۔) تو اس پر ایک شخص نے اُٹھ کر (مروان سے) کہا: ''نمازِ عید خطبے سے پہلے ہونی چاہیے (کیونکہ یہی سنت ہے)۔'' اِس پر مروان نے کہا: ''بے شک وہ (دورِ نبوی ﷺ کے) طریقے تو اَب متروک ہو چکے ہیں۔'' (نعوذ باللہ من ذالک) (اُس موقع پر) سیدنا ابوسعید خدری ؓ نے فرمایا کہ بے شک اُس شخص نے (وقت کے حکمران کو کلمہ حق کے ذریعے تنبیہ کر کے) اَپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ کیونکہ میں نے رسولُ اللّٰہ ﷺ کو خود فرماتے ہوئے سنا تھا: ''تم میں سے جو کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو اُسے ہاتھ سے (بزورِ بازو) بدل ڈالے، اگر اِس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے (منع کر دے) اور اگر اِسکی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو تو دِل سے (بُرا جانے) اور یہ (تیسرا درجہ) سب سے کمزور ایمان کا ہے۔'' **صحیح بُخاری اور صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوسعید خدری ؓ کا بیان ہے کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے موقع پر عیدگاہ کی طرف تشریف لے جاتے تو سب سے پہلے نماز (عید) ادا فرماتے، پھر لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے جبکہ لوگ اپنی صفوں میں ہی بیٹھے ہوتے۔ چنانچہ آپ ﷺ اُنہیں نصیحت فرماتے اور (نیکی کا) حکم دیتے، اور اگر کوئی لشکر تشکیل دینا ہوتا تو اُسے تشکیل دیتے اور کوئی اور خاص حکم ہوتا تو ارشاد فرماتے۔ پھر آپ ﷺ واپس تشریف لے جاتے۔ سیدنا ابوسعید خدری ؓ کا بیان ہے کہ لوگ اِسی (سنت) پر قائم تھے حتیٰ کہ ایک بار (حضرت معاویہ ؓ کا مقرر کردہ گورنر) امیر مدینہ مروان بن حکم کے ہمراہ عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ (کی نماز کے لئے) نکلا اور جب ہم عیدگاہ میں پہنچے تو ناگہاں دیکھا کہ کثیر بن صلت نے وہاں ایک منبر تیار کیا ہوا تھا، اور مروان بن حکم نے نماز سے پہلے ہی اُس منبر پر (بغرض خطبہ) چڑھنا چاہا تو میں نے اُس کے لباس کو پکڑ کر کھینچا (یعنی سنت کی مخالفت سے روکنا چاہا) مگر وہ دامن چھڑا کر چڑھ گیا اور نماز سے پہلے (ہی) خطبہ دے ڈالا۔ میں نے کہا: ''اللّٰہ تعالیٰ کی قسم! تم نے (سنت نبوی ﷺ کو) بدل ڈالا۔'' اُس (مروان بن حکم) نے کہا: ''اے ابوسعید! جس (سنت) کو تم جانتے ہو وہ رخصت ہو چکی۔''

میں نے جواباً کہا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! میں جس (سنت) کو جانتا ہوں وہ اِس (بدعت) سے بہتر ہے جسے میں نہیں جانتا۔'' اُس نے کہا: '' اَصل بات یہ ہے کہ لوگ نماز کے بعد ہمارے (خطبے کے) لئے بیٹھتے نہیں تھے، لہذا میں نے اُس (خطبے) کو نماز سے پہلے مقرر کرلیا ہے۔'' [صحیح مُسلم : 179 اور 177 ، صحیح بُخاری : 956 ، صحیح مُسلم : 2053]

53 صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا یوسف تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مروان بن حکم کو حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ نے حجاز کیلئے اَپنا گورنر مقرر کیا تو اُس نے (مسجد نبوی ﷺ میں) خطبہ دینے کے دوران (حضرت معاویہ ؓ کی زندگی میں ہی) یزید بن معاویہ کا ذکر کرنا شروع کیا تا کہ لوگوں سے اُسکے باپ کے بعد (خلیفہ بننے کیلئے پیشگی ہی) بیعت لے سکے۔ (اُسکی تقریر سن کر) سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر ؓ نے اُس (مروان) سے کچھ کہہ دیا (سیدنا عبدالرحمٰن ؓ کے اُن کھرے کھرے جوابی اَلفاظ کا ذکر اِسی حدیث کے اَگلے طریق میں موجود ہے) مروان نے (غصہ میں) حکم دیا کہ اُنھیں گرفتار کرلیا جائے۔ چنانچہ سیدنا عبدالرحمٰن ؓ (جان بچانے کی خاطر اَپنی بہن) اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر (جو مسجد نبوی ﷺ کے ساتھ ملحق تھا) میں داخل ہوگئے۔ جب وہ (حکومتی کارندے) اُنھیں نہ پکڑ سکے تو مروان بن حکم نے (غصہ میں آ کر گستاخی کرتے ہوئے) کہا کہ بیشک یہ وہی شخص ہے کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا: '' اور وہ شخص کہ جس نے کہا اَپنے والدین سے کہ اَفسوس ہے تمہارے حال پر، کیا تم مجھے اِس بات کی دھمکی دیتے ہو کہ مَیں (قبر سے) نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے بھی کئی قومیں گزر چکی ہیں۔۔۔۔۔۔ یہ دھمکیاں تو صرف اَگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔'' [اَلاحقاف : 17] (مروان کی طرف سے آلِ ابی بکر ؓ پر لگائے گئے اِس گستاخانہ اور جھوٹے اِلزام پر) اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردے میں سے ہی جواب دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا: '' ہم (آلِ ابی بکر ؓ) سے متعلق اللہ تعالیٰ نے کچھ بھی نازل نہیں فرمایا سوائے اُسکے جو (سورۃُ النور میں) میری برأت سے متعلق نازل ہوا تھا۔'' سُنن النسائی الکُبری اور المُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے: سیدنا محمد بن زیاد تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ ؓ نے اَپنے بیٹے (یزید بن معاویہ) کیلئے بیعت لی تو مروان بن حکم نے کہا: ''سیدنا ابوبکر ؓ اور سیدنا عمر ؓ کی سنت ہے (کہ اُنھوں نے اَپنے بعد خلیفہ کو نامزد کیا تھا)۔'' سیدنا عبدالرحمٰن ؓ نے جواباً فرمایا: ''یہ تو ہرقل اور قیصر (جیسے بادشاہوں) کی سنت ہے (کہ باپ کے بعد اُسکا بیٹا حکمران بنے)۔'' تو مروان نے کہا: ''بیشک یہ وہ شخص ہے کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری تھی: [اَلاحقاف : 17] جب یہ بات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تک پہنچی تو اُنھوں نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم ! اُس (مروان) نے جھوٹ کہا، اللہ تعالیٰ نے وہ آیت ہمارے متعلق نازل نہیں فرمائی، اور اگر مَیں چاہوں تو اُسکا نام بھی بتا سکتی ہوں جسکے متعلق وہ نازل ہوئی (حقیقت تو یہ ہے کہ) بیشک میں نے خود سُنا کہ رسولُ اللہ ﷺ نے مروان اور اُسکے باپ پر لعنت کی تھی جبکہ مروان اُس وقت اَپنے باپ کی پشت میں تھا، پس مروان اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسی لعنت کا ایک ٹکڑا ہے۔'' [صحیح بُخاری : 4827 ، سُنن النسائی الکُبریٰ : 11491 ، المُستدرک لِلحاکم : 8483 ، قال الامام حاکم : اِسنادہ صحیح علی شرط البُخاری و مُسلم]

54 الاوائل لابنِ ابی عاصم کی حدیث میں ہے: سیدنا ابوذر غفاری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''پہلا شخص جو میری سنت کو بدل دے گا اُس کا تعلق بنواُمیہ سے ہوگا۔'' اِسی کے تحت اَپنے مجموعہ میں محدثِ اَعظم سعودی عرب شیخ محمد ناصرالدین اَلبانی رحمہ اللہ (اَلمُتوفیٰ-1420 ھجری) لکھتے ہیں: '' اِس حدیث میں سنت کو تبدیل کردینے سے مراد خلیفہ کے اِنتخاب کے طریقے کو بدل کر اُسے وراثت بنا دینا ہے۔'' مُسند ابی یعلیٰ اور مَجمعُ الزوائد کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن سبع تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب ؓ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: '' قسم ہے اُس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا (پھر اُس سے نباتات نکالے) اور مخلوقات کو پیدا فرمایا، ایک وقت آئے گا کہ میری داڑھی کو میرے سر کے خون سے رنگ دیا جائے گا۔'' ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی: اللہ تعالیٰ کی قسم ! جو کوئی بھی اَیسی حرکت کرے گا ہم اُس کو اُسکے اہل و عیال سمیت تباہ و برباد کردیں گے۔ سیدنا علی ؓ نے فرمایا: '' میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا خوف دلاتا ہوں کہ اَیسی حرکت مت کرنا، میرے قتل کے بدلے میں صرف میرے قاتل کو ہی قتل کرنا۔'' اُس شخص نے عرض کی: اَے امیرالمومنین ! اَپنے بعد ہمارے لئے اَپنا کوئی خلیفہ مقرر فرمادیں۔ سیدنا علی ؓ نے فرمایا: '' نہیں بلکہ مَیں تمہیں اُسی طرح چھوڑ کر جاؤں گا جیسا کہ رسولُ اللہ ﷺ نے ہمیں (بغیر خلیفہ کے) چھوڑا تھا۔'' لوگوں نے عرض کی: اگر آپ ؓ ہمیں بغیر خلیفہ کے چھوڑے جارہے ہیں تو جب اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوگی تو کیا جواب دینگے؟ سیدنا علی ؓ نے فرمایا: '' مَیں عرض کروں گا کہ اَے اللہ تعالیٰ مَیں اُن میں رہا جب تک تو نے مجھے اُن میں رکھا اور جب تو نے مجھے موت دے دی تو میں نے تجھے اُن پر نگران چھوڑ دیا، اَب تیری مرضی ہے چاہے تو اُنکی اِصلاح فرما دے، اور چاہے تو اُنکو تباہ و برباد فرما دے۔''

[الاوائل لابنِ ابی عاصم : 63 ، السلسلة الصحيحة : 1749 ، مُسند ابی یعلیٰ : 586 ، مَجمعُ الزوائد : 14782 ، قال الامام الهيثمی و الشيخ حسين سليم : اِسنادہ صحیح]

55 صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں یمن میں تھا اور وہاں میری ملاقات دو یمنی باشندوں، ذوکلاع اور ذوعمرو سے ہوئی، میں اُنہیں رسولُ اللہ ﷺ کی احادیث سنانے لگ گیا، (یہ سن کر) ذوعمر کہنے لگے ''اگر آپ کی باتیں اَپنے نبی ﷺ کے بارے میں درست ہیں تو پھر (سن لو کہ) اُن (نبی ﷺ) کی وفات کو تو تین دن گزر چکے ہیں۔'' پھر وہ میرے ساتھ ہی سفر کرتے رہے، حتیٰ کہ ہم راستے میں ہی تھے کہ ہمارے سامنے مدینہ منورہ سے آنے والا ایک قافلہ نمودار ہوا، اور ہم نے اُن سے (نبی ﷺ کے متعلق) پوچھا تو اُنہوں نے بتایا رسولُ اللہ ﷺ وفات پاگئے اور سیدنا ابوبکر ؓ کو خلیفہ بنالیا گیا ہے اور سب لوگ اَمن و امان سے ہیں۔ اُن دونوں نے کہا: '' اَپنے خلیفہ کو بتانا کہ ہم آرہے تھے (مگر اَب واپس ہو رہے ہیں) اور شاید دوبارہ واپس آئیں گے اِن شاء اللہ۔ پھر وہ یمن کو لوٹ گئے۔ چنانچہ میں نے (مدینہ منورہ پہنچ کر) سیدنا ابوبکر ؓ سے اُن کا سارا قصہ بیان کیا تو اُنہوں نے فرمایا: '' تم اُنہیں (میرے پاس) لے کر کیوں نہیں آئے؟ '' پھر کچھ عرصہ بعد (ملاقات ہونے پر) ذوعمرو نے مجھ سے کہا: '' اَے جریر ! میرے دل میں تمہاری بڑی عزت ہے اور میں تمہیں ایک (خاص) بات بتلاتا ہوں کہ تم عرب اُس وقت تک خیر و اِصلاح میں رہو گے جب تک تم اَپنے حاکم کے انتقال پر دوسرا حاکم بنالو گے، مگر پھر جب (حصولِ

اِقتدار کے لئے) تلوار (استعمال) ہوگی تو (تمہارے حاکم) بادشاہ بن جائیں گے جو بادشاہوں کی طرح غضب ناک ہوا کریں گے اور بادشاہوں ہی کی طرح خوش ہوں گے ۔'' (یعنی اُن کے مزاج شاہانہ اور اَطوار جابرانہ ہوں گے) **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن مَیں مِنٰی میں سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف ﷺ کے گھر میں تھا اور وہ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب ﷺ کے آخری حج میں اُنکے ساتھ تھے ۔ سیدنا عبدالرحمٰن ﷺ لوٹ کر آئے اور مجھ سے کہنے لگے: '' کاش تم اُس شخص کو دیکھتے جو آج امیر المومنین ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اَے امیر المومنین ﷺ ! کیا آپ ﷺ اُس فلاں شخص سے پوچھ گچھ نہیں کریں گے کہ جو یہ کہتا ہے کہ اگر سیدنا عمر ﷺ فوت ہو گئے تو مَیں فلاں شخص کی بیعت کرلوں گا کیونکہ سیدنا ابوبکر ﷺ کی بیعت بھی تو اَچانک (بغیر کسی منصوبے کے) ہوئی تھی اور کامیاب رہی تھی؟ '' اُسکی یہ خبر سُن کر سیدنا عمر ﷺ غصے میں آگئے اور فرمایا: '' اِن شاء اللّٰہ تعالیٰ آج شام مَیں ضرور لوگوں کو خطبہ دوں گا اور اُنہیں اِن (سازشی) لوگوں سے خبردار کروں گا جو لوگوں سے معاملات (یعنی اِقتدار) چھین لینا چاہتے ہیں ۔'' اس پر سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف ﷺ نے عرض کیا: '' اَے امیر المومنین ﷺ ! اَبھی اَیسا نہ کیجئے گا کیونکہ حج کے موقع پر ہر قسم کے عامّی اور بازاری لوگ بھی جمع ہوئے ہوتے ہیں اور یہی لوگ خطبے کے وقت آپ ﷺ کے قرب وجوار میں اِکٹھے ہوں گے اور مجھے خوف ہے کہ آپ ﷺ کوئی بات ایسی کہہ دیں کہ جو غلط مطلب ومفہوم کے ساتھ ہر طرف پھیل جائے اور لوگ اسے درست سیاق وسباق کے ساتھ نہ سمجھ پائیں، لہٰذا آپ ﷺ تھوڑا سا انتظار کرلیں، حتیٰ کہ آپ ﷺ مدینہ منورہ پہنچ جائیں جو کہ ہجرت اور سنت کا گڑھ ہے، وہاں آپ ﷺ سمجھدار لوگوں اور معززین کے ساتھ مخصوص مجلس میں بات کریں تاکہ آپ ﷺ کی گفتگو کو صحیح اور موزوں مفہوم میں لیا جاسکے ۔ سیدنا عمر ﷺ نے فرمایا: '' ٹھیک ہے لیکن اللّٰہ تعالیٰ کی قسم ! اِن شاء اللّٰہ تعالیٰ مَیں مدینہ منورہ پہنچتے ہی پہلا کام یہی کروں گا ۔'' سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ذوالحجہ کے آخر میں مدینہ منورہ واپس آئے، اور جمعہ کے دن مَیں سورج ڈھلتے ہی جلدی (مسجد میں) چلا گیا ۔ مَیں نے دیکھا کہ سیدنا سعید بن زید ﷺ منبر کے پاس پہلے سے تشریف فرما ہیں، مَیں بھی اُنکے قریب ہی بیٹھ گیا اور میرا گھٹنا اُنکے گھٹنے کو چھو رہا تھا ۔ اَبھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ سیدنا عمر بن خطاب ﷺ تشریف لے آئے ۔ اُنہیں آتا دیکھ کر مَیں نے سیدنا سعید ﷺ سے کہا کہ آج وہ اَیسا خطبہ دیں گے کہ خلیفہ بنائے جانے کے بعد سے آج تک ویسا خطبہ نہیں دیا ہوگا ۔ سیدنا سعید ﷺ نے میری بات سے اِتفاق نہ کیا اور کہنے لگے کہ نہیں، کوئی نئی بات نہیں کہیں گے ۔ سیدنا عمر ﷺ آکر منبر پر بیٹھ گئے، اور جب مؤذن (اذان سے) فارغ ہوگیا تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمدوثنا کے بعد ارشاد فرمایا: '' آج مَیں ایسی بات کہنے والا ہوں جو اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے ہی سجھائی گئی ہے، شاید یہ میری زندگی کی آخری گفتگو ہو، جو شخص بھی اِسے سُن لے اور سمجھ لے تو اُسکا فرض ہے کہ جہاں تک وہ اُسے پہنچا سکے، پہنچا دے، اور جو اِسے نہ سمجھ سکے، تو مَیں اُسے اجازت نہیں دیتا کہ اِسے آگے بیان کرے اور (کم فہمی کی وجہ سے) غلط بیانی کا مرتکب ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ تم میں سے کسی نے یہ کہا ہے کہ اگر سیدنا عمر ﷺ فوت ہو گئے تو ہم فلاں شخص کی بیعت کرلیں گے ۔ اَے لوگو ! دیکھنا تم میں سے کسی شخص کو اِس بات سے یہ غلط فہمی نہ ہو کہ سیدنا ابوبکر ﷺ کی بیعت بھی تو اَچانک ہوئی تھی اور اِسکے باوجود منعقد ہوگئی تھی اور کامیاب ٹھہری تھی ۔ خبردار ! وہ بیعت واقعی ہوئی تو اِسی طرح اَچانک تھی لیکن اللّٰہ تعالیٰ نے (محض اَپنے فضل وکرم سے خاص) اُس موقع پر شرارت اور فتنہ سے محفوظ رکھا (اور سب مسلمانوں نے اُس بیعت کو تسلیم کرلیا تھا) لیکن اَب تم میں (قیامت تک) سیدنا ابوبکر ﷺ جیسا کون ہوسکتا ہے کہ سب کے سب اُس ایک پر متفق بھی ہو جائیں (یعنی اَب اَیسا دوبارہ ہونا ممکن ہی نہیں لہٰذا اَب خلیفہ کے انتخاب کے معاملے میں مشاورت کے بغیر کوئی چارہ نہیں) اَب جس نے بھی مسلمانوں کے مشورے کے بغیر کسی بھی شخص کی (زبردستی خلافت کیلئے) بیعت منعقد کی (تو یاد رکھنا) وہ بیعت کرنے والا اور جسکی بیعت کی گئی ہوگی، (فساد کے) نتیجے میں دونوں ہی قتل کردیئے جائینگے ۔'' **مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ کا بیان ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب ﷺ نے اِرشاد فرمایا: '' اَب جس نے بھی مسلمانوں کے مشورے کے بغیر کسی بھی شخص کی (زبردستی خلافت کیلئے) بیعت منعقد کی (تو یاد رکھنا) نہ تو بیعت کرنے والے کی بیعت صحیح ہوگی اور نہ جس (خلیفہ) کی بیعت کی گئی اُس کی بیعت منعقد ہوگی ۔'' [صحیح بُخاری : 4359 اور 6830 ، مُسندِ احمد : 391 (جلد - 1 ، صفحہ - 242)، قال الشیخ شعیب الارنؤوط : اِسناده صحیح علی شرط مُسلم]

56 **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوہریرہ ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں نے رسولُ اللّٰہ ﷺ سے دو قسم کے (علوم کے) پیالے محفوظ کیے ہیں، ایک (علم شریعت) کو مَیں نے لوگوں میں نشر کر دیا ہے، اور دوسرے (مستقبل میں ہونے والے فتنوں سے متعلق رسولُ اللّٰہ ﷺ کی بتائی ہوئی غیبی خبروں) کو اگر بیان کروں تو (اِن موجودہ حکمرانوں کے کرتوتوں کی اَصلیت کھلنے کے باعث اُنکی طرف سے) میری شہ رگ ہی کاٹ دی جائے گی ۔'' **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا سعید بن عمرو تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ مَیں مسجدِ نبوی شریف میں سیدنا ابوہریرہ ﷺ کے ہمراہ بیٹھا ہوا تھا، اور ہمارے ساتھ مروان (بن حکم) بھی تھا ۔ سیدنا ابوہریرہ ﷺ نے فرمایا کہ مَیں نے صادق ومصدوق (رسولُ اللّٰہ ﷺ) کو فرماتے ہوئے سُنا تھا : '' میری اُمت کی ہلاکت خاندانِ قریش (میں سے بنواُمیہ) کے نوجوان لڑکوں کے ہاتھوں سے ہوگی ۔'' (والعیاذ باللہ تعالیٰ) یہ سُن کر مروان (خود ہی) کہنے لگا: '' اُن چھوکروں پر اللّٰہ تعالیٰ کی لعنت ہو! '' سیدنا ابوہریرہ ﷺ نے فرمایا: '' اگر مَیں چاہوں تو بنوفلاں اور بنوفلاں کہہ (کر اُن چھوکروں کے نام بھی بتا) سکتا ہوں ۔'' (راویِ حدیث کہتے ہیں کہ) جب وہ لوگ شام کے حکمران بن گئے تو مَیں اَپنے دادا (یعنی سعید تابعی رحمہ اللّٰہ) کے ساتھ بنومروان کے پاس جایا کرتا تھا، تو میرے دادا جان جب اُن کم عمر لڑکوں کو دیکھتے تو فرمایا کرتے: '' عین ممکن ہے کہ یہ وہی لڑکے ہوں ۔'' ہم نے اُن سے جواباً عرض کیا: '' آپ (سعید تابعی رحمہ اللہ) ہی بہتر جانتے ہیں ۔'' **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے :** سیدنا ابوہریرہ ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں نے رسولُ اللّٰہ ﷺ سے خود سُنا تھا: '' قریش کا یہ قبیلہ (مراد بنواُمیہ، اور اِسکے ثبوت میں مقالہ کی حدیث نمبر 2 پہلے ہی گزر چکی ہے) میری اُمت کو برباد کرے گا ۔'' ہم نے عرض کیا: '' اَے اللّٰہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ! پھر آپ ﷺ ہمیں (اَیسی حالت میں) کیا حکم دیتے ہیں؟ '' آپ ﷺ نے جواباً اِرشاد فرمایا: '' کاش کہ لوگ اُن سے الگ ہی رہیں (یعنی اُن حکمرانوں کے ساتھ کسی بھی برے عمل میں ہرگز شریک نہ ہوں) ۔'' [صحیح بُخاری : 120 اور 7058 ، صحیح مُسلم : 7325]

57 **مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوہریرہ ﷛ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں نے رسولُ اللّٰہ ﷺ سے خودسُنا تھا: ''70 کی دہائی کے آغاز (61-ہجری) اورچھوکروں کی حکمرانی سے اللّٰہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو۔'' **دلائل النبوۃ لِلبیھقی کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوہریرہ ﷛ مدینہ منورہ کے بازار میں چلتے ہوئے یہ دُعا مانگا کرتے:'' اَے اللّٰہ تعالیٰ ! مجھے 60 تک باقی نہ رکھنا۔(لوگو !)تمہاری بربادی ہو،حضرت معاویہ ﷛ کی کنپٹیوں کومضبوطی سے پکڑ (کراُنھیں روک)لو۔اَے اللّٰہ تعالیٰ ! مجھے چھوکروں کے دورِ اِقتدار تک باقی نہ رکھنا۔'' **مُسندِ ابی یعلی کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوہریرہ ﷛ بیان فرماتے ہیں کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ گویاحَکَم کے بیٹے (مروان بن حکم اوراُسکی اولاد) آپ ﷺ کے منبر شریف پراُچھل کر چڑھتے ہیں اوراُترتے ہیں۔(خواب کے بعد) آپ ﷺ سخت طیش میں آگئے اور اِرشادفرمایا : '' مَیں کیا دیکھ رہا ہوں کہ حَکَم کے بیٹے (مروان بن حکم اوراُسکی اولاد) میرے منبر پر بندروں کی طرح اُچھل کُود کر رہے ہیں !'' سیدنا ابوہریرہ ﷛ کا بیان ہے: ''اِس (غیبی خبر ملنے) کے بعدوفات تک آپ ﷺ کوکبھی مطمئن اور ہنستا ہوانہیں دیکھا گیا۔''

[مُسندِ احمد : 8302 (جلد - 4 ، صفحہ - 313) ، مشکوۃ المصابیح : 3716 ، دلائل النبوۃ لِلبیھقی : 2801 ، قال الشیخ زبیرعلیزئی فی مقالات جُز-6 : اِسنادہ صحیح]

[مُسندِ ابی یعلیٰ : 6430 ، قال الشیخ حسین سلیم اسد والشیخ ارشاد الحق الاثری و الشیخ زبیرعلیزئی فی مقالات جُز-6 : اِسنادہ صحیح]

58 **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا عائذ بن عمرو﷛ ، عبیداللّٰہ بن زیاد (جو یزید بن معاویہ کی طرف سے کوفہ کیلئے گورنر مقرر تھا) کے پاس آئے اور (بطورِنصیحت) فرمایا: ''اَے بیٹا! مَیں نے رسولُ اللّٰہ ﷺ کوخود فرماتے ہوئے سُنا ہے: ''بدترین حکمران وہ ہیں، جوظالم ہوں، اِس لئے تم اُن میں شامل ہونے سے بچ جاؤ۔'' یہ سُن کر وہ (عبیداللّٰہ بن زیاد گستاخی کرتے ہوئے) بولا: ''بیٹھ جاؤ، تم توصحابہ﷛ میں سے محض بھوسہ (ایک گرے پڑے غیراَہم شخص) ہو۔'' سیدنا عائذ بن عمرو ﷛ نے جواباً فرمایا :''کیاصحابہ﷛ میں سے بھی کوئی شخص بھوسہ تھا ؟ بھوسہ تو اُن کے بعد میں آنے والے (تم جیسے) لوگوں میں ہے۔'' **سُنن ابی داؤد کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوطالوت تابعی رحمہ اللّٰہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے سیدنا ابوبرزہ ﷛ کو (گورنرِ یزید بن معاویہ) عبیداللّٰہ بن زیاد کے پاس آتے دیکھا جبکہ وہ دسترخوان پر تھا۔اُس نے سیدنا ابوبرزہ ﷛ کوآتے ہوئے دیکھ کر کہا: ''یہ ہے تمہارا ٹِھگنا محمدی ﷺ !'' (نعوذ باللہ من ذالک) سیدنا ابوبرزہ ﷛ اُس کی (طنزیہ) بات کوسمجھ گئے اور جواباً فرمایا: '' مجھے گمان نہیں تھا کہ مَیں اَیسے لوگوں (کے دورِحکومت) تک زندہ رہوں گا جو مجھے رسولُ اللّٰہ ﷺ کی صحبت پر عار دلائیں گے۔'' عبیداللّٰہ بن زیاد بولا: '' محمد ﷺ کی صحابیت تمہارے لئے باعثِ زینت ہے، عار کا سبب نہیں۔'' پھر کہنے لگا : '' مَیں نے تمہیں اِس لئے بلوایا ہے کہ تم سے حوض (کوثر) کے متعلق پوچھوں، کیاتم نے رسولُ اللّٰہ ﷺ سے اُس کے بارے میں کچھ سنا تھا؟ '' سیدنا ابوبرزہ ﷛ نے فرمایا: ''ہاں! نہ ایک بار، نہ دوبار، نہ تین بار، نہ چار بار اورنہ پانچ بار (یعنی متعدد بارسُنا) اور جوشخص اُس (حوضِ کوثر) کے وجود کا اِنکار کرے تو اللّٰہ تعالیٰ اُسے اُس سے پینا نصیب نہ فرمائے۔''سیدنا ابوطالوت تابعی کا بیان ہے کہ پھر سیدنا ابوبرزہ ﷛ غصے کی حالت میں وہاں سے تشریف لے گئے۔'' [صحیح مُسلم : 4733 ، سُنن ابی داؤد : 4749 ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیرعلیزئی : اِسنادہ صحیح]

59 **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا براء بن عازب ﷛ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں نے رسولُ اللّٰہ ﷺ سے خودسُنا تھا: '' اَنصار سے صرف مومن ہی محبت کرے گا، اور اَنصار سے صرف منافق ہی بُغض رکھے گا۔چنانچہ جس نے اَنصار سے محبت کی تو اللّٰہ تعالیٰ اُس سے محبت فرمائے گا، اورجس نے اَنصار سے دشمنی رکھی تو اللّٰہ تعالیٰ اُس سے دشمنی رکھے گا۔'' **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا انس ﷛ بیان فرماتے ہیں رسولُ اللّٰہ ﷺ سرمبارک پر پٹی باندھے (مرضِ وفات میں) باہر تشریف لائے اور منبر پر جلوہ اَفروز ہوئے اوراُسکے بعد آپ ﷺ کبھی منبر پر تشریف نہ لاسکے۔آپ ﷺ نے اللّٰہ تعالیٰ کی حمدوثنا کے بعد اِرشادفرمایا:'' مَیں اَنصار کے بارے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میرے جسم وجان ہیں۔وہ اَپنی ذمہ داریاں نبھا چکے، اَب اُنکے حقوق باقی ہیں۔تم (میرے بعد) اُنکے نیکوکاروں کی طرف سے عذر قبول کرنا اوراُنکے خطاکاروں سے درگزر کرنا۔'' **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوہریرہ ﷛ بیان فرماتے ہیں رسولُ اللّٰہ ﷺ نے اِرشادفرمایا: '' اگر ہجرت نہ ہوتی تومَیں بھی اَنصار میں سے ایک آدمی ہوتا۔اگر سارے لوگ ایک وادی میں چلیں اوراَنصار دوسری گھاٹی میں تومَیں اَنصار کی گھاٹی میں چلوں گا۔اَنصاراَستر (اَندرونی لباس) ہیں جبکہ باقی لوگ اوپر کا کپڑا ہیں۔(اَے اَنصار !) بیشک تم لوگ میرے بعد ترجیح دیکھو گے تو تم صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے حوضِ کوثر پر ملاقات کرنا۔'' **اَلمُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللّٰہ بن عباس ﷛ کا بیان ہے کہ سیدنا ابوایوب اَنصاری ﷛ جو رسولُ اللّٰہ ﷺ کے میزبان بنے تھے، جب غزوہِ روم میں شریک ہوئے تو (اَمیرِلشکر) حضرت معاویہ ﷛ نے اُن سے کہا:''کیاتم قاتلینِ عثمان ﷛ میں شامل نہیں؟'' اوراُنکے ساتھ بدسلوکی کا معاملہ کیا، پھرغزوہ سے واپسی پر بھی اَیسا ہی سلوک کیا اوراُنکی طرف کوئی توجہ نہ دی توسیدنا ابوایوب اَنصاری ﷛ نے حضرت معاویہ ﷛ سے فرمایا: رسولُ اللّٰہ ﷺ نے ہم (اَنصاریوں) سے پہلے ہی فرمادیا تھا کہ تم لوگ کن کن آزمائشوں میں مبتلا ہوگے! حضرت معاویہ ﷛ نے کہا تو پھر رسولُ اللّٰہ ﷺ نے تمہیں کیا حکم دیا تھا؟ سیدنا ابوایوب اَنصاری ﷛ نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے حوضِ کوثر پر ملاقات کرنا۔'' حضرت معاویہ ﷛ نے کہا تو پھرتم صبر ہی کرو۔اِس (گستاخی) پرسیدنا ابوایوب اَنصاری ﷛ غصہ میں آگئے اورقَسم کھائی کہ پوری زندگی حضرت معاویہ ﷛ سے کلام نہیں کروں گا۔جب سیدنا علی ابن ابی طالب ﷛ نے سیدنا عبداللّٰہ بن عباس ﷛ کوبصرہ کا گورنر بنا کر بھیجا تو وہاں سیدنا ابوایوب اَنصاری ﷛ اُن کو ملنے کیلئے آئے۔سیدنا عبداللّٰہ بن عباس ﷛ نے فرمایا: مَیں آپ ﷛ کیلئے آج وَیسے ہی گھر خالی کردوں گا جیسے آپ ﷛ نے رسولُ اللّٰہ ﷺ کی مہمان نوازی کیلئے کیا تھا۔پھراُنھوں نے اَپنے گھر والوں کووہاں سے نکل جانے کا حکم دیا اورسارا گھر سازوسامان سمیت سیدنا ابوایوب اَنصاری ﷛ کوتحفے میں دےدیا، پھرپوچھا کوئی اورحاجت؟ سیدنا ابوایوب اَنصاری ﷛ نے فرمایا: مجھ پر چار ہزار درھم کا قرضہ ہے اور مجھے اَپنی زمین پر کام کرنے کیلئے آٹھ غلاموں کی ضرورت ہے۔اِس پر سیدنا عبداللّٰہ بن عباس ﷛ نے سیدنا ابوایوب اَنصاری ﷛ کوبیس ہزار درھم اورچالیس غلام تحفے میں دےدیئے۔ [صحیح بُخاری : 3783 ، 3799 اور 4330 ، المُستدرک لِلحاکم : 5935 اور 5941 ، قال الامام حاکم والامام الذھبی : اِسنادہ صحیح]

60 صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے: عبدالرحمٰن بن شماسہ کا بیان ہے، میں اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کچھ پوچھنے کیلئے حاضر ہوا۔ اُنہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تو کس جگہ کے لوگوں میں سے ہے؟ میں نے عرض کیا: مصروالوں میں سے ہوں۔ اِس پر اُنہوں نے فرمایا: تمہارے موجودہ حاکم (جس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حمایت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے مقرر کردہ مصر کے حاکم میرے بھائی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ پر چھپ کر حملہ کر کے اُنھیں شہید کر کے مصر پر قبضہ کرلیا) کا کیا حال تھا اُس لڑائی میں؟ میں نے عرض کیا: میں نے تو اُس نئے حاکم میں کوئی بات بری نہیں دیکھی، ہم میں سے کسی کا اونٹ مرجاتا تو وہ اُسے نیا اونٹ دیتا ہے۔ اور اگر ہمارا غلام مرجائے تو نیا غلام دے دیتا ہے۔ اور اگر خرچہ کی ضرورت پڑ جائے تو خرچہ بھی دے دیتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تمہارے اُس حاکم نے میرے بھائی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو سلوک کیا (یعنی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے اُنکی لاش مردہ گدھے کی کھال میں ڈال کر جلائی گئی) یہ حرکت مجھے اُس حدیث کو بیان کرنے سے نہیں روک سکتی کہ رسول اُللہ ﷺ نے فرمایا میرے اِسی حجرہ میں فرمایا تھا: ''اَے اللہ تعالیٰ ! میری امت کا جو حاکم لوگوں پر سختی کرے، تو بھی اُس پر سختی فرما اور جو حاکم اُن لوگوں پر نرمی کرے، تو بھی اُس پر نرمی فرما۔'' اَلمُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے: مروان بن حکم کا بیان ہے کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، تو اُنھوں نے فرمایا: ''اَے معاویہ ! تم نے حجر بن عدی اور اُن کے ساتھیوں کو شہید کر دیا اور تم نے کیا کچھ نہیں کیا۔ تجھے اِس بات سے ذرا خوف نہیں آتا کہ میں تیرے لئے ایک آدمی چھپا کر رکھوں اور وہ تجھے (خفیہ حملہ کر کے) قتل کر دے؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: (آپ اَیسا نہ کریں کیونکہ) میں نے رسول اُللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''اِیمان اَچانک حملہ کر کے قتل کرنے سے روکتا ہے، مومن اَچانک حملہ نہیں کرتا۔'' (**نوٹ :** سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حامی مشہور صحابی سیدنا حجر ابن عدی رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھیوں کی مظلومانہ شہادت کی مکمل تفصیلات اَلمُستدرک لِلحاکم کی حدیث نمبر **5972** سے **5984** میں موجود ہیں)۔

مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے: سیدنا سعید بن مسیّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ، اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اُنہوں نے فرمایا: کیا تمہیں اِس بات کا خطرہ نہیں ہے کہ میں ایک آدمی کو خفیہ طور پر بٹھا دوں اور وہ تمہیں قتل کر دے؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ اَیسا نہیں کر سکتیں، کیونکہ میں تو اَمن والے گھر میں ہوں اور میں نے رسول اُللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''اِیمان بہادری کو بیڑی ڈال دیتا ہے۔'' اچھا آپ یہ بتایئے کہ میرا آپکے ساتھ اور آپکی ضروریات کے حوالے سے رَویہ کیسا ہے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا صحیح ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''تو پھر آپ ہمیں اور باقی لوگوں کو اَپنے حال پر چھوڑ دیجئے یہاں تک کہ ہم اَپنے پروردگار سے جاملیں۔''

[صحیح مُسلم : 4722 ، المُستدرک لِلحاکم : 8038 ، مُسندِ احمد : 16957 (جلد - 7 ، صفحہ - 21) ، قال الشیخ شعیب الارنؤوط : اِسنادہ صحیح]

نوٹ سیدنا اِمام محمد بن سیرین تابعی رحمہ اللہ کا قول ہے: ''رسول اُللہ ﷺ سے روایت کردہ اَحادیث کے معاملہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر کوئی تہمت نہیں ہے۔'' (یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعض اَعمال کی وجہ سے اُنکی اَحادیث پر اَثر نہیں پڑتا کیونکہ کسی صحابی سے رسول اُللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنا ثابت نہیں۔ اِسی لئے اہل سنت والجماعت کے ہاں یہ مسلمہ اُصول ہے: '' الصحابة کلهم عدول'' تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عادِل ہیں)۔ [سُنن ابی داؤد : 4129 ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیر علیزئی : اِسنادہ صحیح]

نوٹ اِمام احمد بن حنبل اور اِمام بخاری کے اُستاد اِمام علی بن جعد رحمهم اللہ (اَلمُتوفیٰ-**230** هجری) فرماتے ہیں: ''مجھے یہ برا نہیں لگے گا کہ اللہ تعالیٰ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو (قیامت کے دِن) عذاب دے۔'' [تهذیب التهذیب لِامام ابن حجر : جلد - 7 ، صفحہ - 257 ، قال الشیخ زبیر علیزئی فی قیام رمضان ، صفحہ - 77 : اِسنادہ صحیح]

نوٹ اِمام مُلا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (اَلمُتوفیٰ-**1014** هجری) لکھتے ہیں: ''میں کہتا ہوں جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر واجب تھا کہ وہ اَپنی بغاوت سے رجوع کر کے خلیفہ برحق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اِطاعت کی طرف آجاتے، اُنکی مخالفت چھوڑ دیتے اور خلافتِ منفیہ کی طلب ترک کر دیتے، جو اُنہوں نے نہیں کیا، تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ باطن میں باغی تھے اور ظاہر میں صرف لوگوں کو دِکھانے کیلئے خونِ عثمان رضی اللہ عنہ کو ڈھال بنائے ہوئے تھے۔ چنانچہ یہ حدیث (جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں موجود ہے: ''سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی) اُن کی پوشیدہ چیز کو ظاہر کرنے والی ہے اور اُن کی بغاوت کو روکنے والی ہے تاہم کتابِ تقدیر میں اِسی طرح لکھا ہوا تھا جیسا کہ ہو گیا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عمل اور رویّہ کی وجہ سے قرآن وحدیث دونوں مہجور ومتروک ہو گئے۔'' [مرقاة المفا تیح شرح مشکاة المصابیح لِامام مُلا علی قاری حنفی ، تحت الحدیث : مشکاة المصابیح : 5878]

نوٹ اِمام محمد ابن عبدالوہاب رحمہ اللہ (اَلمُتوفیٰ-**1206** هجری) کے بیٹے اِمام عبداللہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہل شام سمیت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی، پھر اُن کی صرف مخالفت ہی نہیں کی بلکہ اُن پر قتلِ عثمان رضی اللہ عنہ میں اعانت اور اُس پر رضامندی کا الزام بھی دھرا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اُس الزام سے بچالیا ۔۔۔۔۔۔ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے لڑائی ترک کر دی، اور بہت سے لوگوں نے بھی اُنکی پیروی کی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُن سے پوچھا: ''تم نے لڑائی کیوں ترک کی ہے؟'' اُنہوں نے کہا: ''ہم نے عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا ہے۔ اور میں نے رسول اُللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''عمار رضی اللہ عنہ کو باغی جماعت قتل کرے گی!'' معلوم ہوا کہ ہم باغی ہیں۔'' معاویہ رضی اللہ عنہ بولے: ''خاموش رہو ! واللہ ! تم اونٹ کی طرح ہمیشہ اَپنے ہی پیشاب سے پھسلتے ہو۔ کیا ہم نے اُنکو قتل کیا ہے؟ اُن کو علی رضی اللہ عنہ اور اُنکے ساتھیوں نے قتل کیا ہے، جنھوں نے اُن کو ہمارے درمیان لا پھینکا۔ ہم تو اَپنے بچاؤ کیلئے لڑ رہے تھے، جس میں وہ قتل ہو گئے۔'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اِسکی خبر ہوئی تو (الزامی جواب کے طور پر) فرمایا: ''اگر ہم نے اُن کو قتل کیا ہے، تو پھر اپنے چچا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو رسول اُللہ ﷺ نے قتل کیا ہے، جنھوں نے اُن کو کفار کے مقابلہ میں بھیجا تھا! ۔۔۔۔۔۔ بنو اُمیہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص اور اُنکے بارہ میں نازیبا الفاظ استعمال کرتے رہے، مگر اِس عمل سے علماء کے دل میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی محبت بڑھ گئی اور قدر ومنزلت میں اضافہ ہو گیا۔ عمر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''بنو اُمیہ 60 سال تک اُن کو گالیاں دیتے رہے، مگر وہ اُن کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ بلکہ اُنکی شان پہلے سے بھی بلند ہو گئی۔'' [سیرۃ الرسول ﷺ لِامام عبداللہ ابن محمد ابن عبدالوهاب فی الباب: الخلافة علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ]

61 جامع ترمذی کی حدیث میں ہے: سیدنا حذیفہ بن یمان ؓ بیان فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے رسولُ اللہ ﷺ سے (آخری بار) کب ملاقات کی ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے آپ ﷺ سے ملے ہوئے اِتنا (لمبا) عرصہ بیت گیا ہے۔ اِس پر میری والدہ نے مجھے سخت سُست کہا۔ میں نے (معذرت کرتے ہوئے) کہا کہ بس اَب جانے دیجئے، مَیں آپ ﷺ کے ساتھ نمازِ مغرب ادا کرتا ہوں اور آپ ﷺ سے درخواست کروں گا کہ آپ ﷺ میرے اور آپ (والدہ) کیلئے دُعائے مغفرت فرمائیں۔ چنانچہ میں آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور نمازِ مغرب ادا کی تو آپ ﷺ (نفلی) نماز میں مشغول رہے یہاں تک کہ میں نے نمازِ عشاء بھی آپ ﷺ کے ساتھ ادا کی۔ پھر آپ ﷺ واپس (گھر کو) چلے تو میں بھی (اَندھیرے میں) آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ آپ ﷺ نے میری (قدموں کی) آواز سُنی تو دریافت فرمایا: ''کون؟ کیا حذیفہ ہو؟'' میں نے عرض کیا: ''جی ہاں!'' آپ ﷺ نے پوچھا: ''کوئی کام ہے؟'' پھر آپ ﷺ نے (خود ہی) دُعا دی: ''اللہ تعالیٰ تیری اور تیری ماں کی بخشش فرمائے۔'' (رازدارِ رسول ﷺ سیدنا حذیفہ بن یمان ؓ کا مزید بیان ہے کہ) پھر آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''آج رات ایک اَیسا فرشتہ زمین پر اُترا ہے جو پہلے کبھی نہیں آیا اور اُس نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مجھے سلام کہا اور خوشخبری دی کہ (میری بیٹی سیدہ) فاطمہ رضی اللہ عنہا اہلِ جنت کی عورتوں کی سردار اور (میرے نواسے) حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہوں گے۔'' المُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ کا بیان ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہوں گے اور اُنکے والد (سیدنا علی ؓ) اُن دونوں سے بہتر (جنتی مقام پر) ہوں گے۔''

[جامع ترمذی : 3781 ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیرعلیزئی : اِسناده صحیح]

[المُستدرک لِلحاکم : 4779 ، السلسلة الصحیحة : 796 ، قال الامام حاکم والامام الذهبی والشیخ الالبانی و الشیخ زبیرعلیزئی فی فضائل الصحابة : اِسناده صحیح]

62 صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کو (اللہ تعالیٰ کی) پناہ میں دیا کرتے اور فرماتے: ''تمہارے باپ سیدنا ابراہیم ؑ (اَپنے دو بیٹوں) سیدنا اِسماعیل ؑ اور سیدنا اِسحاق ؑ کو بھی اِنہی الفاظ کے ساتھ پناہ میں دیا کرتے تھے اور میں تم دونوں کو اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ میں دیتا ہوں ہر شیطان سے (بچاؤ)، اور ہر زہریلے جانور سے، اور ہر نقصان پہنچانے والی نظر بد سے (بچاؤ کیلئے)۔'' جامع ترمذی کی حدیث میں ہے: سیدنا اُسامہ بن زید ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں کسی کام سے رسولُ اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں رات کے وقت حاضر ہوا، تو آپ ﷺ باہر تشریف لائے اِس حال میں کہ آپ ﷺ نے اَپنی چادر میں کوئی چیز لپیٹ کر اُٹھا رکھی تھی، معلوم نہیں کیا چیز تھی۔ جب میں نے اَپنے کام کی بات آپ ﷺ سے عرض کر لی تو پوچھا: ''آپ ﷺ نے چادر میں کیا اُٹھا رکھا ہے؟'' یہ سُن کر آپ ﷺ نے چادر کھول کر دکھائی تو (اُس میں) سیدنا حسن اور سیدنا حسین علیهما السلام تھے، جنہیں آپ ﷺ نے اَپنی گود مبارک میں اُٹھایا ہوا تھا۔ (**نوٹ:** سیدنا حسن اور سیدنا حسین کے ناموں کے ساتھ علیهما السلام خود اِمام ترمذی رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔) پھر آپ ﷺ نے یوں دُعا فرمائی: ''یہ دونوں میری اولاد ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں، اَے اللہ تعالیٰ! میں اِن دونوں (نواسوں) سے محبت رکھتا ہوں، اس لیے تو بھی اِن دونوں سے محبت فرما اور اُس شخص سے بھی محبت فرما جو اِن دونوں سے محبت رکھے۔'' جامع ترمذی کی حدیث میں ہے: سیدنا یعلی بن مرہ ؓ کا بیان ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حسین ؓ مجھ سے ہے اور مَیں حسین ؓ سے، اللہ تعالیٰ اُس شخص سے محبت فرمائے جو حسین ؓ سے محبت کرے، حسین ؓ میرے نواسوں میں (عظیم الشان) نواسہ ہے۔''

[صحیح بُخاری : 3371 ، جامع ترمذی : 3769 اور 3775 ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیرعلیزئی : اِسناده صحیح]

63 جامع ترمذی ، سُنن ابی داؤد اور سُنن نسائی کی حدیث میں ہے: سیدنا بریدہ ؓ کا بیان ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ ہمیں خطبہ اِرشاد فرما رہے تھے کہ اَچانک سیدنا حسن اور سیدنا حسین علیهما السلام آ گئے۔ (**نوٹ:** سیدنا حسن اور سیدنا حسین کے ناموں کے ساتھ علیهما السلام خود اِمام ترمذی رحمہ اللہ اور اِمام نسائی رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔) اُنھوں نے سرخ قمیصیں پہن رکھی تھیں، وہ چلتے چلتے گر پڑتے تھے۔ رسولُ اللہ ﷺ منبر سے نیچے اُترے، اُن دونوں کو اُٹھایا اور اَپنے سامنے بٹھا لیا اور پھر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا: ''تمہارے اَموال اور اولاد میں تمہارے لئے آزمائش ہے۔'' [اَلتغابن : 15] مَیں نے جب اِن بچوں کو چلتے اور گرتے ہو دیکھا تو مَیں صبر نہ کر سکا حتیٰ کہ میں نے اَپنا خطبہ کاٹ کر اُنھیں اُٹھا لیا۔'' سُنن نسائی کی حدیث میں ہے: سیدنا شداد ؓ کا بیان ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ ہمارے پاس نمازِ عشاء کی اِمامت کیلئے باہر تشریف لائے۔ اُس وقت آپ ﷺ نے سیدنا حسن ؓ یا سیدنا حسین ؓ کو اُٹھایا ہوا تھا۔ رسولُ اللہ ﷺ اِمامت کیلئے آگے بڑھے اور نواسے کو وہیں زمین پر بٹھا لیا۔ پھر تکبیر کہہ کر نماز شروع فرمائی۔ آپ ﷺ نے نماز کے دوران سجدے میں تاخیر فرما دی تو میں نے نماز ہی میں سر اُٹھا کر دیکھا کہ آپ ﷺ کے نواسے پشت مبارک پر چڑھے ہوئے ہیں اور اُس وقت آپ ﷺ سجدہ کی حالت میں ہیں۔ پھر جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے دورانِ نماز جب سجدہ میں تاخیر فرمائی تو ہم لوگوں نے گمان کیا کہ شاید آپ ﷺ کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ گیا ہے یا پھر آپ ﷺ پر (حالتِ سجدہ میں) وَحی نازل ہو رہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَیسی کوئی بات نہیں تھی۔ دراَصل میرا بیٹا مجھ پر سوار ہوا تو مجھے یہ برا محسوس ہوا کہ میں سجدے سے جلدی سر اُٹھا لوں اور اُس بچے کی (کھیلنے کی) خواہش مکمل نہ ہو سکے۔'' (**نوٹ:** مُسندِ اَحمد کی حدیث میں سیدنا ابوہریرہ ؓ نے سیدنا حسن ؓ اور سیدنا حسین ؓ دونوں سے متعلق بالکل اَیسا ہی واقعہ بیان کیا ہے۔)

[جامع ترمذی : 3774 ، سُنن ابی داؤد : 1109 ، سُنن نسائی : 1414 اور 1142 ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیرعلیزئی : اِسناده صحیح]

[مُسندِ احمد : 10669 (جلد - 4 ، صفحه - 877) ، قال الشیخ شعیب الارنؤوط : اِسناده صحیح]

64 **مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوعبداللہ تابعی رحمہ اللہ کے بیٹے سیدنا عبداللہ بن نجی رحمہ اللہ اَپنے والد سے بیان کرتے ہیں جو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کیلئے (سفر میں) سامانِ طہارت کا بندوبست کرتے تھے کہ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر میں تھے، جب آپ رضی اللہ عنہ صفین کو جاتے ہوئے (مقام) نینوی کے برابر پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے کہا: ''اَے ابوعبداللہ! (یہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی کنیت تھی) فرات کے کنارے صبر کرنا، اَے ابوعبداللہ! فرات کے کنارے صبر کرنا۔'' مَیں نے پوچھا: ''کیا (کوئی خاص) بات ہوگئی (اَے امیر المومنین!)؟ '' سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ایک دن مَیں رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، تو (کیا دیکھتا ہوں کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں سے آنسو رَواں تھے، میں نے (بے چین ہوکر) عرض کیا: ''کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے ناراض کیا ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں سے آنسو کیوں بہہ رہے ہیں؟ ''رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' نہیں! بلکہ اَبھی اَبھی سیدنا جبرائیل علیہ السلام میرے پاس سے اُٹھ کر گئے ہیں اور اُنھوں نے مجھے (اللّٰہ تعالیٰ کی طرف سے) یہ خبر دی ہے کہ بیشک حسین رضی اللہ عنہ کو فرات کے کنارے قتل کردیا جائے گا۔ پھر اُنھوں نے پوچھا کہ کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حسین رضی اللہ عنہ کے مقتل کی مٹی لا کر دِکھاؤں؟ مَیں نے کہا ہاں دکھاؤ ! چنانچہ اُنھوں نے مٹی کی ایک مٹھی بھر کر مجھے دکھائی، تو اِس پر مَیں اَپنے آنسو نہ روک سکا۔'' **اَلمُستدرک لِلحاکم اور السلسلة الصحيحة کی حدیث میں ہے:** سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: '' سیدُ الشہداء (یعنی شہداء کے سردار) سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہیں، اور وہ شخص (بھی سیدُ الشہداء ہے) جس نے کسی ظالم حاکم کو (نیکی کا) حکم دیا اور (برائی سے) روکا تو اُس (حاکم) نے (اِس حق گوئی کی پاداش میں) اُسے قتل کردیا۔'' (**نوٹ:** یہ صحیح حدیث مبارکہ سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کے سیدُ الشہداء ہونے پر ایک بہت ہی مضبوط دلیل ہے۔ **والحمد للّٰہ**)

[مُسندِ احمد : 648 (جلد - 1 ، صفحہ - 336) ، قال الشيخ الالبانی و الشيخ زبير عليزئی فی فضائل الصحابة : اِسناده صحيح]

[السلسلة الصحيحة : 822 ، المُستدرک لِلحاكم : 4884 ، السلسلة الصحيحة : 374 ، قال الامام حاکم الشيخ الالبانی : اِسناده صحيح]

65 **مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے:** سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دِن میں نے دو پہر کے وقت رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (خواب میں) دیکھا، (اِس حال میں) کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک بکھرے ہوئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہ گرد پڑی ہوئی ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شیشی ہے، جس میں خون ہے۔ میں نے عرض کیا: '' اَے اللّٰہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! یہ کیا (ماجرہ) ہے ؟ '' رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: ''یہ حسین رضی اللہ عنہ اور اُس کے ساتھیوں کا خون ہے جسے میں آج صبح سے اِکٹھا کر رہا ہوں۔'' سیدنا عمار تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے: ''ہم نے وہ (خواب والا) دِن یاد رکھا، اور پھر (بعد میں) ہم نے تصدیق کر لی کہ اُسی (61 - ہجری میں 10 - محرم الحرام کے) دِن وہ (سیدنا حسین رضی اللہ عنہ میدان کربلا میں) قتل کیے گئے تھے۔''

[مُسندِ احمد : 2165 (جلد - 2 ، صفحہ - 93) ، قال الشيخ شعيب الارنؤوط و الشيخ زبير عليزئی فی فضائل الصحابة : اِسناده صحيح]

66 **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابونعم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے مُحرِم (اِحرام باندھے ہوئے شخص) کے متعلق پوچھا، جو مکھی کو مار ڈالے (تو اُس کا کفارہ کیا ہے؟) (یہ سوال سُن کر) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یہ عراق کے رہنے والے مکھی کے (مارنے سے) متعلق پوچھتے ہیں، حالانکہ اِن لوگوں نے رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے لختِ جگر کو قتل کر ڈالا ہے، جبکہ رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ''یہ دونوں (سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما) دُنیا میں میرے 2 پھول ہیں۔'' **مُسندِ اَحمد کی حدیث میں ہے:** سیدنا شہر بن حوشب تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ اُم المومنین سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہوئے سُنا، جب سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آئی، تو سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے اہلِ عراق پر لعنت کی اور کہا: ''اُنہوں نے اُن (سیدنا حسین رضی اللہ عنہ) کو مار ڈالا ہے، اللّٰہ تعالیٰ اُن (عراقیوں) کو غارت کرے، پہلے اُنھیں دھوکہ دیا اور (پھر) ذلیل کیا، اللّٰہ تعالیٰ اُن پر لعنت کرے، مَیں نے رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود دیکھا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صبح صبح ایک ہنڈیا لے کر آئیں جس میں عصیدہ (ایک قسم کا حلوہ) تھا، جو اُنھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تیار کیا تھا، وہ ایک تھالی میں لے کر آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''تمہارا چچازاد (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) کہاں ہے؟'' اُنھوں نے عرض کیا: وہ گھر میں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا: ''جاؤ اُسے بلا کر لاؤ اور دونوں بچوں کو بھی لانا۔'' اُم المومنین سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ وہ (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا) اُن دونوں (سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما) کو ایک ایک ہاتھ سے تھامے ہوئے لے کر آئیں اور پیچھے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تشریف لا رہے تھے۔ جب سب رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن دونوں کو گود میں بٹھایا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں جانب اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بائیں طرف تشریف فرما ہوئیں۔ سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے نیچے سے خیبری چادر کھینچ نکالی جسے ہم بطور بستر استعمال کرتے تھے۔ وہ چادر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سب پر اوڑھا دی اور بائیں دَستِ مبارک سے چادر کے دونوں کنارے پکڑے رکھے اور دائیں ہاتھ کو ربّ عزوجل کی جانب پھیرا اور دُعا فرمائی: ''اَے اللّٰہ تعالیٰ ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں، ان سے ناپاکی دُور فرمادے اور انہیں خوب پاک فرمادے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے 3- مرتبہ اِنھی الفاظ میں دُعا فرمائی۔ سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''اَے اللّٰہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! کیا مَیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت میں سے نہیں ہوں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیوں نہیں! تم بھی چادر میں آجاؤ۔'' سیدہ اُمِ سلمہ بیان فرماتی ہیں: '' مَیں بھی چادر میں داخل ہوگئی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اَپنے چچازاد سیدنا علی رضی اللہ عنہ ، اَپنے نواسوں اور بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کیلئے دُعا فرما چکے تھے۔'' **اَلمُعجم الکبیر لِلطبرانی کی روایت میں ہے:** سیدنا عمار تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا: '' مَیں نے خود جنات کو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ پر نوحہ کرتے (روتے) ہوئے سُنا ہے۔''

[صحيح بُخاری : 3753 ، مُسندِ احمد : 27085 (جلد -12 ، صفحہ - 53) ، قال الشيخ زبير عليزئی فی فضائل الصحابة : اِسناده صحيح]

[المُعجم الكبير لِلطبرانی : 2793 ، قال الشيخ زبير عليزئی فی فضائل الصحابة : اِسناده صحيح]

67 **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ سیدنا حسین بن علی علیہ السلام (**نوٹ:** سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ علیہ السلام خود اِمام بخاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے) کا سَر مبارک ایک تھال میں رکھ کر (کوفہ میں یزید بن معاویہ کے عراقی گورنر) عبیداللہ بن زیاد کے پاس لایا گیا تو وہ اُسے (چھڑی سے) ہلکی ضرب لگانے لگا اور اُنکے حُسن کے متعلق (گستاخانہ اَنداز میں) کچھ کہا۔ (نعوذ باللہ من ذالک) اُس موقع پر سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یہ (سیدنا حسین رضی اللہ عنہ) رسولُ اللہ ﷺ سے (شکل وصورت میں) بہت مشابہت رکھتے تھے۔'' اور اُس وقت اُنکے بال وَسمہ (بوٹی کے کالے رنگ) سے رَنگے ہوئے تھے۔ **جامع ترمذی کی حدیث میں ہے:** سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں عبیداللہ بن زیاد کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کا سَر مبارک لایا گیا تو اُس نے چھڑی اُنکی ناک پر ماری اور کہا کہ میں نے اِن جیسا حُسن رکھنے والا کبھی نہیں دیکھا، مَیں (سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ تو رسولُ اللہ ﷺ سے (شکل وصورت میں) بہت مشابہت رکھتے تھے۔''

[صحیح بُخاری : 3748 ، جامع ترمذی : 3778 ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیرعلیزئی : اِسنادہ صحیح]

''قُسطنطنیہ'' والی بشارت ''یزید بن مُعاویہ'' پر چسپاں کرنا ''علمی غلطی'' ہے

اِس موضوع پر چند صحیح اَحادیث ملاحظہ فرمائیں:

I **ترجمہ صحیح حدیث:** ''میری اُمت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر (قسطنطنیہ کی فتح) کیلئے جنگ کرے گا اُن کی مغفرت کر دی گئی ہے۔'' [صحیح بُخاری : حدیث نمبر 2924]

II **ترجمہ صحیح حدیث:** ''ابوعمران تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے: ''ہم قسطنطنیہ پر حملے کیلئے روم پہنچے اور ہمارے امیر لشکر ''عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رحمہ اللہ'' تھے۔ وہاں سیدنا ابوایوب اَنصاری رضی اللہ عنہ نے ہمیں ایک آیت کی تفسیر سمجھائی پھر آپ اللہ جل جلالہ کی راہ میں جہاد میں شریک ہوتے رہے اور بالآخر قسطنطنیہ میں دفن ہوئے۔'' [سُنن ابی داؤد : حدیث نمبر 2512]

III **ترجمہ صحیح حدیث:** ''سیدنا ابوایوب اَنصاری رضی اللہ عنہ روم میں اُس لشکر میں فوت ہوئے جس میں امیر لشکر ''یزید بن معاویہ'' تھا۔'' [صحیح بُخاری : حدیث نمبر 1186]

نوٹ قسطنطنیہ پر ایک سے زیادہ حملے ہوئے تھے اور سیدنا ابوایوب اَنصاری رضی اللہ عنہ خود اِن تمام لشکروں میں شریک رہے۔ اَب آپ رضی اللہ عنہ عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رحمہ اللہ والے لشکر میں تو زندہ تھے، جبکہ یزید والے لشکر میں آپ رضی اللہ عنہ (54 ہجری میں) فوت ہوئے، اِس تحقیق سے بالکل آسان سا نتیجہ نکلتا ہے: ''یزید والا لشکر قطعاً پہلا لشکر نہیں تھا، بلکہ وہ تو آخری لشکر تھا۔''

''یزید'' کے 3 سیاہ کارنامے

I جلیل القدر صحابی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے خلاف مکہ مکرمہ پر حملہ کر کے ''بیت اللہ کے غلاف'' کو آگ لگا کر شہید کر دیا: [صحیح مُسلم : حدیث نمبر 3245]

II ''واقعہ حرہ'' میں یزیدی فوج نے ''قتل عام'' کر کے ''مدینہ منورہ'' کی حرمت کو پامال کیا، اور یوں صحیح مسلم کی اَحادیث کی رو سے اللہ جل جلالہ کی، فرشتوں کی اور تمام اِنسانوں کی ''لعنت'' کمائی: [صحیح بُخاری : حدیث نمبر 2604، 2959 ، 4024 اور 4906 ، صحیح مُسلم : حدیث نمبر 3339 ، 3319 ، 3323 تا 3333]

نوٹ اِمام اہل سنت سیدنا اِمام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (اَلمُتوفّٰی-241 ھجری) نے اَپنے شاگرد مہنا بن یحیٰی کو ''یزید بن معاویہ'' سے متعلق پوچھنے پر فرمایا: ''وہ (یزید) وہی ہے جس نے مدینے والوں کے ساتھ وہ کرتوت کئے جو اُس نے کئے۔'' اُس نے پوچھا یزید نے کیا کیا تھا؟ فرمایا: ''اُس نے مدینے کو لوٹا تھا۔'' اُس نے پوچھا کیا ہم یزید سے حدیث بیان کر سکتے ہیں؟ فرمایا: ''یزید سے حدیث مت بیان کرو، اور کسی کیلئے جائز نہیں کہ وہ یزید سے ایک حدیث بھی بیان کرے۔'' اُس نے پوچھا جب یزید نے یہ سب حرکتیں کی تھیں تو کس نے اُس کا ساتھ دیا تھا؟ فرمایا: '' اہل شام نے۔'' [الرد علی المتعصب العنید المانع من ذم یزید لامام ابنُ الجوزی : صفحہ نمبر 40 ، قال الشیخ زبیر علیزئی فی الحدیث-68 : اِسنادہ صحیح]

III **ترجمہ صحیح حدیث:** جب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ کا سرمبارک (یزید بن معاویہ کے چہیتے گورنر) عبیداللہ بن زیاد عراقی (کوفی نجدی) کے سامنے لا کر رکھا گیا تو وہ (بدبخت) آپ رضی اللہ عنہ کے سرمبارک کو ہاتھ کی چھڑی سے کریدنے لگا۔ یہ دیکھ کر سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے (اُس خبیث کو تنبیہ کرتے ہوئے) فرمایا: '' اللہ جل جلالہ کی قسم! (سیدنا) حسین رضی اللہ عنہ، (اَپنی شکل وصورت کے اِعتبار سے) رسولُ اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔'' [صحیح بُخاری : حدیث نمبر 3748 ، جامع ترمذی : حدیث نمبر 3778]

نوٹ یزید ابن معاویہ کے دورِ ملوکیت میں اِس دِل سوز سانحہ کربلا کے بعد بھی یزید ابن معاویہ نے نہ تو اَپنے کوفی نجدی گورنر عبیداللہ ابن زیاد کو سزا دی اور نہ ہی اُسے معزول کیا، جو اِس حقیقت کا منہ بولتا اور نا قابل تردید ثبوت ہے کہ یزید ابن معاویہ خود بھی اِس جرم میں برابر کا شریک تھا، چنانچہ اِسی ضمن میں **صحیح بُخاری اور صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا علی ابن حسین ابن علی تابعی رحمہ اللہ المعروف اِمام سجاد زین العابدین (اَلمُتوفّٰی-95 ھجری) کا اَپنا بیان ہے: ''جب میں (اَپنے والد) سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یزید ابن معاویہ کے دربار سے واپس مدینہ شریف آیا تو سیدنا مسور ابن مخرمہ صحابی رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ رحمہ اللہ کے پاس رسولُ اللہ ﷺ کی وہ تلوار (جو رسولُ اللہ ﷺ کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ پھر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور پھر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ تک پہنچی) ہے، وہ تلوار مجھے عنایت فرما دیں کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کوئی قوم (یعنی بنو اُمیہ والے) اِس تلوار کو آپ رحمہ اللہ سے چھین نہ لیں۔ جب تک میری جان میں جان ہے اللہ تعالٰی کی قسم مَیں اِسکی حفاظت کروں گا۔۔۔'' [صحیح بُخاری : 3110 ، صحیح مُسلم : 6309]

68 **جامع ترمذی کی حدیث میں ہے:** سیدنا عمارہ بن عمیر تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب (مختار ثقفی کی فوج کی جانب سے جنگ کے بعد یزید بن معاویہ کے عراقی گورنر) عبیداللہ بن زیاد اور اُس کے ساتھیوں کے سَر کاٹ کر لائے گئے تو اُن سَروں کو ایک قطار میں مسجد میں (لوگوں کی عبرت کی خاطر) رکھ دیا گیا۔ مَیں بھی وہاں پہنچا تو لوگ (کسی خوفناک شے کو دیکھ کر) کہہ رہے تھے: '' وہ آیا ! وہ آیا ! '' اَچانک مَیں نے ایک سانپ دیکھا جو سَروں کے درمیان سے گزرتا ہوا عبیداللہ بن زیاد کے نتھنوں میں گھس گیا اور تھوڑی دیر اُسکے سر میں رُکا پھر نکل کر غائب ہو گیا۔ کچھ دیر بعد پھر شور مچا: '' وہ آیا ! وہ آیا ! '' سیدنا عمارہ تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اِس طرح اُس (سانپ) نے دو یا تین بار یہ عمل دہرایا۔''

[جامع ترمذی : 3780 ، قال الامام الترمذی و الشیخ الالبانی : اِسنادہ صحیح]

69 صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: '' محمد ﷺ کے قرب کو آپ ﷺ کے اہلِ بیت (کی محبت اور قربت) میں تلاش کرو۔'' جامع ترمذی اور المُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: '' اللّٰہ تعالیٰ سے محبت رکھو کہ وہ تمہیں نعمتیں عطا فرماتا ہے، اور اللّٰہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت رکھو، اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہلِ بیت سے محبت رکھو۔''

[صحیح بُخاری : 3751 ، جامع ترمذی : 3789 ، قال الشیخ زبیرعلیزئی : اِسنادہ صحیح ، المُستدرک لِلحاکم : 4716 ، قال الامام حاکم و الذھبی : اِسنادہ صحیح]

70 المُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اِس حال میں کہ آپ ﷺ نے ایک کندھے پر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور دوسرے پر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو سوار کر رکھا تھا، اور باری باری دونوں کو چوم رہے تھے، اِسی حالت میں آپ ﷺ ہمارے پاس آ پہنچے تو ایک شخص نے عرض کیا: '' اَے اللّٰہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ! کیا آپ ﷺ اِن دونوں سے محبت رکھتے ہیں ؟ '' آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''ہاں ! اور جو اِن دونوں سے محبت رکھے، تو گویا کہ اُس نے مجھ سے محبت رکھی، اور جس نے اِن دونوں (سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ) سے بُغض رکھا تو گویا کہ اُس نے مجھ (رسولُ اللّٰہ ﷺ) سے بُغض رکھا۔'' (نعوذ باللّٰہ من ذالک)

[المُستدرک لِلحاکم : 4777 ، قال الامام حاکم والامام الذھبی و الشیخ زبیرعلیزئی فی فضائل الصحابۃ : اِسنادہ صحیح]

71 المُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: '' اُس ذات کی قسم کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ہم اہلِ بیت سے جو کوئی بھی بُغض رکھے گا، اللّٰہ تعالیٰ ضرور اُسے آگ میں داخل کرے گا۔'' المُستدرک لِلحاکم کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے فرمایا: ''اَے اولادِ عبدالمطلب ! مَیں نے تمہارے لیے اللّٰہ تعالیٰ سے 3-دُعائیں مانگی ہیں کہ تمہیں ثابت قدم رکھے، اور تم میں سے بھٹکے ہوئے کو ہدایت بخشے، اور تم میں سے جاہلوں کو علم عطا فرمائے۔ اور میں نے اللّٰہ تعالیٰ سے یہ دُعا بھی مانگی ہے کہ وہ تمہیں سخاوت والا بہادر اور رحم دل بنائے۔ (یاد رکھو !) اگر کوئی شخص حجرِ اَسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان جم کر نماز پڑھتا اور روزے رکھتا رہے، مگر (وہ شخص) محمد ﷺ کے اہلِ بیت سے بُغض رکھنے کی حالت میں اللّٰہ تعالیٰ سے (قیامت میں) ملاقات کرے تو ضرور آگ میں جائے گا۔''

[المُستدرک لِلحاکم : 4717 اور 4712 ، السلسلۃ الصحیحۃ : 2488 ، قال الامام حاکم و الذھبی والالبانی و الشیخ زبیرعلیزئی فی فضائل الصحابۃ : اِسنادہ صحیح]

72 جامع ترمذی کی حدیث میں ہے: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ''6-قسم کے لوگوں پر لعنت ہے، اللّٰہ تعالیٰ اور اُس کے ہر نبی علیہ السلام نے لعنت کی ہے، (پہلا) اللّٰہ تعالیٰ کی کتاب میں اِضافہ کرنے والا، اور (دوسرا) اللّٰہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلانے والا، اور (تیسرا) طاقت کے بل بوتے پر مسلط ہونے والا تا کہ وہ کسی اَیسے شخص کو معزز بنائے کہ جسے اللّٰہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہو، اور کسی اَیسے شخص کو ذلیل کرے کہ جسے اللّٰہ تعالیٰ نے معزز بنایا ہو، اور (چوتھا) اللّٰہ تعالیٰ کے حرم کی بے حُرمتی کرنے والا، اور (پانچواں) میرے اہلِ بیت کی بے حُرمتی کرنے والا، اور (چھٹا) میری سنت کو (حقیر سمجھ کر) ترک کر دینے والا۔'' المُعجم الکبیر لِلطبرانی کی روایت میں ہے: (صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بنیادی راوی) سیدنا ابراہیم نخعی تابعی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: '' اگر (بالفرض) میں قاتلانِ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ میں شامل ہوتا، اور (بالفرض) میری بخشش بھی ہو جاتی، اور مجھے جنت میں بھی داخلہ نصیب ہو جاتا، تو پھر بھی مجھے اِس بات سے شرم آتی کہ میں رسولُ اللّٰہ ﷺ کے پاس سے گزروں اور آپ ﷺ کی نظر مجھ پر پڑ جائے (اور آپ ﷺ فرمائیں کہ تو بھی حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں میں شامل تھا)۔''

[جامع ترمذی : 2154 ، المُعجم الکبیر لِلطبرانی : 2760 ، قال الشیخ زبیرعلیزئی فی مشکوۃ المصابیح وفی فضائل الصحابۃ : اِسنادہ صحیح]

نوٹ اہلِ سنت کے صحیح منہج کو جاننے کیلئے ہماری ویب سائٹ www.AhleSunnatPak.com پہ موجود اِسی موضوع سے متعلق 17 ویڈیو لیکچرز ضرور دیکھیں :

1 مسئلہ نمبر 48 : فکرِ حسین رضی اللہ عنہ تحریکِ خلافت کی روح ہے **2** مسئلہ نمبر 55-a : علمِ لدنی سے متعلق رافضیوں اور صوفیاء کے عقائد کا تحقیقی جائزہ **3** مسئلہ نمبر 55-b : وَصی رسول ﷺ کون ہے؟ اور حدیث قرطاس کا تحقیقی جائزہ **4** مسئلہ نمبر 61 : حسینیت اور یزیدیت کا تحقیقی جائزہ **5** مسئلہ نمبر 65 : سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے صحیح فضائل **6** مسئلہ نمبر 66-a : محرم الحرام اور واقعہ کربلا سے متعلق 5-علمی نکات **7** مسئلہ نمبر 66-b : سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے صحیح فضائل **8** مسئلہ نمبر 94 : غزوہ تبوک میں مومنین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور منافقین کے کردار کا فرق ! **9** مسئلہ نمبر 96 : عظمتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سنی و شیعہ کے اِختلاف کا تحقیقی جائزہ **10** مسئلہ نمبر 101 : خلافت و ملوکیت، صحیح مسئلہ خروج اور فکرِ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ حق پرستی کی علامت ہے ! **11** مسئلہ نمبر 102 : فضائلِ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور یزید بن معاویہ کے کرتوتوں پہ دِفاع کا تحقیقی جائزہ **12** مسئلہ نمبر 116-a : جنگِ صفین اور مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم پر ڈاکٹر اِسرار رحمہ اللہ کے بیان کا تحقیقی جائزہ **13** مسئلہ نمبر 116-b : سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی حقیقی وجہ کیا تھی ؟ **14** مسئلہ نمبر 116-c : کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کاتبِ وحی تھے؟ اور حفاظتِ قرآن کا معجزہ **15** مسئلہ نمبر 124-a ، 124-b ، 124-c اور 124-d : اِنجینئر محمد علی مرزا پر بعض فرقہ پرست علماء کی جانب سے لگائے گئے 10 جھوٹے الزامات کے علمی جوابات **16** مسئلہ نمبر 127-b : اِمام مہدی علیہ السلام کی پوری دُنیا پہ خلافت اور سُنی و شیعہ کا اِجماع **17** مسئلہ نمبر 157-a اور 157-b : سُنی اور شیعہ اِختلافات پہ 100 سوالات اور اُنکے جوابات

آخری نصیحت اِمامِ اہلِ سنت سیدنا اِمام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ (المُتوفی- 204 ہجری) پر جب ناصبی اور یزیدی علماء نے آلِ محمد ﷺ سے محبت کے مقدس جرم میں رافضی (یعنی شیعہ) ہونے کا جھوٹا اِلزام لگایا تو اُنھوں نے وہ شہرہ آفاق شعر کہا جو اُن کے دِیوان میں ہے: اِنْ کَانَ رَفْضًا حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ ...... فَلْیَشْھَدِ الثَّقَلَانِ اَنِّیْ رَافِضِیٌّ

ترجمہ : '' اگر آلِ محمد ﷺ سے محبت رکھنے کا نام (بالفرض) رافضیت ہی ہے، تو تمام جن اور اِنسان میری اِس بات پر گواہ ہو جائیں کہ مَیں رافضی ہوں۔'' [دیوانُ الشافعی]